

میزانِ قدیمینِ مضمون تلخیص (دہرہ) ایک سو لکھ کھنڈے کھنڈے
جلد اول

سبع مشانی

— (یعنی) —

خدائے سخن جناب نے اسلامت علی صاحب دوسیر طابک کے ۱۲ اعیام انتظار و صبح ترین مرثون کا مجموعہ

— (مصدقہ) —

فخر المتقین استاد المتأخرین یادگار حضرت سید صفی الدین صاحب قریح مرحوم جناب زرا محمد طاهر صاحب رفیع غلام العالی

— (مرتبہ) —

تراجم الامم کوثر جناب فیض السیر حسین صاحب جمیع رضوی لکھنوی ارشد تلامذہ حضرت قریح منقول علی المقام

حسب نالیشین منجر ممتاز زکات کسبی بخائیں لکھنؤ

— (اہتمام حست العباد محمد جواد مالک ہستم طبع) —

نظامی پریس و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت بلحاظ کاغذ	قسم اول لاتی چکنا سفید کاغذ (۲ پونہ)	قسم دوم بوی سفید کاغذ (۱۶ پونہ)	قسم سوم نارے سفید کاغذ (۲۰ پونہ)
دورہ پیسہ آٹھ آنہ چار	دورہ پیسہ چار	دورہ پیسہ آٹھ آنہ چار	دورہ پیسہ آٹھ آنہ چار

جلد حوق محوطہ

یہ جلد جو ہر ک ڈیوچوک کھنڈے بھی مل سکتی ہے

جلد حوق محوطہ

الف

عکس عبارت توثیق سبع مثانی از قلم اُستاد الاساتذہ حضرت فیض مظاہر العالی

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

مداح امام الکونین غفرلہ سید سر فراز حسین صاحب خیر سلمہ اللہ التقدیر
شاگرد رشید والدہ صدام حضرت اوج طاب ثراہ و خاکسار سجدان رفیع کا
مدت سے تقاضا اور خود اس فقیر کا ارادہ تھا کہ تاجدار کشور حسن قبول
مداح آل رسول بندہ درگاہ پنجتن خدائے سخن ادستا دینے لطیفہ امجد
جناب مرزا سلامت علی صاحب دبر اعلیٰ اللہ مقامہ کے اوان مشہور مرثیہ کی یہ
اصل بسنہ دبیری سے کر دی جائی جسیر اہل مطبع کی نیے پروائی اجاب کی درپہ
کار و دائمی دبیر ہمہ دان و مکنتہ سنج کی نیے نیازی بکلام دبیر کی ملتہ نوازی اور
قبول عام کی قدر افزائی کے ماتون بڑیے بڑیے ستم ہو گئے الحمد للہ کہ اب چودہ
مرثیوں کی ایک جلد شائع ہو رہی ہے اصل مرثیوں جو مصنف مرحوم کے پڑھے ہوئے ہیں
یہ مقابلہ کرتے وقت قیامت نظر آئی مصرعون اور بیتوں کا ذکر کیا بندہ
الحاقی اکثر عمدہ بندہ دار و کہین تحریف کہین تحفیف سلسلہ کی زرخیز شکستہ
کہین کچھ کہین کچھ جا بجا الفاظ میں بہار اور خزانہ کا فرق جہاں تک ممکن ہو اصل
مرثیوں سے تصحیح کر کے ایک جلد مشیت نمونہ از خرد و ایہ اہل نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہے
خلاق سخن آفرین اسکی طبع میں کوشش اور توجہ کرنیوالوں کو جزائے خیر دیے اگر
قلوب مومنین پر سعی خیر کا کچھ اثر ہوا تو خاص خاص مرثیے ہی خیر کا بتوں نیے
خوب خوب اصلاح کی ہے اسبطح صحیح حالت میں طبع ہو کر لذت افزائی اہل ذوق ہو

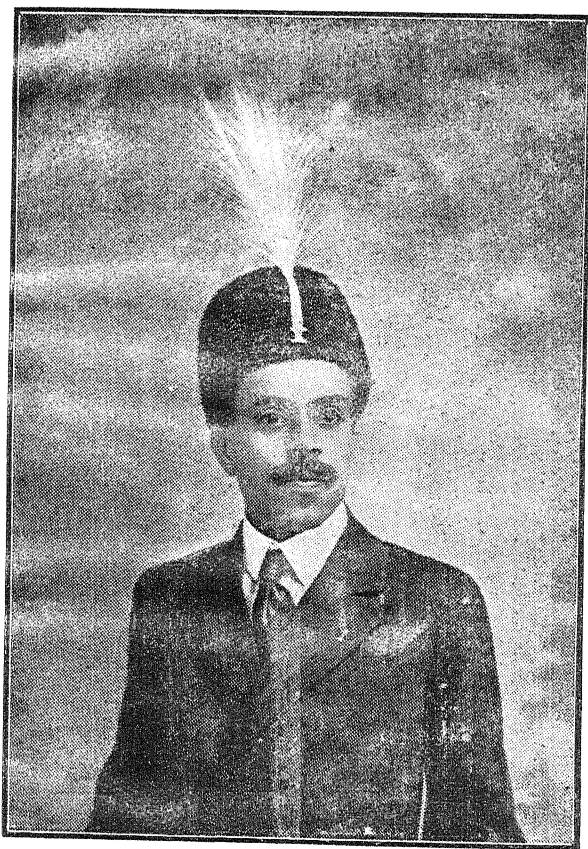
محرر ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء

خاکسار
محمد طاہر رفیع

ب

فہرست مرآت مطبوعہ سبع مثانی جلد اول

نمبر ترتیب	مطلع	تعداد صفحات	مختصر کیفیت
۱	کونے میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو	۱۴۴	۱ مفاین بہار و انگلی از بدینہ حال حضرت سلمہ شہادت
۲	جب ماہ نے نوافل شب کو ادا کیا	۱۸۹	۳۷ مناظر صبح ترتیب نوح و حال حضرت حرؒ
۳	پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی	۳۳۰	۸۵ حال حضرت عون و محمدؒ
۴	اے صبح کیا ہو جو تراجیب چاک ہے	۱۱۲	۱۴۳ حال دربار شام و جنگ حضرت قاسم زبانی شہر (پہ مرتبہ اس سے قبل طبع نہیں ہوا تھا)
۵	سینفی کا غنہ مری شمشیر زباں ہے	۱۶۳	۱۷۱ حال حضرت ابو الفضل العباسؑ
۶	اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل	۱۳۲	۲۱۳ حال حضرت علی اکبرؑ
۷	آدم کا دادرس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۴	۲۴۷ حال سید الشہداء
۸	سرتاج کائنات حسن اور حسین ہیں	۱۳۳	۲۸۹ حال سید الشہداء
۹	یار بچھے مرقع غلبریں دکھا	۱۲۹	۳۲۳ اشتیاق زیارت حال سید الشہداء و ابیت قیس
۱۰	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا	۱۳۱	۳۵۷ حال سید الشہداء
۱۱	کوہ اقمہر جو علی کا گدڑ ہوا	۸۵	۳۹۱ حال سید الشہداء
۱۲	جب حرم فاطمہ شیریں سکے برابر آئے	۵۸	۴۱۳ حال شیریں دیہ شریہ سے قبل کئی عینی نہیں طبع ہوا تھا
۱۳	سربز ہو یا ریحن اس سجیدین کا	۱۱۵	۴۲۹ حال ہند
۱۴	منبر نشین انجن شاہ دیں ہوں میں	۱۳۰	۴۵۹ روایت خورشید بانو و آقا و منبر سید الشہداء و بچھا



اعلیٰ حضرت ہز ہائیٹنس نواب میر فضل علی خان
صاحب بہادر والی ریاست عالیہ بیگن پانی

بسمِ جان

کیستے فضل علی اندھان ہمتے تو روزِ قرون بادشاں ہمتے والا ہے تو
 آمدہ مفتاحِ عقل مقصدِ ایمانے تو شکرِ نعمتہاں تو چنانکہ نعمتہاں تو
 تفضیلتے را چنانکہ تفضیلتے را

میں اس متبرک مجموعہ کو اپنے ولی نعمت صاحبِ شوکت
 و حشمت شہداءِ رسول و آلِ رسول والا خطبہ
 ہر سہائیں نواب میر فضل علی خان صاحبِ بہادر خلد اللہ ملکہ
 والی ریاست الیہ بیگن پٹی کے نام نامی سے
 بنظرِ قدر افزائی معنون کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد ہے عز و شرف

وابستہ دامنِ دولت

فقیرِ خیر

خطابی نامز باسلامت لی از میرزا کاظم

بوی حکم در خندان می فرستد
 می در شامی غلجی می فرستد
 آه جوی که بوی می فرستد
 جوی می که در شاه کاظم

آفتاب قیامت کاظم

نهاده اندک می در شام
 نهاده اندک می در شام
 نهاده اندک می در شام
 نهاده اندک می در شام

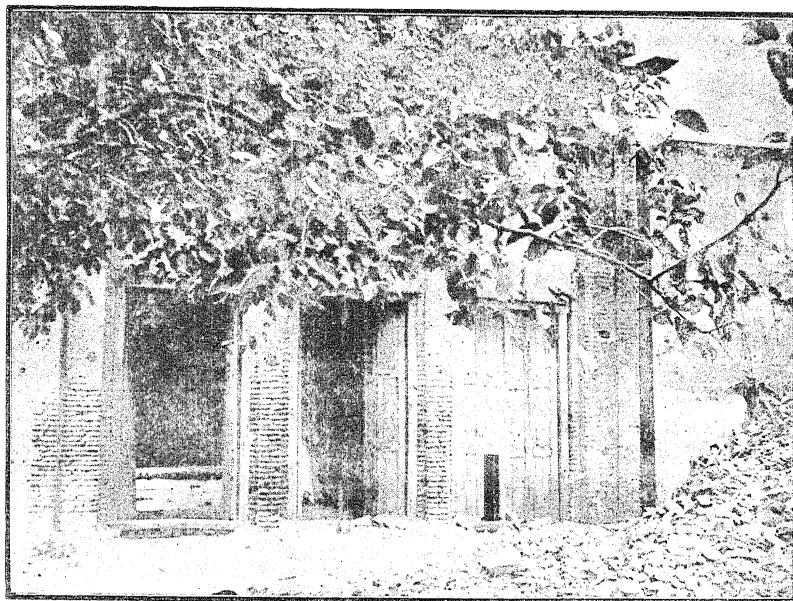
نکته می در شام

کسی که می در شام
 کسی که می در شام
 کسی که می در شام
 کسی که می در شام

کیا خود شیدی تا شام

کسی که می در شام
 کسی که می در شام
 کسی که می در شام
 کسی که می در شام

جان باقی می در شام



مقبورہ شکستہ خدایہ سخن جناب سرزا سلامت علی صاحب دیپورا علی الدرقاہ



تمہید از خیر

جہان تک مجھے یاد ہے میں بچپن ہی سے خدائے سخن حضرت دبیر اعلیٰ اشرف مقامہ کے کلام کا خیلانی
تھا اسپر طرہ یہ ہوا کہ خوش نصیبی سے جانشین دبیر شاعر بے نظیر جناب مرزا محمد جعفر صاحب الفحج
تو رات و روزہ مشفق و جامع استاد ملا اب کیا تھا ذوق فطری کہیں سے کہیں جا پہنچا برسوں جناب
مرحوم کی آستانہ بوسی کی۔ اسی زمانہ میں مرثیہ پڑھنے کا شوق و انگیزہ دل ہوا۔ ابتدا تہذیبین سلام
کہتا استاد مرحوم دل بڑھاتے حاضرین مجلس میرے خذدن دیوون کو جواہر پارہ بناتے روز بروز جملہ
بڑھتا۔ کچھ دن بعد مرزا دبیر علیہ الرحمہ کے مختصر مرثیہ بر سر منبر پڑھنا شروع کیے یہ مرثیہ کسی مطبوعہ جلد
مرزا صاحب کے نقل کرتا اور استاد مدفون کو سناتا لیتا۔ جناب مہروران مرثیوں کو کبھی انہی یاد سے درست
دیا کرتے کبھی اصل مرثیے سے مقابلہ کر کے تصحیح فرمادیتے۔
استاد مرحوم اکثر ان مرثیوں کی تصحیح کے وقت فرماتے: ”حیف حضرت مرحوم کے کلام پر اہل طالع
نے بڑا ظلم کیا“ برسوں یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی اور سمجھ میں آئی کیونکہ کتابنا شعور ہی کمان تھا کہ ربط
بے ربطی میں امتیاز کر سکتا محاسن و معائب کلام پر نظر ڈال سکتا جو کچھ وہ فرماتے سن لیتا۔

ایک زمانہ کے بعد قد اُردو نظر سے گزری یہ کتاب انٹرنس کے نصاب میں داخل تھی اس میں
چند بند مرزا دبیر کے نام سے درج تھے جو مجھے محفوظ نہیں صرف ایک مصرع یاد رہ گیا ہے اور وہی نکل کے
لو کر دینے کے لیے کافی ہے ”ع۔ راکب کا جگر چیر کے مرکب نکل آیا“ (اور یہ بھی خوب یاد ہے کہ اس
بند میں اجل کا قافیہ مکر تھا مصرعے بالکل بے ربط اور معنی سے بے نیاز تھے۔ میں نے ملا ماجلال صاحب
صاحب مولف کتاب کو لکھا کہ سرکار نے یہ بند مرزا صاحب کی کس جلد سے انتخاب فرمائے ہیں اور ان کا
مطلب کیا ہے اور اگر بالفرض انکی کسی مطبوعہ جلد میں ملتے بھی ہیں تو دبیر ایسے اکمل دودگ گار سے

ایسے مملات کا منسوب کرنا کمان تک جائز ہے جبکہ جواب میں مولانا نے موصوف نے تحریر فرمایا کہ دوسری اشاعت میں یہ بند خارج کر دیے جائیں گے۔

یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ نصاب تعلیمی کے معین کرنے والی انجمن نے ایسی کتاب نصاب میں داخل کرنے کی اجازت کیونکر دی جبکہ پڑھ کر استاد اگر دو دن غلط فہمی میں پڑیں اور ایک زبردست ادیب شاعر کے متعلق نامناسب رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ البتہ مرزا دبیرؒ کے جو مثنوی اس جلد میں طبع کیے گئے ہیں اس قابل ہیں کہ اعلیٰ جماعتوں کے نصاب میں داخل کیے جائیں شاید ہندوستانی یونیورسٹیاں عموماً اور عثمانیہ یونیورسٹی خصوصاً اس طرف توجہ کرے۔ حق تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت شہر یار دکن نے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کر کے اردو ادب کو ہمیشہ کے واسطے زیر بابت کر لیا ہے یہی ایک یونیورسٹی ہے جس نے اردو کو حیات تازہ بخشی ہے اور ہر وقت زبان کی خدمت میں منہمک ہے۔ یہاں اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مرزا دبیر مرحوم کے مرثیوں سے منتخب بند کسی نصاب کے واسطے درکار ہوں تو حیات دبیر جلد اول۔ المیزان اور اس جلد سے لینا چاہیے۔ یہ لکھنا اس لیے ضروری ٹھہرا کہ انٹرمیڈیٹ کے گورنر میں ایک اردو کتاب داخل تھی اس میں ایک دو بند مرزا دبیرؒ کے ایک ابتدائی پُرانے مرثیے سے لیے گئے ہیں یہ وہ مرثیہ ہے جو شاید مرزا کے مرحوم نے ۱۳-۱۴ برس کی عمر میں تصنیف کیا ہو۔ لیکن یہ مرثیہ شمس العلماء مولانا سید امداد امام صاحب اہل حق نے کاشف الحقائق میں لکھ دیا ہے اس وجہ سے نصاب بنانے والے نے خیال کیا کہ جو بند ایسے طبعی بزرگ نے انتخاب کیے ہیں وہ اچھے ہی ہوں گے اور مرزا کے کلیات پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ بہر کیف قدر آدمی نہ بند کہہ کر میں نے مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی بیسیوں جلدیں فراہم کیں۔ وقتاً فوقتاً ان کا مطالعہ کرتا اور حیران رہ جاتا اس لیے کہ اگرچہ قندار دو والے وہ بند تو کیں نظر آئے لیکن اکثر مقامات پر عجیب مصرعے عجیب تہنیں نظر آتیں جو ایسی ہی بلکہ اُن سے کہیں بالاتر تہنیں کہیں کاتب کی اصلاح سے شعر سبکی کہیں الحاق سے مرثیہ دہن گدا اکثر بند دو دو چار چار مرثیوں میں مشترک۔ مثلاً دفتر ماتم کی چھٹی جلد اسمیں یہ مرثیہ طبع ہوا ہے۔ ملتا ہے مرزا مرحوم کو حیدر کی ثنا ہے "توین بند کے بعد سے جتنے بند ہیں وہ دوسرے مرثیہ (مطلع) اے مومنو کیا رتبہ ماہ رمضان ہے" میں اُنٹیشوین بند کے بعد ضم ہیں۔ اسی جلد کے تیسرے مرثیہ (مطلع) "فرد علیٰ بروج امامت کا قمر ہے" میں بھی دوسرے بند کے بعد وہی بند ہیں قریب قریب ملے ایک کاتب نے یہ مصرعے دیکھ کر زمین و شیر فلک مل کے دوہرے "ایک فلمی مثنوی میں یوں لکھ دیا تھا "گادوں میں شکر ہے ہل کے دوہرے" اگر یاد ہو تو اس مصرع کو دنیا میں کون صحیح کر سکتا ہے۔ حقیق خیر ۱۲

جہن کے پیسے غلط نامہ کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے احتیاطاً غلط نامہ دے دیا ہے
ناظرین! تمکین قبل مطالعہ اگر صحت فرالین تو بہتر ہے

ناظرین! بس میں نے بہت زحمت دی اتنا اور کہہ دوں کہ مجبوراً نثر لکھنے کا بہت کم
اتفاق ہوتا ہے اس لیے عبارت کی ناہمواری کا قصور قابل عفو ہے۔ مجھ کو اس تہید کی ضرورت
اس لیے اور محسوس ہوئی کہ اگر قوم کے ہونہار افراد کو کسی ضروری کام میں اس قسم کی
مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے تو وہ بہت نہ ہادین کا رساد حقیقی اُن کو ضرور کامیاب
کرے گا۔

پروردگار! میری یہ کوشش ایسی مقبول ہو کہ مرزا دبیر مرحوم کا سب کلام اس سے
بہتر صورت میں شائع ہو سکے فقط

حقیر سید سرفراز حسین خیر رضوی لکھنوی
اقل ملائذہ حضرت اوج مغفود

ایک ضروری اعلان

اس جلد کے چند نسخے اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر پر بھی چھاپے گئے ہیں
قیمت فی جلد غیر مجلد ۶۰ مجلد ہے،

بینچر ممتاز بک انجینیئری خاص لکھنؤ

سبع مثانی کی جلدین کتب خانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں

ملا اہلی شیرازی فارسی کے مستند شاعر گزرے ہیں جن کی مشہور روئے مثل ثنوی سحر حلال ہے۔ جسکے ہر شعر میں
ود قافیہ ہیں اور ہر شعر دو بحر و من پڑھا جاتا ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے مہمہ عالم ہر تو بے شکوہ رفعت خاک در تو پیش کوہ

قاضی سید نور اللہ شمسٹری شہید نالشا نے اپنی مشہور کتاب مجالس المومنین میں ملا اہلی شیرازی کا
ذکر خیر اچھے الفاظ میں فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شعرا و فضلا میں مشہور اور فقر و مسکنت اور
بے اتفاقی اہل دنیا میں معروف ہیں۔ یہ رباعی ان کے حسن عقیدت پر دلیل قاطع ہے۔

یاد ب سگ کوئے مقبلی ساز مرا آئینہ ز عشق منجلی ساز مرا

اقبال جہان مرا جوئے نیست قبل مقبول محمد و علی ساز مرا

اکثر شاعروں سے ہمارے فن شعری وجہ سے امتیاز رکھتے۔ ہر وقت شعر کہتے تھے۔ سحر حلال ایسی لاجواب
ثنوی کہی ہے جسکا ہر شعر دو بحر و من پڑھا جاتا ہے۔ اور ہر بیت میں دو قافیہ ہیں اور سلمان باوجی کے مشہور قصیدہ صنعتی کے
جواب میں ایک قصیدہ یہ شعر ملی شیر کے نام پر لکھا تھا جس میں چند صنعتیں سلمان مذکور کے قصیدہ سے بھی
زیادہ تھیں خود میر علی غیر نے انصاف کی داد دے کر قصیدہ سلمان سے بہتر کہا۔ دیوان اہلی کا ارباب نظر
کی نظر میں مسلم۔ اور شعر سعدی کی چاشنی ان کے کلام میں ہے۔ اہلی نے عمر طبعی پاکر شیرازی میں انتقال فرمایا
سنہ ۱۰۵۰ میں وصال ہوا ملا میرک مشہور شاعر نے انکی تاریخ وفات کہی تھی۔ مولوی احمد علی صاحب
سندیلوی اور دیگر تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ حافظ و مرزا نظام دست غیبی کے پاس ایک ہی
مستبرے میں مدفون ہوئے سنگ مر مر پر یہ غزل کندہ ہے۔

جانم بروز واقعہ پہلوے او کنید او قبلہ من است رخم سوے او کنید

ملا میرک کا قطعہ تاریخ یہ ہے۔

در میان شعرا و فضلا پیر صادق و صفا بود اہلی

سال فو تش زخو جسم و گھنت بادشاہ شہید بود اہلی

ثابت نے سچ کہا ہے۔

طبع حافظ سے کم تھی طبع اہلی شعر میں مر کے بھی پہلو نشین میں حافظ شیرازی کے

ملا اہلی سب طرح نظم میں کیتاے نمان تھے۔ اسی طرح نثر میں ملا ہاشم۔ رحیدرومان تھے۔ نامہ بھی
اتفاق سے موافق پایا۔ ہندوستان میں آکر خا بان منلیہ کے عہدہ جلیلہ شیرشی پر مین و مرزا دہوے

ہوتا تھا۔ اسکے نیچے ڈھیلا پانچامہ۔ پانچامے کے نیچے ایک جاگلیہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے ہاؤں میں گھنٹا
غذا۔ بڑھاپے میں۔ صرف ایک وقت دن میں نذر دل بچے نوش فرماتے۔ رات میں ایک کچھ کھا کر
چائے پیتے تھے۔ اور جو ان کے درباری شاگرد و احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیالی چائے
کی اور ایک ایک کچھ قسیم فرماتے تھے۔ (سحر لکھنوی)

کھانے نے کھایا ہیں کھانا جو تنہا کھایا ساتھ کھا یا کسی مہمان نے تو کھانا کھایا
آخر عمر میں تپ عرقہ میں مبتلا اور صحت یاب ہونے پر غائب کو بھی حکیموں کی رائے سے کچھ دنوں کھائی پھر غلام
شب میں وقت ہونے کے خیال سے ترک کر دی۔ جو لوگ رات کو حاضر ہوتے تھے وہ بارہ بجے کے قریب
اپنے اپنے گھر جاتے ادھر مرزا صاحب نادر شاہ میں مصروف ہوتے تھے آدھی رات تک علم و فن کے چرچے
رہتے تھے بقول ثابت لکھنوی یہ صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں نقشے یا دہیں کسی کسی صحیح ترین خیاب پر نشان لگتے ہیں
استاد علمی۔ مشہور و صحیح ہے کہ تمام کتب درسیہ معقول و مقول عربی و فارسی کی باقاعدہ مستند
۱۰۰۰۰۰ سے بڑھی تھیں کتب درسی فارسی و صرف و نحو و منطق و ادب و حکمت و مولوی غلام من صاحب
فاضل متبحر و حاضر جواب و طبیب حاذق سے اور کتب دینیہ حدیث و اصول حدیث مولوی مرزا کاظم علی صاحب
مشہور اخباری (پدر مرزا محمد رضا صاحب برق) اور مولوی فدا علی صاحب مستند اخباری اور مولوی
فقہ وغیرہ ملا مہدی صاحب مازندرانی مجتہد مستند سے بڑھی تھیں۔

مذہب۔ مرزا صاحب کے کئی استاد و مستند اخباری عالم تھے۔ اسلئے بعض حضرات مرزا صاحب
کو بھی اخباری مسلک سمجھتے تھے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔

فن شعر میں وہ صرف میر مظفر حسین صاحب ضمیر کے شاگرد تھے گویا اساتذہ مذکورہ سے بہت سے
خواجہ شعر بھی حاصل ہوئے اور فارسی کا کلام خصوصاً شمس المشرقیں (مختصر سہت بند ملاکاشی) حضرت
مازندرانی مرحوم کو دکھایا تھا یہی سبب ہے کہ ہر بند کے بانچون مصرع ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔
وہ تمام استادوں کو نیکی سے یاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سید حسین صاحب لطافت مرحوم نے پوچھا حضور کو کیا
دیکھ مرحوم سے بھی نمد تھلا فرمایا۔ اگر ہوتا تو میر (خضر تھا مگر جھوٹ بولنا گناہ ہے اسلئے افسوس کہ کتاب میں
کہ مجھے یہ خرافت حاصل نہیں ہوا۔

اگر کبھی کسی شاگرد نے شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے چنانچہ نواب مرزا محمد تقی صاحب
اشتر مرثیہ گو نے جن کا بے لفظ مرثیہ ہم دم طالع ہمارا دم سا ہوا (اگر بھری موبلی مجلس ۲۰۰۰) یہ مرثیہ
کہ بہت لوگ حقیر کو مرزا دیر کا شاگرد کہتے ہیں ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی یہ ادعا کرتے

تو ان سے کہہ دیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں رات کے معمولی جلسہ میں جو زمانہ شاہی سن ۵۰-۶۰- آدمی سے کم نہوتا تھا بہت سے احباب اور شاگردوں نے بالاتفاق یہ ذکر کیا۔ سب کی سن کر یہ مصرع کہہ یا ۵۰ شاگرد ہوں سحر کا سب استاد ہیں مرے۔

حیات ترقی

مرزا صاحب کی شاعری تحصیل علم۔ مرثیہ گوئی۔ عمر غنا صراحت کی طرح ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہی۔ ذہین و ذکی بالطبع تھے اور اس سیر طرہ یہ کہ حافظہ بہت قوی تھا۔ جوانی میں ہی اس قدر شہرت ترقی ہوئی کہ بجائے چار مشہور مرثیہ گوئیوں ضمیر خلیق۔ دلیلیں فصیح کے (مع و سیر) بانچن مانے جانے لگے جس ٹی پی کو جو گشتیہ کہتے تھے گویا اب اسکو بچ گشتیہ کہنے لگے، شاعری کو خدا داد ہانت و علم نے علم کو علم نے۔ حلم کو تقویٰ اور حسن خلق و انکسار و ہمان نوازی نے چمکا یا اللہ اس علی دین صلوٰۃ مشہور و مستند حملہ ہے۔ بادشاہ (یعنی نواب) اور وہ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ اسی کے پیر تو پیر وہاں کے سنی و صوفی بلکہ ہندو تک وہاں تقویہ دار تھے۔ مجالس عزاء و گرامری (اور حسن عقائد سے ہوتی تھیں) کو کھینے والے کو حیرت ہو۔ غزل گوئی لکھنؤ میں معراج کمال پر پہنچ چکی تھی۔ مگر مرثیہ گوئی نے اسکو اس قدر دبا دیا اور پیچھے ہٹا دیا کہ مشہور مثل: بگڑا شاعر مرثیہ گوئی، غلط ثابت ہوئی۔ بعض مشاق غزل گوئی استادوں کی مثل مرزا محمدی صاحب قبول و برقی و میر علی اوسط صاحب رشک و اسیر مرحوم و امانت معفود نے خوب خوب مرثیہ و سلام کہے۔ مگر وہ مقبولیت نہ ہو سکی جو مرزا صاحب کو منجانب انشد تھی بقول حافظ شیرازی۔ قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است۔

شاعر و ن کا فر مرغ اکثر بادشاہوں اور امیروں کی بدولت ہوا کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو جو کچھ ترقی و عزت ملی وہ مجھ و آل محمد اور شہداء کے بلا کی بدولت تھی کسی امیر یا بادشاہ کی دربارداری انھوں نے نہیں کی بلکہ اکثر امیر و عالم و شاعر ان کے رات کے دربار میں حاضر ہو کر فرائد اٹھا اٹھا کر کامل و مستند ہو گئے ان میں سے مولوی علی میان صاحب کامل۔ اور نواب مرزا صاحب متوق۔ اور میر علی محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی اور منشی میر معفور۔ میر ذکی بگرامی اور منشی دریا شنکر کریمان صاحب مشہور غزل گو لکھنؤی ہیں۔

ان ذکی بگرامی کے مرثیہ اور زبان و طرز بیان میر انیس مرحوم سے بہت مشابہ ہے۔ سب میر صاحب حیدر آبادی ہیں پہلی مجلس برٹش تو ایک منصبدار میر منبر لوے ہائے رکی۔ انھیں کے ہیلو میں میرزا حسین شمشیر اور شکر افغان صاحب قید۔ دونوں تلامذہ دہلی تھے ہوتے تھے ان سے خطاب کر کے میر صاحب بولے۔ کیوں صاحبو لکھنؤ میں مرزا صاحب کے کوئی حقیقہ مقابل نہ کی کو بھی سمجھتا جو دونوں بولے حضور میں اندک کی تو درحقیقت شمشیر کے شاگرد ہیں ایک۔ دو مرثیہ مرزا صاحب کو بھی ضرور دیکھا ہے ان ذکی کے ایک شاگرد نواب شتاق مرحوم لکھنؤ میں تھے جن کے بہت سے کامل شاگرد ہیں ۱۲

(جو پہلے موجی رام موجی شاگرد مصحفی کے شاگرد تھے یہ بھی درباری مرزا صاحب کے تھے) اور ان کی غزلین
 ارباب نشاط مجلس شادی میں رات دن گاتے ہیں اور جن کا ایک مشہور شعر ہے ۵
 خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہے
 چنانچہ خود ایک مرثیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ۵

خافانی و فروسی و سعدی و نظامی شاہون کی مدد سے ہوئے آفاق بی نامی
 عباس ہیں اس بندہ درگاہ کے حامی دنیا ہے سخن لکھ کے مجھے خط عثمانی
 ہیں دوہی دربار میں نہیں ایک کینک منبر مری جاگیر مقام اس کا خاک ہے
 مرزا صاحب کا شاہ اول اودھ نے بلو اکرم شہنشاہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا شہرہ کلام
 و کمال سن کر پہلے بادشاہ اودھ مرزا غازی الدین حیدر مرحوم نے جو بدلتی کراپے عز خانہ میں مرثیہ پڑھنے
 کو بلوایا۔ مرزا حسب معمول نہیں میں سواد ہو کر اپنے معمولی لباس میں پہنچے۔ عز خانہ میں بادشاہ بیٹے
 بیٹھے ہوئے تھے، ابو سلام لینے کے مرثیہ پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ مرزا صاحب منبر پر چلا کر حمد و ثناء میں
 ایک ایک رباعی پڑھ کر یہ بندہ سدس کا پڑھا جو فی البدیہہ راہ میں کہہ لیا تھا ۵

موجب ہے حمد و شکر جناب الہ میں فضل خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
 مجھ سا گدا اور انجمن بادشاہ میں چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اسوقت راہ میں
 ذرے پہ چشم ہر ہے ہر منیر کو حضرت نے آج یاد کیا ہے و جب کو
 پھر مرثیہ پڑھا جو اسی زمانے میں کہا تھا۔ ۵ داغ غم حسین میں کیا آب و تاب ہے۔
 جب مرثیہ میں اس مقام پر پہنچے کہ جناب سکینہ امام حسین کی چار برس کی صاحبزادی نے فریاد
 اُسکے لشکر کے ظلم کی روداد بیان کر کے فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے تو بادشاہ موصوف چنیں مار مار کر
 بے اختیار رونے لگے۔ وہ بند یہ ہے ۵

جب روزہ کبریٰ کی عدالت کھائے گا جیسا کہ بادشاہوں کو پہلے بلائے گا
 انصاف و عدل ان سے بہت پوچھا جائیگا تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا
 گل کر دیا ہے دونوں جہاں کے چرخ کو لوٹا ہے تیرے عہد میں نہ ہر کے باغ کو
 بادشاہ نے خراج ہر کے ذریعہ سے مرزا صاحب سے یہ بندہ بارہ پڑھوایا۔ یہ بندہ گویا تادمہ عت
 ہر گئے مرزا صاحب کو مرثیہ پڑھ کر چلے آئے۔ مگر بادشاہ کو دلت بھر خوف خدا سے نیند نہ آئی۔ بار بار کہتے تھے
 کہ خدا نے مجھے بھی بادشاہ کیا ہے مجھ سے بھی سخت باز پرس ہوگی۔ دیکھیے میری غفلت مجھے کیا دکھائی ہے

شاہ اول و
 نے مرزا صاحب
 کو بلوایا
 بیٹے

سویسے مستمد الدولہ آغا میر وزیر کو انصاف کے بارہ میں بہت تاکید فرمائی۔ یہ مرثیہ دفتر ماقم کی پہلی جلد میں چھپ چکا ہے۔

مرزا صاحب کا کمال ہر موقع پر ظاہر ہے۔ بادشاہ کی وجہ کی ہے تو کس انداز سے کہ اس میں بھی خدا کی حمد اور شکر ہے۔ اور سچی بات نظم کی ہے کہ جب لوگوں نے سنا ہوگا کہ بادشاہ نے مرزا صاحب کو یاد فرمایا ہے تو ضرور چرچا کرتے ہوں گے۔

مرزا کی شہرت زمانہ مذکور میں ہونے کی ایک دلیل روشن فسانہ عجائب کی عبارت بھی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ خود مرزا سرور نے لکھا ہے کہ فسانہ عجائب اُنھوں نے غازی الدین حیدر شاہ اول اودھ کے زمانہ میں لکھنا شروع کیا۔ اور محمد نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی میں وہ اختتام کو پہنچا۔ چنانچہ سرور کا مشہور مصرع ہے یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ سے لکھنؤ۔ عہد مذکور میں جن مرثیہ گوئیوں کو شہرت ہو چکی تھی ان میں سے ایک تلخیص کے ساتھ سرور نے لیے ہیں۔ اصل مع وثننا تو وہ دلیگیر مرحوم کی فرماتے ہیں۔ کہ جن سے سرور کو بہت محبت تھی۔ سرور پر کچھ سوتوں نہیں اس زمانے کے اکثر شعراء مستند اور اہل کمال دلیگیر سے بہت محبت رکھتے تھے۔ خود مرزا دتیر اور شیخ ناسخ۔ استاد دلیگیر کو بھی دلیگیر سے کمال اتحاد تھا۔ چنانچہ ناسخ کا یہ مشہور مطلع ہے ہرگز قطع ہوا مستمد ایسے زمانے میں کہاں ہوتے ہیں آپ دلیگیر سے ناسخ جو ہے دلیگیر حب ما

یہ مطلع اس زمانے میں کہا تھا جب ناسخ۔ الام بادی مقیم تھے۔ دلیگیر عجب وسیع الاخلاق نیک ہما و بزرگ تھے۔ ہر کیفیت وہ عبارت یہ ہے۔ مرثیہ گوے نظیر میان دلیگیر صاف باطن۔ نیک ختمیر خلق نصیح۔ مرد مسکین کرواہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا۔ اللہ کے کرم سے ناسخ غریب۔ دتیر مرغوب۔ سکندر طاعن بصورت کلا بادا حستان اہل دول کا نہ اٹھا پایا۔ اس میں سطر کی عبارت میں دس مرثیہ گوئیوں کے نام لے دیے جو اس زمانہ تک گزرے یا موجود تھے۔ اس میں سے پیر دتیر کا نام موجود ہے۔

میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ مرزا صاحب کے بزرگوں میں بعض شاہزادگان دہلی کے استاد تھے۔ شاید ہی رعایت سے یا مرزا صاحب کے کمال ذاتی کی وجہ سے اودھ کے اکثر نواب زادے اور شہزادے مرزا صاحب کے شاگرد ہوئے ان میں سے نواب اقتدار الدولہ کہ مستقیم الملک مرزا کلب علیخان ارسلان جنگ۔ نواب جلوت علیخان صوبہ اودھ کے فرزند۔ اور مرزا غازی الدین حیدر اول شاہ اودھ اور مرزا محمد علی شاہ سوم شاہ لکھنؤ کے بھائی تھے جن کا مفصل حال تذکرہ دربار حسین میں صفحہ ۱۱ پر آئے ہوئے نواب رضی حسین خان صاحب طرشی حسین آباد لکھنؤ کے حوالہ سے درج ہے نواب اقتدار الدولہ مرزا صاحب سے عمر میں بڑے تھے کہ ان کی سالارہ کی ولادت ہے۔ اور جمع کمالات تھے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملک میں انگریزوں کی بہت کم تھی۔

انھوں نے عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی بھی پڑھی تھی۔ نسخ و تعلیق دونوں خطوں کے باقاعدہ خوشنویس بھی تھے۔ پیرنازی - تفنگ بازی و شمشیر بازی و شوساری - برج بہادر مرہٹہ و دلیل خاں دکنی سے حاصل کی تھی سین و انتظار تخلص کرتے تھے یہ

دوسرے نواب ممتاز الدولہ تیسرے نواب والا قدر شہزادہ اودھ عرف نواب وزیر مرزا صاحب عجم جو بھاکھا میں ٹھہری ملا جواب کہتے تھے جنکے نام سے لکھنؤ چینی بازار میں ایک سڑک آج تک موجود ہے جسکو والا قدر روٹ کہتے ہیں (ان کا حال بھی تذکرہ دربار حسین صفحہ ۷۰ پر ہے) چوتھی ملکہ زمانی زوجہ محترمہ نواب نصیر الدین حیدر شاہ دوم اودھ - پانچویں انکی صاحبزادی نواب ممتاز الدولہ مرحوم کی زوجہ سلطان عالیہ سلطان تخلص چھٹی حاجی بیگم صاحبہ دختر محمد علی شاہ - (شاہ سوم اودھ)

مرزا صاحب کے در دولت پر بڑے بڑے شہزادے اور حکام اور اہل علم حاضر ہوتے تھے۔ اہل حاجت کی حاجت دوائی کو مرزا صاحب سے بڑی عبادت اور عرض انسانی سمجھتے تھے جسکی ہزاروں حکایتیں مشہور ہیں۔ میر ضمیر مرحوم سے کس طرح لوگوں نے بگڑوا دی۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کے کمال کی شہرت ہوئی تو حاسدوں کے دل میں آتش رشک بھڑکی۔ مرزا صاحب خود صاف دل تھے کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

حاسد کو ہے بیچ و تاب کیوں سچ کی شکل
بان شل جاب کچھ نہیں ہے دل میں
بعض شاگردان میر ضمیر صاحب جو پہلے کے شاگرد ہو کر مرزا صاحب پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ فکر کی کہ استاد شاگرد میں بگڑا دو و مرزا صاحب بے اصلاحی کلام پڑھیں قلعی کھلے۔ لوگوں کو اعتراض کا موقع لگے۔

لکھنؤ کے ایک مشہور دریادل امیر نواب فتح ارالدولہ کے بیان ماہ رمضان میں شہنشاہ کی مجلسین (۱۹-۲۰-۲۱ کو) بڑی دھوم دھام اور مہنام سے ہوا کرتی تھیں اور دونوں استاد و شاگرد بٹھا کرتے

اسے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کی صحبت میں مرزا صاحب بھی ان فنون جنگ میں ہمارے یاد گرفت پیدا کی تھی یا نہ ایک بزرگ ناقل تھے کہ ایک روز مرزا صاحب محلات شاہی کے دفتر سے نکل کر آتے تھے کہ ایک ہاتھی دست بھاگا ہوا آباہر ہمارے اُسکو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ اور سب آدمی اس کے غوث سے بھاگ بھاگ کر چھپ گئے ہیں دہریہ کمال یہ تھا کہ حواس بجا رہے برابر چہرہ تھرا ہوا سپر کچے برچھے دکھے ہوئے تھے جب تورد پر چڑھ کر ایک برج چھایا۔ اور جب وہ ہاتھی قریب آیا۔ تو وہیں سے اسکی متکیر اس طرح تاک کر ادا۔ کہ ہاتھی چلکا ڈاکر چل گیا۔ اُس دن لوگوں کو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ان فنون جنگ میں بھی دخل رکھتے ہیں۔ تاہم ۱۱

شاہزادہ مرزا
نواب صاحب
کا حصار
میر ضمیر مرحوم
سے روایت کی
کی کیفیت

حکایت
شاہزادہ مرزا
نواب صاحب
میں
میر ضمیر
میں

تھے۔ ۱۹ روپے کو نواب موصوف نے دونوں صاحبوں سے نئے مرثیے پڑھنے کی فرمائش کی۔ عمار بن مژن صاحبوں نے انشاء اللہ بشرط فرصت۔ کے الفاظ کہے۔ مرزا صاحب کی مشتق سخن بڑھی ہوئی تھی۔ بات بھرتیٰ یہ مرثیہ کہہ کر میرے میر خیمیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ ذرہ ہے آفتاب بہ ترازب کا۔ پوچھا حضور نے بھی کچھ فکر فرائی۔ جواب ملا کہ مجھ کو اتنی فرصت کہاں پہلے کے ایک مرثیہ میں چند بند نئے لکھ کر لگاے ہیں۔ وہی پڑھ دوں گا۔ مرزا صاحب کے مرثیہ کو پڑھ کر استاد نے بہت پسند کیا اسکی زبان سلیس۔ بندش چست طرز بیان دلکش۔ شوکت الفاظ مؤثر تھے۔ مرثیہ کی بہت تعریف کی مرزا صاحب۔ یہ سب حضور کا صدقہ ہے۔ میں کس قابل ہوں۔ اسے کل حضور ہی پڑھیں۔ میں کچھ عذر کر دوں گا۔ میر خیمیر صاحب۔ نہیں میرا صاحب۔ یہ تم ہی پڑھو۔ میر عابد علی صاحب بشیر بھی انھیں حاسدوں میں سے تھے۔ بولے میں مرزا صاحب کی رائے سے واقفائی کرتا ہوں۔ بے شک یہ نامناسب ہے کہ شاگرد نیا۔ اور استاد پڑا نامرثیہ پڑھے۔

میر خیمیر صاحب۔ اور میرا صاحب ایسی باتیں میرے ذہن میں نہیں ہیں خیر تم کہتے ہو تو یوں ہی سہی۔ پھر ایک مرثیہ کو دیکھ کر بولے اور میر کا ٹکڑا فضائل کا تم پڑھو اخیر کا حصہ مساب کا میں پڑھوں گا۔ میرزا صاحب۔ بہت خوب جہاں تک استاد نے حکم دیا تھا وہ دوق پھاڑیے باقی مرثیہ و میں چھوڑ آئے۔ ۲۰۔ کو انقیر الدہ نے اول مرزا صاحب سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا (کریم وعدہ کو پورا کرتا) نیا مرثیہ پڑھیے۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ جناب استاد قلبہ کا نیا مرثیہ ہے نصف میں نصف استاد پڑھیں گے۔ یہ لکھ کر منبر پر گئے ان کا معمول تھا کہ فاتحہ لکھ کر دیر تک سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ اتنی دیر میں بغیر مذکور سے میر خیمیر صاحب کے کان میں کہا کہ دل کا ٹکڑا بہت چست۔ اور اخیر کا سست ہے۔ میں مرزا صاحب کو منع کیے دیتا ہوں کہ یہ مرثیہ نہ پڑھیں اور کوئی پڑھ دین۔ میر صاحب نے جواب دیا اب یہ مناسبت نہیں مگر یہ کہتے تھے مرزا صاحب کو پہلے ہی آئیم کے اشارہ سے منع کر چکے تھے وہ منبر پر چپ چاپ کچھ پڑھ رہے ہیں مجلس تصویر حیرت تہی ہوئی ہے کہ بشیر نے قریب منبر پہنچ کر مرزا صاحب کے کان کے پاس اپنے ہونٹ لیجا کر آہستہ آہستہ کہا۔ استاد فوٹے ہیں تم یہ مرثیہ نہ پڑھو کوئی اور مرثیہ پڑھ دو۔ مرزا صاحب۔ میں اور کوئی مرثیہ نہیں لایا۔ اگر واقعی استاد کی جی مرضی ہے تو وہ خود مجھے آئیم سے اشارہ فرما دیں میں ربا عیان پڑھ کر منبر سے اتر آؤنگا تھا رے کہنے کا مجھے اعتنا نہیں انھوں نے جا کر میر صاحب کے کمر یا سلامت علی کہتے ہیں آج ہی تو مجھ کو استاد کا اتھا منلو ہے۔ دیکھو ن میرے بعد کیا کرتے ہیں۔ میر صاحب یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئے۔ دھر مرزا صاحب بار بار استاد کا منہ دیکھتے ہیں وہاں اشارہ کیسا برا فرد شکلی کے سب سے سزاوار پر ہی ناچار مرزا صاحب نے چند ربا عیان پڑھ کر وہی مرثیہ پڑھا سجان انشاء

اداء واصل علی کے نعروں سے تمام مجلس گنج و بختی۔ جہاں تک حکم تھا پڑھے آگے نہ بڑھے۔ منبر سے کامیاب اترے۔ میر تقی میر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھ کر اور یہ فرما کر کہ یہ مرثیہ انصاری ہے۔ کسی پرانے مرثیہ کے چند بند اور شریک پندخت سے پڑھ کر منبر سے اتر آئے۔ مجلس کے بعد دو خلعت آئے۔ میر صاحب نے اپنے خلعت پر ٹھوکر مار کر فرمایا لے جاؤ۔ اور دوسرا کھڑا ہوئے یہ اہل کمال کی ناز و داریاں ایسے ایسے امیر کبیر کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے اپنا خلعت یہ کھڑا پس کر دیا کہ جو استاد کے فائدے پر اپنے فائدے کو مقدم رکھتے وہ ملعون ہے۔

اب زمانے نے دوسرا رنگ بدلا۔ مرزا صاحب نے اصلاحی نئے مرثیے کہہ کر پڑھنا شروع کر دیے۔ ہر مہینہ میں ایک یا دو مرثیہ کہتے اور پڑھتے تھے۔ میر تقی میر صاحب کے شاگردوں کا ایک جتھا تھا جو ہر مرثیہ کو سن کر ۱۰-۲۰ ضرور اعتراض کرتا تھا۔ میر کلوعرش میر تقی میر کے فرزند رشید کو بعض ناسخ والوں نے کہہ دیا تھا کہ ناسخ سے اصلاح لے چکے ہیں۔ یہ اتمام عرش کے شاگردوں کو عموماً۔ اور ایک خاص شاگرد آغا ابوبکر خان کو (جکا کٹر لکھنؤ میں ہے) خصوصاً سخت ناگوار ہوا۔ آغا صاحب نے اپنا تخلص (بھینڈا فعل تفضیل ناسخ کے مقابلہ پر) نسخ رکھا اور اعتراض کی بوچھاڑ کر دی۔ ناسخ کے اس مشہور مقبول مطلع پر ہے

مراسینہ ہے مشرق آفتاب و افق ہجران کا مطلع صبح محضر جاک ہے میرے گریبان کا

یہ اعتراض تھا کہ مصرع میں مشرق تھا تو دوسرے میں بجائے طلوع۔ مطلع لانا چاہیے تھا۔ ان نسخ کو بھی دبیر مرحوم کے مخالفوں نے ملا لیا تھا۔ انفسوس تمام اعتراضات معلوم نہ ہو سکے ورنہ لکھتا۔ معترض اگر نیک نیتی سے بیجا اعتراض کرے تو اس سے نقصان کم فوائد زیادہ ہوتے ہیں قبول ثابت۔ ۵

خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی ہرمان کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں

مرزا صاحب ۱۱ دین کو مجلس کر کے اپنے گھر میں نیا مرثیہ پڑھتے تھے اُدھر میر تقی میر کے شاگردوں نے ۱۳ دین کو ایک مجلس مقابلہ پر مقرر کی۔ میر تقی میر کے ایک شاگرد شہرت تخلص نیا مرثیہ پڑھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں خود میر تقی میر کہہ دیتے تھے سگر شہرت کو شہرت نہو نا تھی نہوئی۔ اور مرزا صاحب کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ خود شاہ اودھ و احد علی شاہ اختر مرحوم اور وزیر لودھ نواب علی نقی خان مرحوم مرزا صاحب کے کلام کو دل سے پسند کرنے لگے۔ اسی زمانے میں حضور عالم نواب علی نقی خان مرحوم نے ایک بہت بڑی مجلس کی تھی۔ جس میں مرزا صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا تھا ۱۷ عرش برین تیرے ستاروں کے تصدق۔ میر تقی میر مرحوم بھی موجود تھے حضور عالم نے جب ایک موقع پر بہت تعریف کی۔ تو مرزا صاحب نے میر تقی میر صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے آواز بلند کہا کہ یہ سب فیض و تصدق جناب استاد کا ہے۔ لہذا ختم مجلس میر تقی میر مرحوم نے اٹھ کھڑے لگا لیا۔ اور اصل واقعہ سن کر میر تقی میر علی بشیر سے ناراض ہو کر لوٹے اب یہ شخص اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے

مرزا صاحب نے
نیا مرثیہ پڑھا تھا
جو ہر مرثیہ کو سن کر
۱۰-۲۰ ضرور
اعتراض کرتا تھا۔

یہاں آئے مرزا صاحب نے انکی بھی خطا معاف کرائی۔ اور پھر میرٹھ صاحب مرحوم کے گھر کی مہواری مجلس میں اعلیٰ خان لکھنؤ میں مرزا صاحب انتقال میں میرٹھ مرحوم تک برابر پڑھتے رہے میرٹھ صاحب ظہیر مولف تنقید آب حیات جو تقسیم تبرک اس مجلس میں کرتے تھے وہی اس واقعہ کے راوی و ناقل ہیں اسی زمانہ میں جب تمام پیر بمبائی مرزا صاحب کے مخالفت ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب نے میرٹھ بھی کہا تھا سہ بانو کے غیر خواہ کو حق سے پیاس ہے۔ اس مرثیہ کی بہت شہرت ہوئی اور آج بھی ان کے مخالفین تک اسکو پڑھکر مرزا صاحب کی فضیلت و افضلیت کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی شبلی صاحب بھی موازنہ کے صفحہ ۲۴۹ پر اس کے چند بند اس تمہید سے لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کو میرٹھ صاحب نے آج تک نئے نئے پیرایوں میں لوگوں نے ادا کیا میرٹھ صاحب نے مختلف مرثیوں میں یہ واقعہ لکھا اور یہ واقعہ تمام درقات کر بلا میں نہایت درد انگیز ہے مگر مرزا دہیر نے جس بلاغت سے یہ مضمون ادا کیا ہے اور جو درد انگیز سمان دکھایا ہے وہ میرٹھ صاحب یا اور کسی سے آج تک ادا نہ ہو سکا۔ یہ خدا کی شان اور توفیق جبری تھی کہ مولوی شبلی صاحب کی زبان قلم سے بے اختیار ایسے کلمے نکل گئے ورنہ یہ مولوی شبلی صاحب وہ بزرگ ہیں جو موازنہ میں جا بجا لکھتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام کو بلاغت چھو بھی نہیں گئی۔ اس کے کلام میں بلاغت کا خائبہ بھی نہیں ہے۔ تمام اہل کمال کے اس مقولہ کو کہ مرزا صاحب کا کلام بلیغ زیادہ ہے مولوی صاحب جھٹلاتے جھٹلاتے اخیر پر انہی آپ تکذیب کرنے لگے مقولہ مستور ہے الفضل ماشہوت بہ اعداء و دشمن بھی شہادت دیں فضیلت ہے تو یہ ہے۔ اس مرثیہ کے مقطع میں اس نام کی عبارت کی مرزا صاحب یوں تصویر کھینچ کر اپنے آئینہ دل کی صفائی کو مرہٹے ہیں۔

برعکس ہے کوئی تو کوئی برضلان جو آئینہ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

مرزا صاحب مرحوم کا سکہ اس زمانے کے شعرا و ستارہ اور اہل کمال کے دہون پر ایسا پڑا تھا کہ ہر شخص ماح ۱۰۰۰ ماسخ مجالس وغیرہ میں جانے سے اکثر یہ ہنر کرتے تھے البتہ اپنے شاگرد نواب حسین علی خان ارتو کی مجالس میں مرزا صاحب کو سننے آتے تھے اور شوق سے سن کر دودیتے تھے ہاں آخری زمانے میں وہ سرور بڑے بڑے مشاعرہ میں بھی نہ آتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جانی میں کتنہ کھا گئے تھے جس سے استلج قلب ہوتا تھا اور بڑے مجمع میں بیٹھنے سے گھبراتے تھے۔ مگر جب بھی مرزا صاحب کے بعض مرثیے اور بعض بند ان کے شاگردوں سے گھر پر پڑھوا کر سناتے تھے لوگ کہتے ہیں میرٹھ سے اور ان سے چشمک تھی۔ ایسے کبھی کہہ تھے تھے ہاں ایسا نہیں۔ اور میرٹھ کا شاگرد مرزا صاحب سے جب کوئی یہ قولہ ذکر کرتا۔ تو وہ فرماتے کہ ہمارے استاد سے شیخ صاحب کو کیا نسبت ہے نسبت حاکم لا با عالم پاک۔ زمانہ مخالفت میں بھی کبھی استاد کی

مرزا صاحب کا
مرثیہ
میں
میں
میں

تفصیل سننے کے روادوار ہوئے۔

۳ قش مرحوم کی نسبت شان دل خامش میں منشی اسماعیل حسین صاحب منیر مرحوم لکھتے ہیں کہ جب عبد فریاجہ مجد علی شاہ شہداء احمدی مرزا صاحب نے پہلے پہل یہ مثنوی پڑھا تھا اسے کوہ قیم پر جو علی کا گرز مولد تو مرزا صاحب کے سننے کو خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بھی صنعت پیری و نابینائی کے عالم میں آئے تھے بعض لطیف مضامین عالیہ و رناؤک خیالیان سن سن کر مجلس بکا کر آتش مرحوم کہتے تھے کہ ارے میان اگر ایسے مضامین کہو گے تو تم مر جاؤ گے یا خون تھو کو گے۔ امر او ر و سائے ناواقف یہ کلمہ سن کر ٹپکتے تھے کہ یہ بوڑھا آدمی کون ہے جو ایسے کلمات خلاف شان مرزا صاحب سے ایسی بے باکی سے کہتا ہے اور منبر پر مرزا صاحب باوجود بند تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ بعد مجلس ایک صاحب دولت و شتم نے ناچار ہو کر مرزا صاحب کو پوچھا کہ یہ پیر شکستہ حال سا کون ہے۔ جب مرزا صاحب نے سمجھا دیا کہ یہ حضرت آتش غزل کے استاد بیگانہ ہیں خود خواہ آتش نے ایک زمانہ میں مضامین کہنے میں سخت محنت کی تھی تو غول آسنے لگا تھا۔ دہی اپنا تجربہ قرار ہے تھے۔

مرزا صاحب غزل میں آتش کا رنگ لکھنؤ والوں میں اور غالب کا۔ دہلی والوں میں بہت پسند کرتے تھے۔ بالین ہمہ کبھی کسی دوسرے استاد کو کلمات ناسنراتے یاد نہ کرتے تھے ایک اور کمال ان میں یہ تھا کہ اگر کفایت بھی کوئی مصرع ہوتا تھا تو سمجھ جاتے تھے اور جس استاد کا وہ مصرع یا شاعر ہوتا تھا اسی کی نظیر میں نظم بنا کر اسکو چپ کر دیتے تھے۔ چنانچہ نواب مرزا صاحب شوق صاحب ثنوی دہر عشق وغیرہ نے جو مرزا صاحب کے دربار میں اکثر شب کو آیا کرتے تھے۔ ایک مجلس میں یہ مصرع سن کر ۵ صندوق مشرقی سے نکالی کتاب صبح۔ حریت ادب سے کہا کہ حضور اسے پھر غنایت فرمائیں۔ مرزا صاحب نے دوبارہ مصرع پڑھ کر فرمایا کہ یہ مصرع یوں بھی ہو سکتا ہے ۵ صندوق آسمان سے نکالی کتاب صبح۔ مگر مجھے مشرقی پسند ہے۔ رات کو جب شوق صاحب آئے تو کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو مصرع آپ نے مدباہہ پڑھ دیا تھا اس میں مجھے مشرقی کیوں پسند ہے وہ بولے۔ نہیں حضور۔ فرمایا اس لیے کہ ایسے الفاظ ترکیبی آپ کے استاد و جناب آتش کو پسند ہیں وہ فرماتے ہیں ۵ ہم بھی کشتہ نری نیرنگی کے ہیں یاد رہے اور زمانے کی طرح رنگ بد سننے والے

پھر فرمایا مجھے منبر پر بھی یہ شعر یاد تھا مگر میں نے عمدہ نہ پڑھا کہ شاید کوئی شخص حضرت آتش کی توہین کا پہلو یہ لکھ کر نکالے کہ اس شعر میں نیرنگ بہت اچھی طرح آسکتا تھا۔ پھر صنعت نے نیرنگی کیوں باندھا جس میں غنائی بھی موتی ہے۔ مرزا صاحب مرحوم نے معذرت کی کہ یوں ہی میرے دل میں آئی تھی جو میں نے یہ مصرع حضور پڑھا

میں نے
میں نے

مرزا صاحب کے استادوں میں مرزا محمد رضا صاحب برق مرحوم کے والد ماجد جناب مرزا کاظم علیہ السلام
صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے (جیسا کہ میں پہلے کہ چکا ہوں) اس لیے برق صاحب کا بھی بڑا محنت و لحاظ و پاس کرنا تھا
وہ مشاعروں میں جا کر عام طور پر غزل نہ پڑھتے تھے۔ مگر برق صاحب نے جب ایک دھوم دھام کا مقام
کیا اور مرزا صاحب آ کر اصرار کیا کہ آپ ضرور غزل کہیں اور نگاہ فرما کر پڑھیں تو مرزا صاحب نے
(مشہور غزل کہی اور مشاعرے میں پڑھی جس کا مشہور مطلع یہ ہے)

رفق کرنا مجھ کو کئے یا رین قہر لبس کی بنے گلزار میں

جو رنگ مرزا صاحب کو ناپسند ہوتا تھا۔ وہ اپنے شاگردوں یا بے تکلف دوستوں سے صاف
کہہ دیتے تھے۔ چنانچہ مفتی سید محمد معین صاحب متعجب کالے پانی سے چھوٹ کر آئے تو ایک دن
اپنی چند غزلین سنانے بیٹھے دیوان خانہ میں مرزا صاحب ہیں اور وہ ہیں۔ مرزا اچانک مرحوم فرماتے تھے
کہ میں اور میرے چھوٹے بھائی عطاء اللہ اور کئی لڑکے بھی غزل سننے کو دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔
میں نے مطلع پڑھا

چھڑا جلا خدک پہ بت خانہ خنگ کا چھوٹا بے نیل گاؤ پہ کٹا تنگ کا

میں اور سب ساتھی لڑکے یہی مصرع پڑھتے ہوئے باہر سے باہر بھاگے۔ چھوٹا بے نیل گاؤ پہ کٹا تنگ کا
مرزا صاحب نے مفتی میر سے کہا کہ آپ ایسے اچھے درجے کے شاعر ہیں کہ اس مبتذل رنگ کو ہمیں چھوٹے
دیکھیں بچے تک سننے میں کاٹے۔ میں مرحوم نے عرض کی۔ بہت بہتر اور فوراً یہ مطلع کاٹ دیا غلامی
وجہ سے دیوان مطبوعہ میں یہ مطلع نہیں لکھا اور میر میں مشہور رہا۔

حضرت آتش کے شاگردوں میں جو سلام وغیرہ اصلاح کے واسطے آئے روبرو پیش کرتا تو دیکھتے
تھے کہ بڑے بیرونی سلام وغیرہ یا اصلاح لڑ جو نیا شاگرد مستطیع ہوتا تھا۔ تو شیرینی بہت سی لاتا تھا
جناب امیر کی نذر دے کر تمام حکام اور اہل باب بڑے تھے۔ جو بکثرت تھے

اصلاح دینے کی طریقہ یہ تھا: غور و مشاہدہ کرنا کہ اس صنف سے سن کر غلط باتیں اور وجہ بتاتے
جاتے تھے اور اگر کوئی غلط بات کہتا تو اس طرح محض غلط بات کہتا تھا۔ یہاں حاشیہ پر لکھتے تھے صیغہ بگاری لکھتے
ہیں کہ میں نے ایسی معذرت کا شاعر نہ دیکھا

مرزا صاحب عظیم الشان اور بڑے بڑے شاعر تھے۔ فارسی کا بعض کلام تو درہم
میں چھپ گیا۔ بعض چھپا ہوا۔ مگر بھائی جنید حکیم یار وغیرہ جو مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم شاہ اور دھکی
فرمانش پرورد خوں نے لکھے تھے وہ مرزا صاحب معتبر فرماتے تھے کہ اب تک محفوظ ہیں۔ ملاحظہ ہو دربار

اصلاح دینے کا
میں نے
میں نے

صاحب نواب والا قدر شہزادہ اودھ جو بھاکا کے مستند شاعر نے جاتے ہیں ان کو بھاکا میں اصلاح دینے تھے۔ ایک ان میں یہ بھی کمال تھا کہ جس رنگ کی طبیعت شاگرد کی جوتی تھی اسی طرز کی اسکو اصلاح دیتے تھے۔ چنانچہ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام محمد صاحب نظر کے کلام پر اصلاح دینے میں ویسے الفاظ بنا دیتے تھے جو گویا زبان نسیں مغفور کے سمجھے جاتے تھے اور جن سے خود مرزا صاحب انہی تصنیف میں بچتے تھے۔ جیسے

منہ بے پر کڑیل جوان وغیرہ

شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کے ہر سون میں ویسے بازاری محاورے اور الفاظ رکھتے تھے جو ہر بون کی شان کے خلاف ہیں آج مزاحیہ کلام ان کا علیحدہ نہیں ملتا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ اس کلام سب مشیر مرحوم کو نجف یا تھانہ ارون محاورے ہر سون میں ایسے نظم کیے ہیں جو اور کسی شاعر کے کلام میں نہ ملین گے۔

نواب شہید سید اسد علی صاحب متین کے فوجوں میں ایسے مسکلی الفاظ رکھتے تھے جو خاص نوحہ کے واسطے نہایت ہیں یہی وجہ ہے کہ متین کے نوے اپنے طرز میں بے مثل ہیں۔ نواب شہید مرحوم اور مشیر مرزا سے ایک ہی دن مرزا صاحب کے شاگرد ہوئے تھے۔ مگر مشیر کی طبیعت ہر سہ کے لیے موزوں پائی اور متین مغفور کو نوحہ کرنے کے قابل پایا۔ دونوں کو ایک ایک ڈھڑے پر لگا دیا۔

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ مرزا صاحب کے شاگردوں میں سے جو دوسرے شہر وں یا دیہات کے رہنے والے ہیں وہ اپنی اپنی بستی یا شہر میں قابل تقلید کامل مانے جاتے ہیں۔ مولوی نغیر حسین صاحب عظیم۔ مولانا شاد عظیم آبادی و صفیر بلگرامی و خان بہادری اس لیے ڈپٹی سید اولاد حسین صاحب صاحب پیر سری اور مولوی اسد علی صاحب صفیر۔ اور نواب متین اور حکیم قدیر اللہ سید محمد علی صاحب قدیر پوٹو ظہر ہمدی صاحب اٹیم جہولوی مولوی غلام عباس صاحب مترا اور میرزا کی بلگرامی اپنی اپنی بستی اور شہر میں نہایت معزز اور قابل تقلید مانے جاتے ہیں تفصیل اسکی آپ کو تذکرہ دربار حیدر معلوم ہوگی۔

خط۔ مرزا صاحب عموماً جس کسی کو خط لکھتے تھے فارسی میں لکھتے تھے۔ وہ خط شفیقا عمدہ اور جلد لکھتے تھے۔ مگر اس زمانہ کی روش کے موافق حروف پر نقطے بہت کم لگاتے تھے۔ اسکا نمونہ حیات دتیر کے صفحہ ۴۹ پر چھپا ہے جس میں ایک جگہ کاپی نویس نے اس مصرع میں تغیر کر دیا ہے۔ طختہ دیتے تھے سلح ساز کہ اسے قوم دخل۔ لفظ سلح کو صلح (صاودے) لکھ دیا ہے۔

جناب حاجی محمد جعفر عرنہ پیارے صاحب نفس آبادی نے برف حیات دتیر کو مرزا صاحب کے خط کا نمونہ حیات دتیر میں دیکھ کر لکھا تھا کہ میرے والد ماجد مرحوم (نواب حکیم سید محمد علی خان عرف نواب ولہا صاحب

ہر سون میں اصلاح دینے کا طریقہ

نویس بہ اصلاح کا طریقہ

مرزا شاد عظیم آبادی کے شاگرد جانے خود مرزا شاد عظیم

چند اور جگہ بھی لکھا ہے

رئیس شمس آباد کے پاس جو خط مرزا صاحب کا آتا تھا وہ خوش خط شفیقہ عا میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ کوئی خوشنویس لازم ہوگا آج یہ خط عکس کی شکل معلوم ہوا کہ جناب مرحوم خط شفیقہ خوب لکھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک خط مرزا صاحب کی نقل بھی بھیجی تھی جو نواب دہلہ صاحب مرحوم کے پاس ۱۹ اربوالستہ ستمبر کو آیا تھا کہ یہی تاریخ موصولہ پشت خط پر درج ہے۔ اس خط میں القاب آداب بھی خاص تحریر فرمایا ہے۔ اور خط فاری میں ہے اور اس زمانے میں جموادی الثانی لکھنؤ میں فارسی زبان میں اہل علم کتابت کرتے تھے یہ غرض کہ مرزا غالب مرحوم کو ہے کہ انھوں نے زمانے کا رنگ دیکھ کر اردو میں خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ اردو کی نسبت۔ وہ فارسی میں اکمل تھے جیسا کہ خود انکا دعویٰ ہے۔ وہ فارسی میں تابی نقیض ہائے رنگ رنگ۔ گزرا ز مجبوتہ اردو کہ بیرنگ من است۔ اب وہ خط نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ خیر الاسماء صفات صفات الیہ مدق وصفہ۔ موصوف صفت مہر وفا۔ اقبال مصاحب۔
جناب نواب محمد علی صاحب امجدہ۔ بعد سلام خلوص انعام و تمناے گل چینی صدیقیہ مہر ملت سرت
انجام۔ مرفوع ضمیر خوشنویس پر یاد کہ دریں ایام مفارقت و عدم مہر ملت انچہ از حجاب غیبی نظر آو
نیاز نامہ و دیگر سفین فیصل آن عنقریب رسال ہی نایم۔ درین وقت تھکے بلکہ منتظرے از دفتر فضالی محمد
جناب سید جمال الدین حسین صاحب قبلہ ولد سید نجم الدین حسین صاحب مرحوم ابن مولوی نظامی صاحب
مغفور کبیر تحریری آرم کہ جناب مدوح اباعن جد جلعت سیادت پیراستہ و تلج سعادت آراستہ دہندہ ہب
شیدہ نظم من الشمس و ابین من الالاس ہستند۔ مخلص باجناب مدوح نیاز قدیم می دارد و از عقائد
مستحکم و انعقاد مجلس عزاکہ بدلت خانہ جناب کرم الیہ می شود اکثر شرف اندوز شاکر شدہ۔ خاطر
شریف مطعن باد۔
مرزا سلامت علی
متخلص و بتیسر
عفا عند ربہ التقید

ازین خط
کا آغاز

جوش معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے کہ سامعین مسح کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ باتوں کے
کرنے میں جتنے ہاتھ آکھ وغیرہ سے آدمی اٹھائے کرتا جاتا ہے اُس سے زیادہ نمبر پر ہاتھ نہ اٹھاتا نہ بتانا چاہئے۔ انکا کلام
خود تمام اوقات کا مرقع پیش نظر کر دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ارتھ سوتیتی میں داخل ہے مگر سوز خونی میں بھی بتائے کو محبوب قرار
دیا گیا ہے۔ پس مرثیہ خوانی سے بتائے کو کیا علاقہ ہے۔ اس رباعی میں اسی بات کا اشارہ ہے۔

ماحق کا نہ چننا نہ چلانا ہے بیکار نہ ہر بند پہ بتلانا ہے ابن نہ مول کا ناخوان مبین صدر کہ پڑھا مراد نہ ہے
انھوں نے کبھی کسی شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا نہ کسی شخص کو کبھی ایک شاگرد آغا صاحب مرحوم کے انکلاطرو
آیا آغا صاحب آغا حسن صاحب مرحوم کے حقیقی بڑے بھائی تھے آغا حسن صاحب آزل حیرن صاحب مولف و قعات رئیس۔ اور نواب صاحب

ازین خط
کا آغاز

مرزا مرحوم کے اکثر خطوط سید محمد حسن صاحب ایم لے ادیب پڑھ کر کھنڈو پینو رشی نے رسالہ ادب لکھنؤ میں ستوا تر آثار ادیب کے عنوان سے شائع

صاحب بشنوی بہر عشق کے دانتھے آغا حید صاحب کی پاٹ دار آواز مرزا صاحب کی آواز سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور سی طرز سے وہ پڑھتے بھی تھے۔ جوشاگرد مرزا صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھے مرثیہ پڑھنا سکھائیے تو میر شرف الدین یا میر محمد رضا صاحب بلیر یا مغل صاحب کے سپرد کرتے تھے۔ یہ صاحب اس خاندان میں عمدہ پڑھنے والے تھے۔ مرزا مغل مرحوم کے ایک شاگرد نے بھی پڑھنے میں کمال پیدا کیا تھا جنکا نام میرا دلاد حسین صاحب در تخلص قوی تھا۔ اور مرزا صاحب کے خویش میر بادشاہ علی صاحب بقا۔ د خلف میر قبا اور مرزا محمد عباس غیر بھی اچھا پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب کے مرثیہ پڑھنے میں عجب وقار تھا۔ اسکے ساتھ دو ایک شعر کے فقرے سونے میں سہاگہ ہوجاتے تھے۔ بین تو وہ اس طرز سے پڑھتے تھے کہ مجلس میں رستے رستے اکثر آدمی بے ہوش ہوجاتے تھے کیونکہ بین کے موقع پر بہت بتانے سے اکثر رقت سلب ہوجاتی ہے۔

مسٹر نواب حامد علی خاں مرحوم و مخفوریات دہر کے پندرھویں باب میں لکھتے ہیں کہ لندن کے زمانہ قیام میں۔ لندن اور کینیڈا کلام میں نے پروفیسر مل سے پڑھا۔ اور شعر پڑھنے کے اصول اور طریقے پروفیسر مارٹلی سے سیکھے وہ ہر مقام کو خوب ہی ادا کرتے تھے۔ آواز اور صورت سے گویا بولتی ہوئی تصویر بنجاتے تھے ہاتھ سے زیادہ بتانے کو منہ کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب سے بہتر پڑھنے والا لندن کا بھی مرزا صاحب سے متفق رہا ہے تھا۔ فی زمانہ مرثیہ پڑھنے پر توجہ دینی ایسی بڑی کمی ہے جس کو گرجن منبری کہنے لگے ہیں۔

تصنیف کی خصوصیات۔ مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر موقع کے واسطے خاص زبان استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً۔ رخصت کے موقع پر جو الفاظ لاتے ہیں۔ وہ سراپا میں آپ نہ پائیگا۔ سراپا۔ کی بندش الفاظ کی شان بدل ہے۔ رجز میں علیحدہ ہے۔ رجز میں بھی خصوصیت ہے کہ اگر وہ امام حسین کی زبان اقدس سے ہے تو ایسی عالمانہ شان نمایاں ہوگی کہ بڑے سے بڑا عالم شاید ویسی فصاحت نہ کر سکے۔ علم دین و دنیا کا سبق حاصل ہو۔ لڑائی میں بالکل رنگ بدل جائیگا۔ مناجات کے لفظ بھی کچھ اور ہیں۔ بین میں و مسرت ہو کہ گویا یہ دوسرا شخص نظم کر رہا ہے۔ اس بات کو خود مرزا صاحب کہہ گئے ہیں۔

ہے نرم سراپا تو زبان طہی ہو اور بین کے مابین میاں لہی ہو کسہ جہ بند ہو تری نکر دیر کتنی ہے زیں یہ ساں لہی ہو پھر خوبی یہ ہے کہ سلیس و عام فہم کلام کے بھی دریا بہاے ہیں۔ اور دقیق اور بلند کلام کی تو کچھ حد نہایت ہی نہیں مضمون آفرینی تو اس بلا کی ہے کہ اکثر شعر تو نسبت نظر آتے ہیں۔ موبوی شبلی صاحب سے منکر کمال کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ صنایع و بدائع میں بے تکلف کلام بھی دیر کا حق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زبان پر انکو کس قدر توجہ تھی رعایت عقلی استقامت ہے جو دل کو پسند ہو۔ ادھر ہی ہوئی اور بیوٹ نہ ہو۔ اس سے ثبوت میں حیات و تہجد و رملیران میں کلام دیر دیکھئے۔

عہ بقا مرحوم کے ایک شاگرد نواب میر عبد الحکیم خاں صاحب بھادری است عالمیہ تین پٹی میں جاگیر دار ہوا خاکا۔ میر نے جناب مدد کو منا ہے نہایت خلوص سے مرثیہ پڑھتے ہیں حقیقہ شیر

لندن کا
آغا حید صاحب
والادری
مرزا صاحب
مغل صاحب
بقا صاحب

ضابطہ
کلام دہر

اور پورے چند مثنیٰ اس کتاب سبع مثنیٰ میں ملاحظہ ہوں واقعات کی تصویریں بولتی ہوئی بھی ہزاروں آپ کو نہیں گی۔ بعض محاصرے ہیں کہ مناظر قدرت اور ظرافت کی کمی ہے مگر مثنیٰ میں ظرافت کی ہر گونگیا نش نہیں درہ مجلس عزائیں زقت جاتی رہے۔ مرزا صاحب کی ظرافت شیر مرحوم کے ہر سیول میں اچکھو نظر آئیگی۔ خصوصاً سب سے زیادہ جو شہرہ مقبول ہر سیرجی جس میں غل کی زبان بعینہ نظم کر دی ہے جس کا مصرع مشہور یہ ہے مے مغنی نبی تھی چاہے سو شیر می ہو گئی۔ یہ مسدس اگر کل نہیں تو اکثر مرزا صاحب نے کسکر شیر مرحوم کو بخش دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کے بعد کے ادھر یہ شیر مرحوم کے اس پایہ کے نہیں ہو سکے۔ مناظر قدرت۔ کچھ تو دفتر تادم میں جلدوں میں ملتے ہیں۔ مگر اسکا بڑا حصہ دس مثنیوں میں ہے۔ جو جناب مرحوم کے وارث وقافلہ ۶۰۔۷۰ برس تصنیف کو گذر چکا کے بعد بھی نہیں نکالتے۔ نہ معلوم اب اُس سے وہ کیا کام لیں گے۔

واقعات حزن و ملال کی تصویریں جیسی مرزا صاحب نے کھینچی ہیں۔ مجھے تو اور دلی کے کلام میں ملتی نہیں۔ ایک یہ بھی عجیب بیان کیا جاتا ہے کہ ہر مثنیٰ مطلع سے مقطع تک سلسلہ بنیں۔ دبیریوں انیسویں کی بحث میں یہ بات سنتے سنتے اگر کان بہرے نہیں ہوئے تو کانوں میں یہ آواز گونج تو گئی ہے۔ انیسویں کہتے ہیں کہ ایک بند سے دوسرا بند مرزا صاحب کے یہاں سلسلہ نہیں ہوتا۔ دبیرے جواب دیتے تھے۔ بشریت سے ممکن ہے کہ ایسا کہیں ہو گیا ہو مگر میر صاحب کے کلام میں تو غضب یہ ہے کہ کبھی ایک ہی بند کے مصرع باہم سلسلہ و مربوط نہیں ہوتے۔

حیات دبیر میں اسکی مفصل بحث کی ہے۔ اور سب سے بڑے بڑے مثنیہ گو یاں عرب و عجم۔ ہندو یعنی دھرم و عیسائی ملاحظہ و مرزا رفیع سودا کے مثنیہ لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ مثنیہ میں ثنوی اور قصہ کا ایسا تسلسل کسی استاد کے کلام میں نہیں جس سے نتیجہ نکلا کہ ایشیائی قصوں اور ثنویوں کے لئے یہ بات لازم ہے۔ درود مثنیہ اصفان سخن کی جان ہے۔ اُس میں کہیں ثنوی کہیں قصیدہ کہیں غزل کہیں واسوخت کہیں تہجیع بندی کی شان ہوتی ہے۔ ایک صاحب اسیر یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ وہ عمل و محنت و سودا مثنیہ کے استاد دہسی۔ مگر مصوم نہ تھے سب سے غلطی ہوئی پس ایسے بزرگوار کے سامنے جناب امیر کے دیوان سے وہ مثنیہ پیش کر دینا چاہئے۔ جو ان جناب نے حضرت ابو طالب و جناب محمد مصطفیٰ و فاطمہ زہرا کی وفات پر کہے ہیں۔ اور عرض کرنا چاہئے کہ ایسے جناب کلام مصوم بھی سند میں موجود ہے اب اس ہمہ سہم سخن نم ہیں غالب کے طرز و رہنمائی تسلسل کلام میں ہونا ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے۔ مثنیہ میں ہونے سے دلکشی کی شان بڑھ جاتی ہے۔ مگر جو لوگ ان بزرگوں کے کلام کو مخلوط کر چکے اونکی دست برد کا کیا علاج ہے۔ اچکھو موجودہ جلدوں میں میر انیس صاحب کے بند کے بند بے ربط و بے سلسلہ ملیں گے۔ مرزا صاحب کے موجودہ مثنیہ

عہ استاذی حضرت رفیع و ظہر العالی نے جب سبع مثنیٰ کے مثنیوں کا مقابلہ اصل مثنیوں سے فرمایا تو وہ تمام بند جو پہلے شائع ہونے سے رہ گئے تھے عنایت فرمائے چنانچہ مناظر قدرت کی بھی بہترین مثالیں اس جلد میں ملیں گی۔ حقیر خیر ۱۳

بھی اس عیب سے خالی نہیں اور بقول مرزا صاحب مرحوم کسی کو کیا معلوم کہ دبیر کے کتنے اصلاح دینے والے ہیں۔
 مہاں نوازی۔ سخاوت۔ عدالت۔ بندگان خدا کی حاجت میں سعی اور کوشش کرنا۔ متانت۔ خود

داری۔ وضع داری حاضر جولانی ایفا ہے وعدہ خوش اخلاقی۔ غیرت۔ آن بان۔ شجاعت۔ اپنے دوستوں
 اور شاگردوں سے سچی محبت۔ اور انکی قدر دانی۔ یہ باتیں مرزا صاحب میں خدا نے گویا کوٹ کوٹ کے بھری تھیں۔
 میر انیس مرحوم کا کوئی شاگرد یا طرفدار بھی آتا تھا تو انکے پاس سے کامیاب اور خوش ہو کر جاتا تھا میر شرف الدین
 صاحب جو نواب دوہا صاحب رئیس شمس آباد کے بہنوئی تھے (اور جبکہ فرزند نادر بھند نواب نے صاحب سے حیات دبیر
 میں بہت سے حالات مولف نے لکھے ہیں) ان کے فرزند کی تحریر مندرجہ حیات دبیر سے آپکو معلوم ہو گا کہ ۱۲۹۹ھ میں میر

میں جب میر شرف الدین مرحوم ہوئے تو یہ نواب نے صاحب ڈھائی برس کے بچہ تھے انکو شاہ اودھ کے دربار میں لجا لیا
 انکے والد کی جگہ سواروں میں نام لکھایا اور پھر انکے شمس آباد والد کے ساتھ آنے پر برسوں تنخواہ خزانہ شاہی سے
 لے لیا بھجوا کے میر شرف الدین مرحوم کا نام آگیا ہے تو انکی بھی محقر لائف لکھو دوں تمام لکھنؤ میں شہور ہے کہ میں پڑھنے
 والا دو سر ڈاکو ان سے بہتر نہ تھا جب میر انیس صاحب مرحوم عدا جی علی شاہ مرحوم میں میں آبا سے لکھنؤ لے کر میر تقی
 زندہ تھے، میر شرف الدین مرحوم کے مرثیہ پڑھنے کے جھنڈے گرٹے ہوئے تھے۔ ایک مجلس میں میر انیس صاحب مبرور
 کے مرثیہ پڑھنے کے بعد بانی مجلس نے میر شرف الدین صاحب سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اب حضور داخل تو اپنا ہوں
 میر شرف الدین صاحب بے تکلف اٹھ کر منبر پر گئے صرف پندرہ بند پڑے تھے کہ مجلس میں پس پڑ گئی۔ میر انیس صاحب
 بار بار انکو دیکھتے تھے۔ اور غالباً دل ہی دل میں کہتے تھے۔ سرکار عینی میں ہے حصہ سب کا (اس حکایت کو علاؤ نواب
 نے صاحب کے بہت سے معمر آدمیوں نے بیان کیا ایک ان میں سے حکیم محمد تقی صاحب ہیں جنکا مطلب بخاس میں لکھنؤ
 گئے کے پل کے پاس ہوتا ہے، ان میر شرف الدین مرحوم کی تم کی مجلس میں مرزا صاحب یہ راجی لکھ پڑے تھے۔
 شاگرد عزیز غصہ جھوٹ گیا عشرت کا چمن شکر غم لوٹ گیا شینہ جو شکستہ ہو تو دیتا ہے صلہ ظاہر یہ فغاں سے ہو کہ دل لٹ گیا

علیہ، ہجیراں خیر نے اسی جلد کی تمید میں وہ اسباب لکھے ہیں جن سے ان کا طبع جلدوں میں کم مرتبہ ایسے ملتے ہیں جو مربوط ہیں۔ اب
 ناظرین اس جلد سبع شانی سے چہنچوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں قریب قریب ہر مرتبہ اصل سے مقابلہ کے بعد طبع کیا گیا ہے تقریباً
 علیہ اس بیت کے متعلق شاید عارفان مرحوم نے مجھ سے کہا تھا۔ آتا ہے بادشاہ جو انان خویر و صل علی نبی کا مرتع ہو درو کسی نے بلا کر
 کہا حضور یہ قافہ مجھ میں نہ آیا مرزا صاحب نے فرمایا آپ زعمت کر کے غریب خانہ پر شریف لائیے یا بخت تم مجلس پوچھے بندہ نواز آدمی را کہیت
 لازم است۔ عود را اگر بوند باشد ہیزم ست انشاؤں یہاں لازم کی ہے، کو کسر ہے ہیزم کی ہے، کو کسر نہیں اس طرح خوب کی شب ساکن ہو چوہ
 کی لب، تھوڑے تھوڑے صاف پھر لے تا فیر صبح سہی مگر صلاح فلاح کیا ایسے قافیوں کے لانے سے مرزا صاحب نے فو افرایا صلاح کار کا دین خراب
 کچا یہ میں تفاوت ہ از کجاست تا کجایہ مگر شریف شروع کر دیا۔ حافظ کے اس شعر میں یہ دکھا دیا کہ خراب کی (ب) ساکن تا کجایا ب تھوڑے ہے ۱۲

اور قبر پر کندہ کرنے کو جو قطعہ تاریخ لکھا تھا اُس کے مادہ کا مصرع یہ ہے ۵۰ حد ذکر قبول حسین جس سے ۲۶۹ ہجری نکلتے ہیں۔ یہی سال وفات اُن مرحوم کا ہے۔

مرزا صاحب کی وقعت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اس قدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث و رئیس و حکام انکو اپنا بزرگ قابل تعظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ سید محمد خلیل صاحب بگرامی سابق مہتمم مطبع اثناعشری دہلی۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب حد تحقیق صدر الصدور ایک شام یا صبح کو مرزا صاحب سے ملنے دو تکتہ سیدہ جلیلہ امام باندی بیگم صاحبہ پر (پٹنہ میں) آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ اور سپر تنزیب کا انگر کا زین تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دیں سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مفلس ہیں۔ الگ انکو بلایا اور یہ دریافت کر کے کہ یہ سید ہیں ایک گھنٹہ کی فردوسی دار اور پانچ روپیہ اسپر رکھ کر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمائیے۔ انھوں نے رضائی یہ لکڑی لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور نے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دوں گا کہ میرے کفن میں گھڑیاں غفور رحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخشدے ہر یہ لکڑی واپس کر لئے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہوتی تو فوراً لیتا وہاں سے اگر کشتی فرزند احمد صاحب صغیر سے تھکیہ میں یہ تمام واقعہ ہوا یا صغیر مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور صہ تھکیہ میں لئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صدر الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ بھی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سڑی کا کوئی دگلہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب کے کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و منزل دیکھئے۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے قابل و لائق فرزند حسن العلماء مولوی امداد امام صاحب نے دبا و صغیر کہ انکو کشتی سید فرزند احمد صاحب صغیر شاگرد حضرت دیر مغفور سے کچھ فیض بھی پہنچا ہے جیسا کہ لکھا گیا ہے، مثل مولانا شبلی کے تو انہیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد منظر المادی صاحب سہیل مرحوم امر دہوی کو تقریظیات دہیر سی لکھنا پڑا کہ شمس العلماء علامہ شبلی جیسے مشہور فاضل اور قابل مصنف اور شمس العلماء مرزا امداد امام صاحب ایسے لائق اہل علم کی نسبت سخت حیرت ہوتی ہے کہ انکو کس قسم کے دیر میر کے دشمنوں میں شمار کیا جائے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شبلی کا۔ پایہ عربیت گو کتنا ہی بلند ہوا اور جناب مرزا امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے پاندہ کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پلہ کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرتبت کے میداں میں یکہ تازہ ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی

۵۰ اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آئندہ درج ہوئی ہے حقیر خیر ۱۲

مرزا صاحب کے والد مرحوم کے صاحبزادے کی حاکمیت

مرزا صاحب کے والد مرحوم کے صاحبزادے کی حاکمیت

بیرے۔ ان کے کلام میں جی کہہ کرنے کا لطف جب ہے کہ ہر ابتدا کے ۴۷-۵۰ سوہ شئے
 مجھے خود پڑھا۔ مجسوں میں سکر دیکھو کہ ہر ایک کا کلام اہل مجلس پر کثرت کامیاب یا ناکام رہا ہے اسکے مزہ نہیں
 چڑھتا۔ میرا س کے حال میں کاوش کرونگا۔ میرا س کے حال میں خاتمہ کتاب سے پہلے صفحہ ۵۶۲ پر لکھتے
 ہیں کہ یہ بات درست ہے (میں اوپر لکھ چکا ہوں) یہ بات درست نہیں کہ مرزا دیر کے پڑھنے میں وہ خوش ادائی نہ
 تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدائے دیا تھا۔ ان کا مزہ کوئی اور بھی پڑھتا تھا تو اکثر رنے رلانے میں کامیاب ہوتا
 تھا۔ کہ یہی اس کام کی علت غائی ہے۔

مرزا صاحب کے پسند کرنے والوں میں بڑے بڑے کامل و اکمل علماء و شعرا و حکماء ہیں۔ اس مختصر مضمون میں
 صرف نام لکھے دیتا ہوں۔ تفصیل حیات دیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آزاد مرحوم اگر میرزا صاحب سے بھی ملتے اور
 دونوں کو سن لیتے تو پڑھنے پر بھی مرزا پر میر کو غالباً تعظیم دیتے۔ جن لوگوں نے دونوں کو سنا ہے وہ بالافاق کہتے
 ہیں کہ ایک کے سننے کے بعد ہم دوسرے کو بھول جاتے تھے۔ اگر مرزا کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ ہوتی تو مقابل کو
 نہ بھول جاتے۔ ایک ایک مصرع کو دو دو تین تین طرح پڑھ کر مختلف معنی پیدا کرنا یہ کمال مرزا ہی کے پڑھنے میں
 تھا۔ ملاحظہ ہو حیات دیر جلد اول میں دستور علی صاحب بلگرامی کی زبانی مرزا صاحب کے پڑھنے کی خوبی۔

مرزا صاحب کے
 شرح مختصر
 دیر

۱۔ علامہ جالسی جناب مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ مغفور شمس اللہ۔ محدث کامل۔ مولوی سید
 سبط حسن صاحب کے فری نانا۔ ۲۔ جناب غفرانگاہ مفتی میر عباس صاحب مرحوم۔ نے اپنی کتاب بیستم عشرہ کا نہیں
 مولوی مقرب علی خاں صاحب مولوی غلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ٹیپالہ و صاحب اعجاز الترتیب کو روان
 کے اس سوال کا دیر وائس میں سے سکوترزج ہے، یہ جواب دیا ہے کہ میر صاحب کا کلام فصیح و شیریں
 اور مرزا صاحب کا کلام، دقیق اور نمکین ہے۔ ہر شخص کا ذائقہ و مذاق ہے (کوئی شیریں کوئی نمکین کو زیادہ پسند
 کرتا ہے) تو ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیا سکتی۔ مرزا صاحب کے کلام پر جو ایک اعتراض کا جواب دیا اور
 شرح فرمائی ہے وہ حیات دیر یا اہل کتاب عشرہ کالہ سے آپ کو معلوم ہو سکتی ہے۔ ۳۔ سید الہنگا میں آیت اللہ
 العالمین شمس اللہ مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس تاب۔ ۴۔ مولوی سید علی حسن صاحب شمس قبلہ دہلی
 ہائی کورٹ لکھنؤ تاریخ وفات میرا س صاحب صنف مرزا دیر صاحب پر جو اعتراضات کر کے ادوہ اخبار میں کسی
 صاحب نے چھپوائے تھے۔ ان کے حق و باطل و نال و نال جواب ان عالم کامل نے دیکر لکھوڑا کتاب چھپوایا ہے اور اس کا
 تاریخی نام جلوہ عجیب سخن فہم ہے۔ ۵۔ مولانا سید غلام حسین صاحب علامہ کنتوری مغفور۔ جیکے تھانیت ابجواب
 ماتین الفار الاسلام و لائف وغیرہ ہیں۔ ۶۔ مولوی سید صیق حسن خاں صاحب۔ محدث کامل۔ ۷۔ مولوی
 عبدالحق صاحب لکھنؤ فرنگی علی حنفی عالم کامل۔ ۸۔ مولوی عبدالحق صاحب اسی سیدی عم لکھنؤی حنفی عالم کامل۔

۹۔ مولوی سید محمد حسن صاحب فرقانی مرحوم رئیس میٹھ۔ ۱۰۔ منشی مظفر علی خاں صاحب امیر مغفور۔ ۱۱۔ منشی امیر احمد بینائی۔ ۱۲۔ منشی سید اسماعیل حسین صاحب منیر مرحوم۔ ۱۳۔ ستر نواب حامد علی خاں صاحب حامد مغفور۔ ۱۴۔ مرزا حاتم علی صاحب مہر۔

علامہ ان کے اور بہت سے کامل مرزا صاحب کے کمال کے معترف ہیں کون ایسا بیدار دہے جو مولوی شبلی صاحب کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان سب کو بد مذاق بتائے۔ ان میں بعض مرزا صاحب کو بہتر بعض دونوں کاملوں کو برا بر سمجھتے ہیں۔ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بد مذاقی کی بڑھ گئی ہے۔ لیکن بقول مولف یا دگار انیس مولوی علی احمد صاحب علوی (بی بی) یہ بد مذاقی اس قسم کی تھی کہ سارا لکھنؤ جو اس وقت شعر و سخن کی کمال تھا (رند، رند کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھوٹے کا پردہ۔ لکھنؤ اہل ہنر کیلئے نکال جو آج اسی بلا میں گرفتار تھا۔ اور ان دونوں بالکاموں کو حریف مقابل سمجھتا تھا۔ موازنہ ہندوستان کے ایک مشہور انشا پر داز کے قلم سے نکلا۔ اور اُس میں خیالات کا اظہار نہایت بے باکی اور دلیری سے کیا گیا۔ سارے ملک میں آگ لگ گئی دیرے تو ناراض ہوئے ہی۔ بعض انیسے بھی خوش نہ ہوئے۔ اسی ترویج میں کئی کتابیں شائع ہوئیں جن میں سے المیزان ادب اردو میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ دبیر کا بہترین کلام علامہ شبلی کی نظر سے نہیں گزر رہا تھا۔ ورنہ وہ دبیر کی بابت ایسی غیر منصفانہ رائے قائم نہ کرتے جیسی کہ موازنہ سے ظاہر ہوتی ہے، اسی زمانہ میں کہ جب لکھنؤ شعر و سخن کی کمال اور مجمع اہل کمال تھا۔ مرزا صاحب جس میں پڑھتے تھے اس کا خضر ذکر حیات دبیر سے لکھتا ہوں۔ اسی کا اقتباس مولف یا دگار انیس نے بھی اکثر جگہ کیا ہے۔ ملکہ زمانہ انیکم نصیر الدین حیدر قلم شاہ اودھ مرحوم کی مجالس عشرہ محرم میں پڑھتے تھے ان کی سرکار سے مرزا صاحب کو ماہوار پنچا بھی ملتی تھی اور سالانہ بعد عشرہ عزرا معقول نذرانہ بھی۔ اور مرزا صاحب کی سفارش پر ہزاروں اہل حاجت کو ہزاروں روپے ملتے تھے۔ یہ بڑی قیاض اور سیر چشم یکم تھیں جبکہ مقبرہ انیک لکھنؤ میں یا دگار موجود ہے۔ انھیں کی صاحبزادی سلطان عالیہ سلطان تخلص نہایت ذی علم مرثیہ گو۔ شاعرہ زوجہ نواب ممتاز الدولہ (شاہزادہ اودھ) تھیں۔ ۲۔ ہمارا ج میوہ رام ہدایت علی خاں نواب افتخار الدولہ مرحوم جو نہایت سیر چشم پنچا۔ عزادار گذرے ہیں پہلے میر نصیر مرحوم کے مرنے پر صرف مرزا صاحب پڑھتے رہے یہاں تک کہ نواب صاحب ممدوح کر بلا محلے زیارت کو گئے وہاں کلید بردار دھنہ حضرت ہو گئے داوج مرحوم، آیا در حسین یہ سوئے جہاں گیا۔ پہونچا کہاں کہاں سے کہاں سے کہاں گیا۔ اُن امیر باذل کی تاریخ وفات کلیات منیر مرحوم میں ہے۔ مادہ تاریخ کا مصرع ہے۔ ۵۔ دیں پناہ وصال و زوار امیر متقی۔ جس سے ۱۳۸۲ھ نکلتے ہیں۔ ۳۔ حسین علی خاں اثر عہ پورا قطعہ یہ ہے۔ افتخار الدولہ میوہ رام ہمارا ج زمین۔ والہ نام علی و تابع شرع نبی۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ پر ملانظر

ازادہ ہوا
مولوی شبلی
کی تاریخ

خلف حیدریگ (نائب آصف آگہ) ولہ بھی ایک نہایت دولت مند امیر کبیر کے یہاں تمام پہلیم کی مجلس اول اکیلے مرزا صاحب پڑھتے رہے۔ اثر شیخ ناسخ کے شاگرد تھے صرف لکے یہاں شیخ صاحب آتے اور مرزا صاحب کو منکر داد دیتے تھے پھر بعد کو جب عہد امجد علی شاہ مرحوم میں میر اندیس فیض آباد سے آکر لکھنؤ میں پڑھے۔ اور میر خلیق نے پڑھنا کم کر دیا تو اثر مرحوم کے مجالس عزا میں ایک روز مرزا صاحب ایک روز میر صاحب پڑھتے تھے میر صاحب کی وجہ سے مرزا صاحب کو یہ راحت ملی کہ ایک دن سستا لیتے تھے۔ انھیں مجالس میں باوازل بند حاضرین کما کرتے تھے کہ آج ذاکر کو منکر کل کے خواندہ کو ہم بھول گئے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے لکھا ہے۔ اثر خود بھی شاعر تھے۔ ان کے کلام میں رعایت لفظی بہت ہے میر باقر تاج مرحوم کے امام باڑہ واقع چوک لکھنؤ کی مجلس میں رجب و ذی الحجہ میں سالانہ دو مرتبے نئے مرزا صاحب ۲۵ کو پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت بڑی رانی تھی۔ پہلے میر ضمیر مغفور پڑھتے تھے۔ جب وہ حسینہ حسین آباد مبارک میں بھمد محمد علی شاہ لازم ہو گئے تو خود انھوں نے مرزا صاحب کو اس مجلس کے پڑھنے پر تقرر فرمایا۔ میر باقر تاج اور مرزا صاحب ساتھ کھیل کر ٹپے ہوئے تھے۔ بعد فرستادہ ۱۵۷۵ء ہی مجلس کے مقابلہ پر ۱۲ رجب کی سالانہ مجلس میر اعظم علی صاحب کے نام سے میر صاحب کے قدر دانوں نے تقرر فرمائی تھی جو مدت تک چوٹیوں پر۔ دلارام پنڈت کی بارہ درمی میں ہوتی رہی۔ اور اب جناب سید تقی صاحب مجتہد مخم کے مقبول امام باڑہ (عقب مسجد حسین علیاں) چوک میں ہوتی تھے۔ اور تاج مرحوم کے امام باڑہ کی مسجد اسی میں ہے۔ وہاں میر صاحب کے وارث یہاں مرزا صاحب کے جانشین ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ اگر ایک دن ایک جگہ دوسرے دن دوسری مجلس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ ۵ کوئی مٹے نہ مٹے ہم تو اپنی کہتے ہیں۔ ۵۔ نواب علی نقی خاں مرحوم دزیر شاہ اودھ کی عشرہ محرم کی مجالس میں تین روز تک تیں اودھ پڑھتے تھے ساتویں کو میر انیس۔ آٹھویں کو مرزا دتیر۔ نویں کو میر ضمیر مرحوم۔ جیسا کہ دربار حسین میں فصل ذکر ہے۔ ۶۔ آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ مغفور کے امام باڑہ میں بھی ایک یا دو دن مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ انہیں مجالس میں سے کسی ایک میں منبر کے اوپر کاشا میاں ہوا سے پر آگندہ ہونے پر خود بادشاہ قدر شناس علم دوست نے چہر لگایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ ملاحظہ ہو۔ مسند آگہ امارت مہر برج اعتشام۔ ابر جو و دھرم فیاضی دور یا دلی۔ آبروئے زہد و تقوئے گوہر برج درج۔ عالم دہر روزہ و شب زندہ دار دائمی۔ گنجائے شالگاں صرف عزاداری نمود۔ کس ندیم ہیچو اور لکھنؤ را دوستی۔ اکتساب دولت درج و زیارتہا نمود۔ شد مقیم کربلا در خدمت سلطان شہر شد اوصاف او در ہند و ایران و عرب۔ ذکر خیرش بر زبانہم خفی دہم جلی۔ در ثبات و صبر و تسلیم در مذا و احتیاط۔ از میان اہل ایاں بردہ گوئے فرخی۔ حالیا رخت سفر بر بست در کرب و بلا۔ ساکن گلزار جنت گفت چوں سرو سہی سال مرگ اندر صفائش نظم کردم شے منیر۔ دیں پناہ و صارت و زوار امیر و متقی ۱۲

۵۔ اب یہ مجلس میر د۔ آرام کی بارہ درمی میں ہوتی ہے۔ حقہ خبیتر

جیسا کہ شمس الصفیٰ اور حیات دہیرے دن ہوا اسی زمانے کا حال غفر اکب علامہ جالسی کے حوالے سے حیات دہیر میں یہ لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے باتوں میں شاہ اودھ محمد رح کو معمولی لفظ خداوند سے مخاطب نہیں کیا۔ یہ لفظ (خداوند) گویا اہل دربار کا سختی نکیہ تھا خلوت میں بعد مجلس ایک مصاحب نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ کو خداوند کہتے ہیں شاید مرزا صاحب کو اکراہ ہے۔ عالی ظرف بادشاہ نے بات کو مستکر ٹال دیا۔ دوسرے دن کی مجلس میں مرزا صاحب نے یہ دو رباعیاں منبر پر پڑھیں۔ (۱) ناداں کہوں دل کو کہ خردمند کہوں۔ یا سلسلہ وضع کا بایند کہوں۔ اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دہیر۔ بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں۔ (۲) حیدر کو غنی سب کو غر خمند کہوں۔ سجد ہیں شرف انکے میں تا چند کہوں۔ ہے شیر خدا میں بخدا شان خدا۔ اس بندہ کو سو بار خداوند کہوں مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ خاصان خدا کی شان میں گنازیار ہے۔ بادشاہ نے اون مصاحب خاص سے خطاب فرمایا سنئے۔ کیوں ان شاعران اہلبیت کو الہام ہوتا ہے یا نہیں کچھ سمجھے۔ ان صاحب نے دست بستہ عرض کی۔ بے شک۔ اُن رازدار مصاحب سے ایک شخص نے یہ سب حال پوچھا جب یہ بھلا کلام اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنی فطرتی شاعری کو مال دنیا کے لالچ میں آکر اہل دولت کی خوشامد میں ضائع نہیں کیا۔ وہ خوشامدیوں کی یوں مذمت کرتے ہیں۔ (رباعی) پیش امر طالب زہر جھکتے ہیں۔ سجدے کی طرح مجھے کو سر جھکتے ہیں۔ بنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح۔ ہوا مال سوا جد ہر آدمی جھکتے ہیں۔ دیکھی کسی بادشاہ یا امیر کبیر کی مجلس میں درباری پوشاک پہنکر نہیں گئے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے درباری ہیں شاہان دنیا کی دربارداری اور درباری پوشاک سے ہٹ کر کیا تعلق۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

سرکار سلاطین سے سروکار نہیں۔ جز مجلس مولاکوئی دربار نہیں۔ دلچ ہوں میں امام بے سر کا دیر سامان کیسا کہ بھرگی درکار نہیں۔ انوس کہ ایسے بزرگوار بایند وضع کی نسبت بھی بعض موقعین حالات انیس نے لکھ دیا کہ مرزا صاحب ملکہ کشور والدہ واجد علی شاہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھنے کو قبائے درباری پر عامہ ہانپے ہوئے اور میر صاحب سادہ لباس سے گئے۔ مرزا امیر صاحب مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بیتان عظیم ہے اور ملکہ کشور مرحومہ کی مجلس میں تو وہ عمر بھر کبھی مرثیہ ہی نہیں پڑھے۔ جس طرح کہ سلطان عالیہ یا ملکہ زبانی کے یہاں میر صاحب نہیں پڑھے۔ ہم حلف سے اس شہادت کے دینے کو تیار ہیں۔ اور آریہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی بادشاہ کی مدح میں کچھ کہا اور میر صاحب کی نظم دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلہ استے نہیں ہوئے۔ اس کا جواب حیات دہیر کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ میں آپ کو ملے گا اور وہیں میر صاحب کی وہ نظم بھی ملے گی جس میں شاہ دوزیر دکن۔ بیگم شاہ اودھ کی مدح اور

دعا ہے۔ وہ پھول ہے کہ رنگ بھی ہے جس میں بو بھی ہے۔ ۶۔ وزیر خاں داروغہ دیوانخانہ شاہ اودھ کے یہاں۔ لکھنؤ مفتی گنج احاطہ مرزا علی خاں میں ہر مہینے کی تینکے سوئیں کو عمدہ واجد علی شاہ میں مرزا صاحب اور اسی تاریخ اسی وقت (انجے سے سہ بجے تک) اوتکے مقابلہ پر میر صاحب محمد خاں داروغہ خیل خانہ شاہی کے یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی اسی محلہ میں رہتے تھے۔ ۷۔ جواہر علی خاں خواجہ سر لے ملکہ کشور کے یہاں یا میر اور نواب ناظر فیروزالہ ولد کی مجلس میں بارہویں کو ہر مہینے میں مرزا صاحب گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔ ۸۔ ہر مہینے کی گیارہویں کو تو تاریخ ولادت مرزا صاحب تھی، اپنے گھر کی مجلس میں پڑھتے تھے۔ مرنے کے بعد روز وفات انکی قبر پر تیسویں کو (یا پہلی کو) مجلس ہوتی ہے۔ ۹۔ ہر مہینے کی تیرہویں اور ماہ صفر کی چھٹی کو احمد علی خاں سوز خان مرحوم کے یہاں مرزا صاحب بہت بڑی مجلس پڑھتے تھے اور حیدر خاں مرحوم کے گھر میں میر صاحب اسی وقت پڑھتے تھے۔ آغا باقر مرحوم کے مقبول و مشہور امام باٹے کے پاس یہ دونوں بزرگوار رہتے تھے اور خود میر صاحب کا دولت خانہ بھی یہیں تھا۔ اسی مجلس میں مرزا صاحب کو سننے مجتہد العصر سید العلامین جناب میر صاحب تشریف لاتے تھے بڑا مجمع اہل علم کا ہوتا تھا۔ ۱۰۔ داروغہ میر واجد علی خاں تسخیر مرحوم کے امام بازہ گولہ گنج لکھنؤ میں اکیسویں ماہ رمضان کی ایک یا دو گار مجلس مرزا صاحب پڑھا کرتے تھے جس میں دور دور مقامات سے لوگ سننے کو آتے تھے۔ ۱۱۔ کنکر کے کنوئیں پر خان بہادر شیخ الطاف حسین کے یہاں ۱۸ صفر کو مرزا صاحب اور اسی محلے میں اسی وقت داروغہ شیخ محمد عباس صاحب کے یہاں میر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔ نواب ممتاز الدولہ مرحوم شاہزادہ لکھنؤ کے یہاں چلم کے زمانے میں کبھی ایک کبھی دو مجلسیں مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ ۱۳۔ نواب آغا علی خاں ناظم مرحوم کے امام باٹے میں کنکر کے کنوئیں پر بھی ایک مجلس مرزا صاحب نے پڑھی تھی۔ ۱۴۔ غدر شاہ میں وہ سینا پور جا کر اپنے ہنام دوست مولوی میر سلامت علی صاحب کے ہمان ہوئے اور ایک فقیرنی کے یہاں ایک ٹوٹے ہوئے موٹر سے پرٹھیکر منیہ پڑھے تھے۔ سینا پور کے اکثر معمر بزرگوار یہ واقعہ کہا کرتے تھے بعد غدر شاہ۔ وہ عظیم آباد حسب الطلب گئے راہ میں بھی بنارس والہ آباد و آگرہ حسین گنج وغیرہ میں بہت سی مجلسیں

۵۔ روسائے دکن کی شان میں جو باعیاں میر انیس صاحب نے تصنیف فرمائی تھیں وہ واقعات انیس میں بھی درج ہیں اس پر مولف واقعات انیس نے یہ لکھ دیا کہ میر صاحب دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلدستے نہیں ہوئے میرا یہ مطلب نہیں کہ امرا کی تعریف گناہ ہے بلکہ جو مدح کا اہل ہو اسکی ضرورت مدح کرے البتہ مولف واقعات انیس کی صدق بیانی پر تعجب ہے۔ میر انیس صاحب مرحوم کے ایک سلام کا مقطع ہے۔ خدا آباد رکھے لے انیس آغا علی خاں کو اگر کچھ قدر ہے تو ان کے یاں صاحب کمالوں کی۔ حقیر خیر ۱۲

بڑھیں حیات دہر کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ شاید ششہ میں کانپور کے مشہور ذی علم امیر کبیر نواب و لھا صاحب نے بلایا اور شہرہ محرم میں وہاں مرزا صاحب پڑھے۔ اس میں سنہ کی غلطی ہے۔ جناب حاجی سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیالے صاحب مغفور نے اپنے ہمیشہ زادے نواب سید سلطان حسین صاحب نمبرہ نواب دو لھا صاحب کانپوری سے اس واقعے کی صحت چاہی تو ہم ارشوال ۱۳۳۱ھ کو نواب صاحب صوفی نے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں لکھا کہ جناب مرزا صاحب مغفور جدا مجد برو کے یہاں مرثیہ پڑھنے کو حسب الطلب ۱۳۲۹ھ میں تشریف لائے تھے اُس سے ایک سال پہلے جناب میر صاحب تشریف لاکر پڑھ چکے تھے میری عمر دس سال کی اور بھائی نواب سید خاقان حسین (صاحب) کی پانچ سال کی تھی۔ مرزا صاحب ایسے ضعیف تھے کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ شاید دو چار بندے زیادہ نہ پڑھ سکیں مگر سب پر جاتے ہی اس زور شور پر باعیاں اور سلام و مرثیہ پڑھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ اور کوئی ہیں ایک شعر مرزا صاحب کا شاندار پڑھنا یاد ہے اور وہ پانچ وار آواز کانوں میں گویا گونج رہی ہے۔ وہ شعر تلوار کی تعریف میں یہ ہے سہ اٹھی گری بند ہوئی بہت ہو گئی۔ پی پی کے کشتوں کا ہوسٹ ہو گئی۔ سید خاقان حسین (صاحب) نے یہ شعر حفظ کر لیا تھا اور بہت دنوں تک پڑھتے رہے تھے ایک حکایت پڑھا ہے اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ سامعین سے ارشاد فرمایا کہ اسپر مصرع لگانے کی میں فرائش نہیں کرتا محض مضمون بتا دیجئے۔ چند منٹ تک تمام حاضرین مجلس نے غور کر کے اعتراف عجز کیا۔ اس وقت بیت پڑھے اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ یہ مصرع تاریخ وفات جزو دل ہے۔ تعریف اسپ امام میں یہ بیت تھی یہاں کے حضرات کو بہت پسند آئی تھی آئینہ اسکے منہ پہ جو واپنا در کرے۔ یہ اس میں اپنے عکس سے پہلے گذر کرے۔ ایک مصاحب لازم سے جدا مجد بہت خفا تھے انکو علیحدہ کر دیا تھا مرزا صاحب نے سفارش فرمائی انھوں نے اُسی وقت بحال کر دیا۔ رستم رہا زین پہ نہ بہرام رہ گیا۔ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا۔ ۱۳۰۹ھ کے قریب قریب بینائی بالکل جا چکی تھی یہ حال شاہ مرحوم کو ٹیپا برج میں معلوم ہوا۔ ایک جرنی ڈاکٹر خاص آنکھوں کا بنانے والا اپنے فن میں یکتا۔ بادشاہ کا ہمان ہوا۔ شاہ مرحوم نے ایک مصاحب سے خط لکھا کہ مرزا صاحب کو آنکھیں بنوانے کو ٹیپا برج بلایا۔ مرزا صاحب ہاں پہنچ کر نواب مولیٰ الدولہ کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ عرضداشت حاضری کی بھجوائی۔ جس کو قدر شناس بادشاہ نے ان الفاظ (شعر) و تختہ خاص سے مزین فرمایا۔ ۱۳۰۹ھ کے برسرِ چشم من بیانی۔ بر قلب ہم کہیمائی۔ دیکھے مشہور شعر گریں سر چشم من نشینی۔ نازت کشم کہ ناز پتی۔ سہ سید کاٹنی صاحب جو کھنڈ کو گورکھ میں رہتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے ایک شاہی خیم میں ٹھہرائے گئے بادشاہ نے پوچھا مرزا صاحب آئیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے جواب دیا جہاں پناہ کھیت کیسی میں تو زندہ بہشت میں حضور والکی بر دولت پہنچ گیا بہشت میں تکلیف کیسی بعد ملاقات بادشاہ نے اُس افسر سے جو مہمانی کی خدمت پر مامور تھا پوچھا کہ چوکی باخانی کی مرزا صاحب کے خیمہ سے کتنی دور ہے تو فرمایا ۱۳۰۹ھ

از ذہن
میں
۱۳

از ذہن
میں
۱۳

کو سقدقا بلیت سے بدلا ہے۔ کہ وہ الفاظ مرزا صاحب ایسے مقدس بزرگ کی نمایان شان نہ تھے۔ ان کو گیمینیائی سنا
 سمجھا۔ ہمارے بعض معاصرین کو افسوس ہے کہ میر و مرزا کے بعد ان کے جانشین اُس پایہ کے نہ ہوئے۔ اگر یہ شکایت
 صحیح بھی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ ان بچا رہے جانشینوں کو ویسے قدر شناس کب ملے۔ قدر شناسی سے
 اہل کمال کے جوہر کھلتے ہیں۔ ورنہ ہزاروں پھول کھلے مگر جاکر خاک ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ملتی
 بعض وقت کسی کامل و قابل کی تصنیف دیکھ کر دل بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ہمارے زمانے نے اسکو بھرنے نہ دیا
 ورنہ یہ شخص بھی استادوں کی ٹکر کا ہوتا۔ مرزا صاحب آنکھیں نہواتے رہے۔ اسی درمیان میں عشرہ محرم آگیا۔
 ڈاکٹر نے منافقت کر دی تھی۔ اس لئے وہ ایک مجلس بھی نہ پڑھ سکے دور و ز کلکتہ میں کسی نے اڑادی کہ آج
 مرزا صاحب ٹیما برج میں پڑھیں گے۔ بہت سے ذی علم مشتاق کلکتہ سے ٹیما برج میں آئے۔ ایک مجلس میں
 بادشاہ نے مرزا اوج کو پڑھوایا۔ دوسری میں خود پڑھے۔ چہرہ کے بندوں میں مرزا صاحب کے کلمات
 کا ذکر فرمایا تھا۔ جس میں سے یہ ایک مشہور بیت بھی ہے۔ - سہ چہن سے ان کے دام سخن میں اسیر ہوں۔
 میں کم سنی سے عاشق نظم و سیر ہوں۔ قدح چشم کے بعد دنیا کی ایسی ہو گئی تھی جیسی ۳۰۔ ۴۰ سال کے آدمی
 کی ہوتی ہے۔ خود ایک رباعی میں تالیف کی وہ یہ ہے ابداد علی گاہ غفی گاہ جلی ست۔ برمن زازل
 عین عنایات ولی ست۔ چوں مادہ دفع شد بگفتم تاریخ چشم بدو ر عین اعجاز علی ست۔ انیسویں
 اور دہائیوں میں رات دن جھگڑے رہا کرتے تھے مشہور و مقبول و اجواب ہاجی شیر مرحوم مرزا صاحب کے
 شاگرد رشید اور اپنے فن (ہجو قاتلان حسین) میں اکمل رفدگار تھے۔ وہ ان کے بھتیگوں سے تنگ آ کر کہتے
 ہیں جھگڑا بکر کا ہے نہ جناب امیر کا۔ اب قصہ رہ گیا ہے انیس و دہیر کا۔ مگر کون سنتا تھا تحقیق کرنے
 سے اور خود جناب اوج مرحوم کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمین میں مرزا اوج صاحب نے سلام کہا تھا انگریزوں
 کو۔ مکینوں کو۔ پھر میر صاحب نے بھی سلام فرمایا۔ میر مونس نے بھی سلام کہا۔ اور ۲۶ کو نواب میر محمد حسین
 صاحب کی ماہ مجلس میں پڑھا۔ جس میں نواب ممتاز الدولہ وغیرہ بہت سے مرزا صاحب کے شاگرد و طوفان تھے
 یہ طنز یہ شعر نواب ممتاز الدولہ کو مخاطب کر کے پڑھا۔ بھلا تر دے جا سے ان میں کیا حاصل۔ اٹھا چکے
 ہیں زمیندار جن زمینوں کو۔ اشارہ یہ تھا کہ میر انیس مرحوم کے مقابلہ پر مرزا اوج نے کیوں سلام کہا۔
 حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ مرزا اوج پہلے کہ چکے تھے۔ مگر میر مونس کا یہی خیال تھا کہ بعد کو کہا ہے پھر یہ
 بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ اُس نے عرض کی جہاں پناہ آئے دس ڈیرے بیچ میں ہیں۔ فرمایا اخاہ یہی مرزا صاحب کو تکلیف ہے جی
 وہ مجھے کہتے تھے کہ میں زبردشت میں ہو چکا گیا مرزا صاحب کی آنکھیں ابھی سچا رہیں جب آنکھیں غائب کی گئیں ان کی آجائی کو
 مونس الدولہ کی کوٹھی میں ٹھراؤ اور چو کی قریب لگاؤ یہ بادشاہ مرحوم کی ذہانت کی معراج کمال اور مرزا صاحب مرحوم کے طریزان کی غلت

انیسویں
 اور دہائیوں
 میں رات دن
 جھگڑے

شعر پڑھا۔ نیا مزہ ہے کہ مضمون تو دستیاب نہیں۔ مقابلے پر چڑھاتے ہیں استینوں کو۔ یہ شعر طنزیہ سنتے ہی نواب صاحب مدوح چپ چاپ مجلس سے اٹھ کر چلے آئے۔ مرزا صاحب کے شاگردوں وغیرہ کو مشیر مرحوم کو خبر ہوئی۔ انھوں نے ایک سلام کسی بڑی مجلس میں کھڑے چاہس میں سے چند شعر لکھتا ہوں۔ اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر۔ نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو۔ جلی کٹی مرے استاد سے کرے جو کوئی۔ تو پھونک دوں مع خرم میں خوشہ چینوں کو۔ جنھیں ہے بھونے کا ڈر وہ خود بجا لیں گے۔ مری بلا سے لگے ٹھیس آگینوں کو۔ بزار بار سزا باکے منہ پر چڑھتے ہیں۔ مشیر کیا کہوں ان احمق اللہ نیکو لگا کے سر سے تربت بہشت دیکھ لیا۔ جھل کیا مری آنکھوں نے دوربینوں کو۔ آخراً میر صاحب کے حکم سے میر مونس۔ اور مرزا صاحب کے فرمان سے شیخ مشیر نے میر و مرزا سے ہاتھ جوڑ کر اپنے تصور معاف کر لئے۔ یاد ہے کہ اُس زمانے کی ہر مجلس میں (قریب قریب) انیسویں دہائیوں میں جلی کٹی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جانیئے کہتے تھے بتائیے اس شعر کا کیا جواب ہے۔ یہ بھرباں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے۔ چاہے جا مہستی کی استینوں کو۔ دیر لے کہتے تھے۔ حضرت ان سے بہتر مختصر لفظوں میں سو برس پہلے میر فرما چکے ہیں۔ یہ ضعیف سے بھرباں بدن پر ہستی جائے کو چن رہی ہے۔ ال سرقہ کا جواب ہم کیا دیں نظیر برادر دیر نے بھی ایک مقطع سلام میں اُسی زمانے میں کہا تھا۔ طعنہ زن ہوتے ہیں جو بیٹھ کے منبر پر نظیر کیا نہیں جانتے وہ اہل زباں اور بھی ہے۔ انیسے کہتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ چچا ہٹاؤ انگوٹھا یہ سطر دکھلا دو۔ سطر میں ذم کا پہلو ہے۔ دیر لے کہتے تھے کچھ پڑھا بھی ہے۔ وہ ستر تائے قرشت سے بکسرتا ہے۔ یہ سطر طائے حلی سے ہے۔ اس میں ذم کا پہلو کہاں ہے۔ ذم کا پہلو دیکھنا ہو تو یہ مصرع میر صاحب کے ٹرٹھے سے پال نہ ہوں پھول جو گلزار پہ دوڑے۔ سم ترنوں گر قلزم زخار پہ دوڑے۔ اس طرح رگڑ گھر بار پہ دوڑے جس طرح سے غنہ کی سدا تار پہ دوڑے۔ یہ چار پدوڑے چار مصرعوں میں ہو گئے۔ انیسے کہتے تھے جناب عالی وہ پدوڑے بضم دال۔ اور یہاں پدوڑے میں دال کو فتح ہے۔ آپکے مرزا ادج صاحب فرماتے ہیں۔ یہ میں پہلوان چیں ہوں مرے خوشہ چیں ہیں یہ۔ یہ کیا چیں چیں لگائی ہے۔ دیر لے جواب دیتے تھے۔ آپ کے میر مونس نے تو اور تم ڈھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ یہ میری تھیں میں جان ہے گوبے حواس ہوں۔ تم مڑ کے دیکھ لینا میں پر دے کے پاس ہوں۔ ذرا انقطع تو کیجئے پہلے مصرع میں ہکو نکلتا ہے۔

عہ، عجمدان خبر کی نظر سے ایک مثنوی میں یہ مصرع یوں گزرا ہے۔ ع۔ عیو ہٹاؤ انگوٹھا یہ لفظ دکھلا دو۔ یعنی بجائے ”سطر“ کے ”لفظ“ ہے قرین قیاس ”لفظ“ ہے کیونکہ انگوٹھے سے ”لفظ“ کو چھپا سکتے ہیں پڑی سطر میں چھپ سکتی۔ حقیر خبر ۱۲

ایسے۔ حضرت مرزا صاحب نے فصاحت کی حد کر دی ہے پامال کرو لاشوں کو ٹاپوں سے کچل کے۔ دبیر نے یہ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے۔ اس میں کوئی لفظ اصول فصاحت سے گرا ہوا نہیں ہے۔ ایسے آپ فصاحت کو کیا جانے۔ آپ تو ایسے مصرع کی تعریف کریں گے جو روپیہ چڑھاؤ اسکو دوپارا کیا اس نے۔ دبیر نے یہ آپ لوگوں کی ستم ظرفیاں ہیں خود مصرع الکر (جب کوئی اعتراض نہیں سوچتا) دبیر کے سر تھوپتے ہیں اگر آپ سمجھیں تو بتائیے مرزا صاحب کے کس مرثیہ میں ہے۔ ایسے یہ تو معلوم نہیں۔ خیر یہ مصرع ادنیٰ کانہ ہو گا اور بہت ایسے مصرع ہیں۔ دبیر نے۔ فصاحت تو اس مصرع میں ہے ع موسیٰ اسے کڑیہ ہوا حکم گبریا۔ اور سنئے ۵ بولی وہ عندلیب چین پر در بتول۔ طرہ دہی ہے سب میں مہیش چڑھے جو بھول۔ مہیش نہرت کا نام ہے شاہزادہ علی اکبر ہم شبیہ پیغمبر کو اس بھول سے تشبیہ دینا جو بت پر چڑھایا جائے۔ کسا بلاغت اسی میں ہے۔ ایسے۔ جناب یہ روزمرہ ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ آپ ہی فرمائیے خارہ میں یوں ہی بدلتے ہیں یا اور کچھ۔ دبیر نے۔ مسجد میں بھی بھول چڑھتے ہیں یوں کتنا چاہو تھا۔ طرہ دہی ہے سب میں کہ مسجد چڑھے جو بھول۔ ادب خاندان رسالت کا ٹھکانہ رکھنا یہ حصہ دبیر کا ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔ کعبہ میں غل تھا اتھندال لا الہ کا یہ تو کلمہ کفر ہو گیا۔ خدا سے انکار نکلتا ہے۔ ایسے۔ خواجہ معین الدین چشتی کی رباعی کا مصرع آپ بھول گئے۔ حق کہ بنائے لا الہ است حسین۔ جس طرح انھوں نے لا الہ سے مراد لا الہ الا اللہ لی ہے یہاں بھی وہی صورت ہے۔ دبیر نے۔ وہ صوفی ہیں انکے بیاں جائز ہے۔ شیعوں میں ناقص کلمہ شہادت نہیں کہا جاتا۔ ایسے مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ حسینی علم کی خیر۔ یہ شہدوں کی زبان ہے۔ اس میں ابتذال ہے۔ دبیر نے فقیروں کی بھی یہی زبان ہے۔ پھر ابتذال کہاں دم قدم کی خیر البتہ ابتذال اس میں ہے کہیں کوثر کے تو چھیدوں میں نہیں آیا ہے۔ چھیدوں میں آہ شہد پڑتے ہیں۔ ایسے۔ یہ مصرع میر صاحب نے ابن سعد کی رباعی کہا ہے اسکو وہ شہد سمجھتے ہیں۔ دبیر نے۔ میر صاحب فرماتے ہیں کہ گردن پہ نمایاں کئی جاگہ خط خنجر۔ یہ جاگہ کیا فصیح ہے ایسے جی ہاں تروک لفظ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اک سورہ سے آیا پرے سے صفت خیر۔ یہ ولسے پرے لکھنؤ

بیمہاں خیر نے ایک مرثیے میں عرض کیا ہے۔

عطاے خاص کی شہرت ہو فیض عام کی خیر	خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر
گھڑی گھڑی کی بار دہو صبح و شام کی خیر	سب کو خیر صراحی کی خیر بام کی خیر
تدبیر تیری گلی کے نفعیہم بھی ہیں	
حسبیں بادہ حشم غدیر ہم بھی ہیں	
بیشک فقیروں کی بھی زبان ہی ہے۔ حقیر خیر ۱۲	

والے مدت سے چھوڑ چکے۔ دہلی کی زبان ہے۔ دیرے۔ مرزا صاحب کی شاعری میر صاحب سے قدیم ہے۔ بڑے ابتدائی مرثیے کا مصرع ہے اسوقت یہ بولتے تھے ہاں میر صاحب فرماتے ہیں سے پہونچے نہ صبا دے کے بھی گڑ کے دنبال۔ دنبال کیا ہیودہ خلافت فصاحت اور ستروک ہے۔ اور لیجئے سے جب تیغ سے نیزوں کو قلم کرتے تھے شپیر جاتا تھا اشاروں میں کمانڈوں پہ جوت تیر۔ کیوں جناب یہ جوت تیر کیا۔ کیا جوت ستروک نہیں۔ اور سنئے۔ بے کو کے انھیں پھیرتے جب لُغ شہ دلگیر۔ اتنا تھا پادوں پہ سواروں کی صفیں چیر۔ صفیں چیر کر کنا چاہئے تھا۔ یہ بھی وہی ستروک بندش ہے۔ انیسے۔ مرزا صاحب نے ٹھہر کو خیر کا قافیہ کر دیا۔ اس سے بڑھ کر کیا ستم ہوگا۔ دیرے۔ اس میں کیا تباہت ہے۔ جب ٹھہر بولتے ہیں تو خیر دیر کا قافیہ بھی ہو سکتا ہے۔ میر صاحب تو فرماتے ہیں۔ بخدا فارس میدان تور تھا تر۔ اس سے حضرت کی علمیت ظاہر ہے۔ جناب عالی تور و جوتوں میں مذموم ہیں صرف شجاعت مدوح ہے۔ تور اسکو کہتے ہیں کہ بے ضرورت اپنی جان دیدے۔ اور شجاعت۔ اسکو کہتے ہیں کہ جہاں مرستحق مدوح ہو وہاں کام آئے حضرت حرنے تور سے نہیں بلکہ شجاعت سے کام لیا۔ اگر کوئی عربی کتاب آپکو دستیاب نہیں تو اخلاق ناصری ہی پڑھ لیجئے۔ انیسے۔ کوئی مثلاًشی ہے سد محفل عم کا مثلاًشی غلط ہے۔ دیرے۔ مثلاًشی یا مثلاًشی لوگ رات دن بولتے اور لکھتے ہیں۔ البتہ غلط لفظ یہ ہے۔ حروکون تھا اور کون بن قین بکلی۔ بکلی کے لام کو تشدید کیسی بکلی بلا تشدید صحیح ہے بقول میر انشا۔ تشدید در لفظ چڑا بنا شد۔

جو چوٹیں جلتی تھیں وہ بڑی طولانی اور مزہ دار ہوتی تھیں۔ جہاں نقصان تھا وہاں بہت سے مسائل بھی علم ادب کے حل ہوتے جاتے تھے۔ خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی۔ ہم ان کی شمع سے سوا صواب دیکھتے ہیں۔

اسی ۱۹۱۹ء میں مرزا صاحب کو سخت سے سخت صدمے پہونچے ۱۲۹ھ میں ہادی الاول کی پانچویں کو فوجیان فرزند محمد ہادی حسین عطا ر دنے ۲۰ برس کی عمر میں تخمینہ کر کے انتقال کیا۔ کتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے۔ اٹھائیس صفر ۱۲۹ھ کو حقیقی بڑے بھائی اور شاگرد رشید مرزا غلام محمد نظیر حل بسے۔ سب سے بڑھ کر اور آخری صدمہ میر علی صاحب انیس مفسور کے مرنے کا تھا۔ جنکا بروز ۲۹ شعبان ۱۲۹ھ قریب مغرب انتقال ہوا۔ شاعری۔ مرثیہ گوئی۔ مرثیہ خوانی۔ زندگانی سب باتوں کا لطف اُدھ گیا۔ اوکی تلمیذ وفات جو مرزا صاحب نے کئی وہ حیات دیر جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ پر درج ہے۔ یہاں میں صرف تین شعر آخر کے کھوں گا۔ سال تاریخش بزر و بینیہ شد زبیا نظم۔ طور سینا بے کلیم اللہ و سبڑا نیس۔ در سینین عیسوی تائید کفتم صان صان۔ گر چہ بیستم بود محزون مگر بے نیس

آسمان بے اہ کمال سدہ بے روح الایں - طور سینا بے کلیم اندر منبر بے انیس - میر صاحب تو فرما چکے تھے ۹۲۹ جب ہم نہ رہے تو کچھ کھیر اندر رہا مگر ان کے طرفداروں نے ثابت کر دیا کہ بعد مرے کے بھی بھگوارہ لگیا - اور کہنا شروع کیا کہ سنہ مطلوبہ نہیں نکلتے - بعض اب تک کہے جاتے ہیں جناب جی سید محمد صاحب قبلہ عرف نواب پیائے صاحب شمس آبادی (جو تاریخ گوئی میں تمام ہندوستان میں بے مثل تھے) فرماتے ہیں - حاسدین و جملہ سے بحث نہیں کہ ان کا جہل و تعصب مانع تحقیق ہے - علماء و شعرا اکثر ناواقف فن ہیں - فن تاریخ گوئی فی الواقع علم شعر سے بھی الگ ہے - اگر اسکو علم جفر کی ایک شاخ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں - افسوس کہ کسی مورخ نے بھی خیال نہیں کیا - کہ ایسا یگانہ دہر ایسی فاحش غلطی کر گیا - جناب مرزا صاحب ایک مرثیہ میں گھوٹے کی تعریف میں فرماتے ہیں عیش و اعطاف زمین و فلک میں ہے - اور ثابت کر دیا ۵ سال تاریخش بزر و بینیہ شد زین نظم - اگر اس ترتیب میں کہ پہلا لفظ زبیر دوسرا بینہ میں ہو فرق آگیا تو خوبی کیا ہوئی - حساب دیکھ لیجئے -

نمبر	بینہ	نمبر	بینہ	نمبر و بینہ	نمبر	بینہ
طور	سینا	بے کلیم	اللہ	و	منبر بے	انیس
۲۱۵	۲۲۷	۱۱۲	۱۹۳	۱۳	۳۰۴	۲۲۷

میزان ۱۲۹۱ھ

کم فہم خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں وادعطف کی خاصیت کو ملاحظہ فرمائیے اس کا تعلق زبر و بینہ یعنی اول و آخر دونوں سے ہے لہذا صرف اُسی کے زبر و بینہ دونوں میں اعداد ملے - ترتیب صنعت زبر و بینہ کی بدستور قائم ہے - اعداد مطلوبہ حاصل ہو گئے - بہر تہ ۱۲۹۱ھ عید محمد جعفر -

صدات مذکورہ سے مرزا صاحب مرحوم جانبر نہوئے اور آخر ورم کبد میں تیسویں ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کو قریب صبح صادق یہ آفتاب شاعری و مرثیہ گوئی غروب ہو گیا - دن میں جنازہ اٹھا ہزاروں علماء شعرا و گملا جنازے کے ساتھ ساتھ اون مرحوم کی یہ رباعی پڑھتے ہوئے غسل میت کو دریا پہلے گئے - ۵ رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں - متھ ڈھانپے کفن سے بشر سار آیا ہوں - چلنے نہ دیا بارگنہ نے پیدل - تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں - جناب شمس العلماء سید محمد ابراہیم صاحب مہتمم العصر نے ناز جنازہ پڑھائی - بعد غسل دریا سے آکر اپنے گھر میں مدفون ہوئے - جو چھوٹا مقبرہ آج تک برقرار ہے مرزا اوج مرحوم اور بہت سے کاملوں نے تالیخ دفات کہی ہے - منیر مرحوم کے کلیات میں بھی چند تالیخیں

ہیں مگر مجھے میرے مرحوم کی ایک مختصر سی تاریخ بہت پسند ہے۔ مصرع مادہ میں کمال کیا ہے کہ وقت تاریخ و
 روز سب کچھ ہے گویا یہ تاریخ صوری و معنوی ہے۔ وحید عصر جناب دبیر معجز دم۔ کہ سر عطا و کردوں بیائے
 اور سودہ۔ انہیں سر لے سہنجی چورخت خود پر داشت۔ بہ نزد آل نبی در پشت آسودہ۔ میرے سال ۱۳۰۰
 روز و وقت تاریخ پیش۔ بچا و سہ شنبہ مرعہ ابودہ۔ مرزا صاحب کی طرف سے اکثر ان لوگوں نے منہ پھیر لیا
 ہے جسکے بزرگ مرزا صاحب کے ذاتی تھے۔ بعض ہمارے دوست ہم کو یہ کہتے تھے کہ دینا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب
 کے کلام کی سادگی و تاثیر زندہ رہے گی۔ اور مرزا صاحب کی شوکت الفاظ و بلند پروازی مٹ جائے گی۔ کہ
 صنایع و بدایع کے سمجھنے والے ہی نہ رہے اور آئندہ اور نہ رہیں گے۔ اگر اس کو شکریہ کے ساتھ قبول بھی کر لیا
 جائے تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ جو کلام کہ سادہ اور موثر ہے اسکی طرف سے کیوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔
 اور جو صنایع و بدایع میرا نہیں مرحوم کے یہاں ہیں ان کی شائستگی سے کس منہ سے کی جاتی ہے۔ دیکھئے ہمارے
 سخن شمس العلماء اب سید ادا امام صاحب قبلہ کی۔ استعارہ و تشبیہ و غلو کی مبالغہ کے ساتھ مذمت فرماتے
 ہیں مگر جہاں کہیں یہی چیزیں مرزا سودا۔ میر حسن۔ میر انیس کے کلام میں ہیں انکی یہ کھمکری فرمائی ہے کہ
 سلیقہ سے برتا ہے۔ پھر دبیر کے کلام کو بھی کیوں نہیں کہتے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ یا بد سلیقگی سے۔ یہ عذر
 کیسا کہ یہ تذکرہ نہیں جو ہر شاعر کا کر لیا جائے۔ دبیر کا فصیح و سلیس و موثر کلام بھی کچھ کم نہیں۔ ایک
 دبیر ہی ایسا شاعر کہوٹ گا جس کا کلام ہر رنگ میں اور ہر بکثرت ہے۔ اگر آپ کے دل و دماغ میں خدا
 نے انصاف کا مادہ و ولایت فرمایا ہے تو ایسے ہی کلام کی آپ داد دیجئے خدا کے لئے بیدار نہ کیجئے تعجب
 کی عینک آنکھوں پر سے دوتا کر دیکھئے۔ کیا دبیر کا کل کلام صنایع و بدایع ہی میں ہے۔ وہ کون سا
 رنگ ہے جو انیس کے یہاں ہے۔ دبیر کے کلام میں بالکل نہیں۔ حکیم سنائی کے اخلاق حسہ کی طرح فرما کر
 یہ لکھنا کہ انسان کے اخلاق و اطوار اس کے علم و فضل میں تمام تر دخل ہوتا ہے۔ حکیم ممدوح کا جیسا مزاج
 تھا ویسا ہی اسکے کلام میں اثر ہے۔ اور مرزا صاحب کی سخاوت۔ ایثار۔ عبادت۔ شرافت۔ علم و فضل
 غیرت۔ انکسار۔ فروتنی کی صفہ ۳۳۵ پر مدح کر کے رہ جانا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ اگر مرزا مرحوم کا ملاحظہ
 ہی کلام تھوڑا سا لکھ دیا جاتا تو ہر شکایت کا موقع نہ باقی رہتا کیا عادتوں کا اثر مرزا مرحوم کے کلام میں
 نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ مگر دیکھئے کون۔ سادہ و موثر ایک مرثیہ کا مطلع بھی لکھ دیا ہے جب حرم قلعہ شہر
 کے برابر آئے۔ مگر چند بند اس کے بھی نہ لکھے۔ اگر ان کے پاس یہ مرثیہ نہیں تھا تو مرزا وجہ مرحوم کے منگو ایلتے
 جو انکو گھر سے قدر شناس۔ دوست تھے۔ اور تو اور کوئی تفسیق اسلام بھی دبیر کی نہ لکھی حالانکہ دبیر تمام کی
 جلدوں میں سے پوری ایک جلد تفسیقوں کی ہے۔ سلطان عالمیہ کے سلاموں کو جو مرزا صاحب نے تفسیق

مرزا صاحب کی
 طرف سے
 کی دلوں
 نے ڈالنے
 کی ۱۲

مولانا امداد
 امام صاحب
 کی مدح
 مرزا صاحب
 کا ۱۲

فرمایا ہے اس میں غلو و تشبیہ و استعارہ کہیں کہیں برائے نام سلیقہ سے ہے۔ نہایت سادہ و مؤثر نظمیں ہیں بہر کی زبان عیاں بھی کھٹیا۔ اور کم درج ہیں اگر دفتر ماتم میں ڈھونڈنے سے تکلیف ہوتی تھی (حالانکہ باعیا کی بھی ایک علیحدہ جلد ہے) تو حیات دہیر ہی سے چوٹی کی زبان عیاں لکھ سکتے تھے۔ کلام دہیر کا نمونہ بہت مختصر ہے۔ اور گھٹیا کلام پھانٹ پھانٹ کے اگر نہیں لکھا گیا تو کم سے کم بے توجہی سے تو فیض و رکام لیا ہے۔ مرزا کو خالی سلطان الذکرین لکھ دینے سے نواب صاحب حق دہیر سے نہیں ادا ہو سکتے۔ اگر کسی ایسے انیسے کی خاطر سے کتاب لکھی یا چھپوائی ہے کہ جس کے دل میں مرزا صاحب کے حامد سخن دیکھنے (پڑھنے) سے جلن ہوتی ہے۔ تو نواب صاحب قابل معافی ہیں۔ کیونکہ بعضے انیسے ضرور ایسے ہیں جنکو ذرا سی طرح بھی مرزا صاحب کی بری معلوم ہوتی ہے مگر ایک عالم کی شان سے یہ بالکل بعید ہے کہ کسی دوست کی خاطر سے کسی کامل کے کلام سے بالکل آنکھ بند کر لے گو مولوی امیر احمد صاحب علوی بی لے مولف یا دگار انیس بھی ایسے عاشق انیس ہیں کہ دہیریوں کی نظر بچا کر اشاروں میں انیس کو تفصیل دینا چاہتے ہیں۔ (جیسا کہ صفحہ ۸ پر خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی۔ جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ گیا ہے وہاں اشارہ کر گئے یا مان لکھ دیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے اس مرثیے کا ذکر کرتے ہوئے کہ جبکہ تیروں سے بدن شا کاغز بال ہوا۔ یہ بند میر صاحب کا لکھتے ہیں۔

حلق پر تیغ ہوا در سینے پہ ہووے جلا د
نہ عزم اہل حرم ہو نہ خیال اولاد

دہیان بیٹے کا نہ بیٹی کا نہ ہمشیر کا ہو
ذکر تبیح کا تہلیل کا تبیسر کا ہو

مرزا دہیریوں ادا کیا ہے۔

عہد شمس العلماء مولانا امداد امام صاحب بالقاب نے بہارتان سخن میں مرزا دہیر مرحوم کے متعلق عبارت میں جو طرز اختیار فرمایا اس میں تو یہ کی شان پائی جاتی ہے۔ میرے پاس یہ کتاب تھی مگر میرے ایک دوست سید کبر حیدر صاحب نے مجھ سے حاشیہ مانگی اور پھر واپس نہ کی۔ اگر اس وقت وہ کتاب میرے پاس موجود ہوتی تو میں اس عبارت کا اقتباس اپنے دعوے کی دلیلیں میں پیش کرتا اس وقت صرف ایک فقرہ یاد ہے۔ مولانا نے موصوف۔ مرزا مرحوم کے متعلق لکھتے لکھتے فرماتے ہیں کہ شاعری سے علیحدہ علیحدہ ہو کر مرزا صاحب تھے۔ ”شاعری سے علیحدہ ہو کر“ میں جو معنوی ایہام ہے وہ کتنے سخنوں سے پوشیدہ نہیں کاش مولانا نے موصوف مرزا مرحوم کا ذکر ہی اس کتاب میں نہ فرماتے۔ ہیچ پان خیر ۱۲

مولوی امیر احمد صاحب
علوی بی لے مولف
یا دگار انیس بھی ایسے
عاشق انیس ہیں کہ
دہیریوں کی نظر بچا کر
اشاروں میں انیس کو
تفصیل دینا چاہتے ہیں۔
(جیسا کہ صفحہ ۸ پر
خود لکھ گئے ہیں)
مگر انہوں نے یہ ستم
ظریفی نہیں کی۔
جہاں مرزا کا کلام
بہت بڑھ گیا ہے
وہاں اشارہ کر گئے
یا مان لکھ دیا ہے۔

تو شہنشاہ شہنشاہ نکاہے بار خدا ہیں برابر تری درگاہ میں سب شاہ گدا
خاطر عاشق جانباڑ ہے البتہ جدا اے خوشحال کہ مجھ سے ہو ترا عشق ادا

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلا دے

لب پہ جو نام تزا دل میں تری باد ہے

”سبحان اللہ کہ کس قدر صاف بندش ہے۔ اور کیسا موثر طریقہ بیان۔ دو دونوں بزرگوں نے ایک ہی مضمون نظم کیا۔ مگر مرزا صاحب نے لب پہ جو نام ترا اضافہ کر کے شعر میں جان ڈال دی اور میر انیس کا سارا بند ایک ٹیپ سے گرد کر دیا۔ یہ مرزا دیر کی نازک خیالی سے ترقی پا کر مسل متنع ہو گیا۔ حاشیہ پر خود مولف لکھتے ہیں:- ناختم کتے ہیں کہ یہ حکایت یادگار سے نکال ڈال۔ اس قصہ سے میر صاحب کی تنقیص ہوتی ہے اور اگر اس کے مزج کرنے پر اصرار ہے تو یہ شعر بھی کھدے۔ ۷ گاہ باشد کہ کو دک ناداں۔ رغلط بہر ہن ز ندیرے۔ نقل کفر کفر نباشد مرزا صاحب کی شان میں راقم الحروف ایسی گستاخی ہرگز نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ اس حکایت کو حذف کر کے الفصاف کے گلے پہ پھری چلا دیکھ سکتا ہو“
اس اقتباس سے مطلب یہ ہے کہ شاید شمس العلماء موصوف کو بھی کوئی ایسے ہی ذی فہم ملے ہوں اور انکی خاطر سے انہوں نے مرزا صاحب مرحوم کو پوری داد نہ دی ہو اور کلام پر نظر غور نہ کی ہو تو اب غور فرما کر مگر کی کو پورا فرما دیں۔ ورنہ ایسا ہی انوس رہ جائے گا۔ جیسا کہ خان بہادر مولوی سید محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی کو نولے وطن میں مرزا صاحب کے کمالات کا اعتراف نہ کرنے سے مرتے مرتے رہا جبکا حال ان خطوں سے معلوم ہو سکتا ہے جو مولف حیات دیر کے پاس ان مرحوم کے قلمی و دستخطی موجود ہیں اور جبکا تھوڑا اقتباس حیات دیر میں کیا گیا ہے۔ مولف کے بزرگوں کے طے دالے اور مداح کمال۔ یہ جناب شمس العلماء ہیں اسلئے عرض کرنا پڑا۔ ۷ گستاخ ہو کے عرض کیا ہے معاف ہو۔ خاتمہ یہ عرض کرتا ہوں کہ مقبرہ انیس۔ یادگار انیس نہ بنا آخوالا مرزا صاحب علوی نے اپنی کتاب کا نام یادگار انیس رکھ لیا۔ یا خدا کیا ہم مقبرہ انیس و دیر بچتہ و شاندار نہ دکھیں گے۔ اور یہ کام آئندہ نسلیں انجام دیں گی۔ ۱۷ برس کی عمر میں ثابت کی یہ آرزو سنہی کے قابل معلوم ہوگی۔ مگر میں لاتعلفوں من رحمۃ اللہ کی تلاوت کر کے کہتا ہوں کہ دونوں مقبرے میری زندگی میں نہیں گے۔ دیر کے فدائی اگر نادار کا معدوم کے مصداق ہیں تو انیس کے شید کیا زبانی جمع خرچ کر کے رہجائیں گے۔ اور دکھانے ہی کی یہ سب محبت و قدر شناسی ہے جو ہکو تسکین دیتے ہیں کہ دیر کے پسند کرنے والے نہیں رہے۔ وہ فسانہ عجائب کی طرح

دنیا نہ ہو گئے۔ ہم ان کو یہ جواب نہ دے سکیں کہ تم بھی میرا صاحب کے عاشق یا قدر شناس نہیں ہو۔ اگر واقعی قدر وال ہوتے۔ تو ۲۰ ہزار روپیہ لگا کر مقبرہ انیس بنوا دیتے تم میرا انیس مرحوم کا مقبرہ نچتہ اور عالیشان بنوا دو کارساز حقیقی دیر مرحوم کے مقبرہ بنے کا بھی سامان کر دیکھا۔ کارساز بالفکر کارما۔ ورنہ ایسے ہونے کا نام نہ لو۔ ہم تو نادریں خدا خواستہ تم معذور نہ ہو جاؤ۔ اللہ بس باقی ہو س۔

دہی پرا نا حنا دم ثابث علی عنہ

۱۱
۳۰

۵ دیر انیس ایسی ہستیاں اگر یورپ میں ہوتیں تو ان کے مقبرے سونے کی اینٹوں سے بنوائے جاتے بقول میرسر فرزا کہ دونوں کے کلام پر پھبتیں اڑانے والے دیکھیں کہ ان بزرگوں کی خواجگاہوں کی چھتیں تک شکستہ ہیں افسوس صد ہزار افسوس۔ حقیر خیر ۱۲

مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی دو جلدیں ہفت آیات

اور بہشت بہشت مرتب ہیں انشا اللہ جلد تر لذت

افرائی اہل فوق ہوں گی

نیچر ممتاز بک ایجنسی

سبع مثانی کی جلدیں کتب خانہ تجارتنی خضر المطابع سنہ بھی مل سکتی ہیں،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مرزا دبیر علیہ الرحمہ

رفزہ حبیب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق ثنوی و نظم سبیل بحر طوطی و میں ماہر ضلع مقصد ۱۔

تلمیذ مرزا اوج صاحب غفرہ اللہ مصنف المیزان و حسنات عمر و غیرہ

مقام ہر ستریم است بیت ابرو را

اگر نہ رتبیہ نظم است از چہ رو صائب

شاعری انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے، جس کا عکس انشراح کے آئینوں میں جلوہ گر ہوتا ہے اور یہی جذبات، شاعری کی روح و جان ہیں۔ جذبات و احساسات کا اظہار انسان ہر زبان میں اور ہر نظم و نثر میں کیا کرتا ہے۔ مثلاً درد و سوز کے واقعات نثر میں بھی ادا کیے جاتے ہیں اور وہ گوشت و پوست بھی ہوتے ہیں، لیکن اظہار جذبات میں دلکشی اور لہجہ بینی جس طرح ایک فصیح و بلیغ اور جذبات کی صحیح تصویر کھینچنے والا شاعر کر سکتا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے فنکار سے ناممکن ہے خواہ وہ کتنا ہی جادو نگار کیوں نہ ہو۔ یہ نظم ہی کا ساحرانہ اثر ہے کہ میدان کا رزمین رجز کے ایک شعر سے بلا کا تلام برپا ہو جاتا ہے اور جذبات تھوری اور رگ حمیت میں غضب کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر سپیکر اپنی نثر عبارت میں کبھی کبھی مختلف شعار سے اپنے کلام کو مؤثر اور دلنشین بنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور وہ انشراح کے تمام کلام میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں اور دلوں میں مسرت و جوش کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں۔ نثر کی اعلیٰ تصانیف تو اس رنج و سواخ عمریوں میں بھی جا بجا پر کیفیت استعارہ نظر آتے ہیں جو تمام نثر کو پُر طفت بنا دیتے ہیں۔

جس طرح انسان خوش اسلوب خوش آئند مناظر و کھڑکھڑاں و ستادان ہوتا ہے اور اسکے مہجائے ہوئے دل و دماغ میں ایک قسم کی تازگی آ جاتی ہے، اسی طرح خوش ترکیب خوش معانی اور پُر تاثیر عبارت سچی خوشی۔ سچا جوش۔ روحانی مسرت اور جذبات میں ایک مؤثر تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک درد رسیدہ اپنے محبوب کے مصائب و آلام فراق کو نظم کی بدولت ایسے درد انگیز شعراء میں بیان کر سکتا ہے جس سے سننے والوں کے جگر بھی پاش پاش ہو جاتے ہیں اور صاحب درد کے رنج و غم کا مرنے والی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

فارسی اور اردو گو شعرا نے اپنی عمر میں قصائد گوئی۔ شہنوی گوئی میں ختم کر دیں اور غنی یہ ہے کہ ان میں سے بعض شعرا اپنی صدف خاص میں ممتاز عالم ہو گئے ہیں اور ان کی نظمیں زبان کی ہشتنگی خیالات کی جدت۔ الفاظ کی دلکشی۔ طبیعت کی روانی۔ نکتہ سنجی۔ اور بلند پروازی کے لحاظ سے

سابع

بے مثل و لا جواب ہیں، اور اُن کی خصوصیات میں آج تک کوئی اُن کا سہم و شریک پیدا نہیں ہوا
 گو زمانہ در زمانہ گزر گیا اور بہت سے نازک خیال شعرا پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہتے ہیں، قصائد گو
 شعرا نے بیش بہا صلوات اور جاگیر و انعامات کی خاطر اپنے مدوحین کی صفت و ثناء میں قلم توڑ دیے
 ہیں، گو دنیا سے فانی کی خاطر معمولی اُمرا کو جمشید شوکت یسند حشمت - رستم عصر - حاتم دوران - غلام
 نو شیران زمانہ بنادیا ہو اور کذب و دروغ گوئی و خوشامد سے ایسے مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں
 جنہیں حقیقت و صلیت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ غزل گوئی کے خرب اخلاق لطیف پیر نے عشق و محبت
 کی تصویریں کھینچ کر نوجوانوں کے دلوں میں شہوانی جذبات اور صنم پرستی کے خیالات قائم کر دیے ہیں
 اور اُن سے اخلاقی فضا مکدر ہو گئی۔ گندہ اور کھلے ہوئے فحش الفاظ جن کا عام صحبتوں میں زبان سے
 نکالنا اور کانوں سے سنا خلافت تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ غزل گوئی کے پیرایہ میں وہ بلا تکلف اور بغیر
 کسی شرم و حیا کے بیان کیے جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ بزرگوں کا اپنے بچوں اور خرد و دل کا اپنے بزرگوں
 کے سامنے بھی ان جیسا سوز حرکات کو مذموم نہیں سمجھا جاتا۔

ایسے شعرا کے بعد وہ چاند و نگار راہ باب نظم پیدا ہوئے جنکے دلوں میں مرثیہ گوئی کا شوق پیدا ہوا
 کیونکہ یہ صنف ایسی جامع اور وسیع تھی جس کے ذریعہ سے اُن کو جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کا
 موقع مل سکتا تھا۔ اور طبائع شعرا کے اشہب خیال کو بہت بڑی جلا نکادہ بے سرا سکتی تھی اور اُن کے
 کلام سے انسان ہر قسم کے مضامین کا طعم اٹھا سکتا تھا۔ مثلاً حمد و ثناء بزرگان دین و خلافت
 مضامین - رزم - سرم - سراپا - ساقی نامہ - مناظر قدرت - صنائع بدائع تشبیہات و مقارنات وغیرہ
 چنانچہ مرثیہ گو شعرا تمام اصناف شاعری اور جذبات روحانیہ و خیالات عالیہ کو مرثیہ - سلام و
 رباعی میں ایسی فصاحت و بلاغت و شستگی، زبان کی پاکیزگی، حسن محاورہ، خوبی بندش
 الفاظ کی دلکشی، اور شاعرانہ لطافت کے ساتھ ختم کر گئے ہیں کہ دنیا کے شعرا میں ان کو ایک

علیٰ یہ خیال عام غزل گو شعرا کی نسبت ہر جن کی ملک میں اکثریت نظر آتی ہے لیکن متقدمین و متاخرین غزل گو شعرا میں
 بعض فرقہ متین اور سنجیدہ طبیعت شاعر بھی پائے جاتے ہیں جنکے کلام میں اکثر ایسے نفیس اور بے بہا اشعار نظر آتے
 ہیں جن میں حسن اخلاق بے ثباتی و دنیا اصلاح تمدن اور تعلیم اخلاق کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور بعض بعض صوفی مزاج
 اہل دل و دل و درخارسی و اُردو شعرا کی غزلیں تو عمدہ عمدہ مضامین، پاکیزہ جذبات روحانی اور
 اعلیٰ خیالات سے سربا پاملو ہیں ایسے غزل گو ہمارے لیے سرمایہ ناز ہیں ۱۲

عظیم انسان اختیار حاصل ہو گیا۔ ان کی رباعیان اور سلاسون کے اکثر اشعار علم اخلاق و تمدن کے لطیف نکات سے معمور نظر آتے ہیں۔ یہ خیال ہے کہ شعرا کے تمام کلام میں کوئی ایسی نظم نہیں جس میں مرثیوں کے برابر اخلاقی مضامین کا ذخیرہ موجود ہو۔

واقعات عالم میں معرکہ کر بلا ایک ایسا جالوسز اور جاکھ واقعہ تھا جس کے مقابل میں ہٹائے کسی واقعہ رنج و غم کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ ضرورت تھی کہ ایسے دردناک تاریخی واقعہ کے واسطے نظم سے کام لیا جائے کیونکہ نظم ہی ایک ایسی پُر اثر چیز تھی جو درد انگیز واقعات کا سچا منظر آنکھوں کے سامنے پیش کر دے، تاکہ درد انگیز جذبات پہلے شاعر کے دل میں پیدا ہوں اور اس کے قلب کو متاثر کریں اور پھر اسی دلی جذبہ سے بے اختیار ایسے رقت خیز اور پرورد الفاظ نکلیں جو سامعین کے دلوں کو بھی متاثر کریں اور ہر شعر میں دلی جذبات کا پرتو نظر آئے، اور مرثیہ کا اصلی مقصد یعنی گریہ و بکا جو باعث ثواب آخرت ہے بخوبی حاصل ہو۔

مرزا صاحب کو اس فن خاص میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام مرثیہ گوئیوں سے زیادہ ان کے مرثیہ درد و غم کا مرقع ہوتے ہیں جو مرثیہ کی علت غائی اور اسکا مضمون حقیقی ہے، اسکے علاوہ انھوں نے دوسرے مضامین میں بھی اپنی پُر زور اور مضامین آفرین طبیعت کے وہ جدتیں پیدا کی ہیں جنکو سن کر صاحب ذوق پرورد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے کلام میں سادگی، صفائی اور شستگی نہیں ہے لیکن اس کی وجہ مولانا اشعری صاحب بہت صحیح لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو عربی کے ادب سے خاص محبت تھی اور فارسی کی اعلیٰ تصنیفات ہمیشہ زیر نگاہ رہتی تھیں، اس لیے عربی اور فارسی کی ترکیبوں اور شکوہ کلام نے ان کی شاعری میں ایک خاص طور کی آمد اور آمد کو جگہ دی تھی اور وہ اردو کے لفظوں میں عربی اور فارسی کے بڑے بڑے مطالب لانا چاہتے تھے۔ مرزا صاحب کے کلام سے بے انتہا اعلیٰ مطالب کا اقتباس کیا جاسکتا ہے۔

سادگی کے معنی اور معیار کو مرزا سلطان احمد صاحب کتاب فن شاعری میں لکھتے ہیں کہ "دو شاہ عجم ہمیشہ اعلیٰ مضامین اعلیٰ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں ان کی سادگی ہمیشہ اعلیٰ پایہ پر ہوتی ہے اگرچہ یہ لوگ مضامین کو نہایت سادگی ہی سے بیان کرتے ہیں مگر پھر بھی عامیانه مذاق اور سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں، اور محدود انیال لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ان میں سادگی نہیں ہے۔"

مرزا صاحب کے زمانہ میں جنھوں نے میر صاحب سے پہلے شاعری کے کوچہ میں قدم رکھا تھا

استاد شاعر
کریک

واقعہ
کرلا

مرزا صاحب
درد و غم

مرزا صاحب
کے کلام میں
سادگی و
صفائی

سادگی کے
معنی

مرزا صاحب
کے کلام میں

ذی علم لوگوں کے کانون میں فارسی شعر کی نازک خیالیوں کے مضامین گونج رہے تھے وہ اپنے مذاق کے مطابق سادہ کلام سے لطف اندوز نہ ہوتے تھے اس لیے ان کو زمانہ کارنگ دیکھ کر اسی طرز کو زبانی اختیار کرنا پڑا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب و میر صاحب مرحومین کے زمانہ میں دقیق مضامین کے خالقین اور سلاست پسند طبائع کے لوگ مساوی تعداد میں موجود تھے اور دونوں صاحبوں کے قدر شناس لوگوں کی جماعت یکساں تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں بالکمال بزرگوں کو یکساں شہرت و ناموری حاصل نہ ہوتی، ایک صاحب کے کمالات کی فوقیت و برتری دوسرے صاحب کی فنسلیت و ناموری کو مغلوب کر دیتی، ان میں سے ضرور ایک حریف کا نام گننامی کے پردہ میں چھپ کر رہ جاتا، ملک میں انیس و ستیر کا نام ساتھ ساتھ زبانوں پر جاری نہ رہتا اور آہستہ آہستہ نقادان سخن اس سرگردانی میں مبتلا نہ رہتے کہ ان میں سے ترجیح کا مستنشین کس کو کیا جائے۔

لکھنؤ میں دونوں صاحبوں کے پڑھنے کی ایک خاص مجلس باطل ایک ہی وقت شروع ہوتی تھی سب میں سنا لکھنؤ میں ایک وقت میں صرف ایک ہی صاحب کے کلام کو سن سکتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ دونوں مجلسوں میں یکساں جمع کثیر ہوتا تھا اور نقادان کلام دونوں مجلسوں سے یکساں محفوظ و مسرور ہوتے تھے اور کسی کو سوس نہ ہوتا تھا کہ ایک ہی وقت میں ہونے سے ہم دوسری مجلس میں شریک نہ ہو سکے۔

اگر مرزا صاحب یہ محسوس کرتے کہ آج لکھنؤ میں میر انیس ج کے طرز کے خیر اکثریت ہیں اور انہیں کارنگ زیادہ پسند کیا جاتا ہے تو ان کے واسطے کچھ دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے طرز سے سہٹ کر صاحب کا طرز اختیار کر لیتے کیونکہ وہ اسی لکھنؤ کے رہنے والے تھے، درہن آنگھیں کھولیں و دین زبان کھولی لکھنؤ کی اسی یکساںی زبان اور محاورات کے جاننے والے سمجھنے والے اور بولنے والے تھے۔ اگر انھوں نے ایک شکل اور ذوق طرز میں کمال حاصل کر کے ایجاد مضامین کے دریا بہا دیے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک نسبتہ سہل طرز میں اپنی شہرت کا ڈنک نہ بجا دیتے۔ اگر شعاع کو خزانے موزون طبیعت دی ہے اور کمال فن حاصل ہے تو صرف شیخ اور پہلو بدلنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا عام مذاق اور ملک کے عام برجان طبائع کو دیکھ کر استادی منظمی مرزا اوج صاحب مرحوم اور کرمی مرزا علی صاحب بہت کچھ مرزا صاحب مرحوم کے رنگ سے الگ ہو گئے اور دونوں صاحبوں کے کلام میں انیسیت کارنگ غالب نظر آتا ہے۔

باوجود اس کے مرزا صاحب نے جہاں سادگی و صفائی یہ توجہ دی ہے وہاں اس طرز میں بھی اظہار اپنے کمال کا بخوبی اظہار کر دیا ہے جسکی بیشمار مثالیں میں نے اپنی کتاب امیران میں درج کی ہیں اور

مرزا صاحب
میر صاحب
کی زبان
کمال بخوبی
کی دلیل

دوسری
دلیل

مرزا صاحب
ایہ طرز
کیوں نہیں
جھوٹا

مرزا صاحب
بیشمار
کلام

یہ اُن کی قادر الکلامی کی دلیل ہے کہ وہ کسی طرز میں لکھنے سے عاجز و مجبور نہ تھے۔

مرزا صاحب کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُن کے ہاں دونوں طرز کا کلام موجود ہے باریک اور دقیق مضامین سے اہل علم اور صاحبانِ فضل و کمال اور دقیق النظر لوگ متمتع ہوتے ہیں اور سادہ و صاف کلام سادگی و صفائی پسند سامعین کو محظوظ کرتا ہے۔ رقت خیز اور دروانگیر مضامین جو مرثیہ کی علت غائی ہے اُن کو سن کر اہل مجلس بیتاب ہو جاتے ہیں اور کثرتِ گریہ و بکا سے مجالس میں قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سوزِ خوانی میں تمام شہروں اور قصبات میں مرزا صاحب ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ خصوصاً زندانِ شام اور ہند کے حالات میں تو انھوں نے اس کثرت سے اور ایسے درد و سوز کے پیرایہ میں مرثیے لکھے ہیں جن کا ستار نہیں۔

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے خاندان میں صرف اُن کی ذات و ہند نے شعر گوئی کے کوچہ میں قدم رکھا، اُن کے خاندان یا قریبی اباد اجداد میں کوئی شاعر نہ تھا کہ گھر میں شعروں کا چرچا نظر آتا اور بزرگوں کے کلام اور اُن کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا، بالائیمہ انھوں نے صرف اپنی جودتِ طبع کے زور سے وہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ میر صاحب مرحوم کی طرح جو خاندانی شاعر تھے، آج بھی مرثیہ گوئی کے رکن رکین مانے جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی شاعری سے ملک کو یہ فائدہ پہونچا کہ اُنکے کلام سے مضامین کا ذخیرہ شعرا کو

میتا ہو گیا جس میں تغیر و تبدل اور اختصار و اضافہ کر کے شعر سیکھ کر مرثیے نظم کر سکتے ہیں

مرزا صاحب کے کلام سے روز بروز کم و کجی کے اسباب غالباً یہ ہیں کہ اُنکے زمانہ کے بعد

ذی علم اور اہل فضل لوگوں کی جاست اور اسرارِ جہان کے قدر دان، لوگ رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور

پھر ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ایسے ادق مضامین کا سمجھنا ہی سہی اور قابلیت سے باہر ہوتا گیا۔ چونکہ

مرزا صاحب کا زیادہ کلام ایسا ہی ہے جو شاعرانہ نکات و دعوامض سے بھرپور ہے، وہی زیادہ تر

اُن کے کانون میں پڑتا رہا اسلئے وہ باقی سادہ اور صاف کلام سے جو نسبت اُن کے ہاں کم ہے

دست بردار اور بدھن ہو گئے اور غلطی سے یہ اعتقاد دونوں میں قائم ہو گیا کہ اُن کے ہاں سادہ اور

سلیس کلام نہیں ہے حالانکہ یہ خیال و اقیقت سے بہت بعید ہے۔

مرزا صاحب کے کلام سے دن بدن کم و کجی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گوئیوں کے

زیادہ اُن کا کلام حمایتِ غلط ہے اور اکثر مرثیوں میں دوسرے معمولی شعرا کا کلام خلوط ہو گیا ہے

جس نے تمام مرثیہ گوئیوں کو مقابلِ اعتراض بنا دیا ہے۔ اُن کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ وہ

ضمیمہ
کلام
صاحب

دوسری
ضمیمہ

مرزا صاحب
مضامین کا
ذخیرہ

مرزا
کے کلام
کم و کجی
اسباب

دوسری
سبب

اس خرابی کو رفع کرتے اور مریضوں کو اصل سے مقابلہ کر کے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کراتے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی، کیونکہ اصل مریضے اُن کے قابو میں تھے اور وہ خود یا اُن کے معتقدوں اور شاگردوں کا گردہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کر دینے کی استطاعت رکھتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اُنھوں نے کبھی اپنے اس فرض کو محسوس نہیں کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف - اپنی ترقی و شہرت - اور اپنے لیے داد و تحسین حاصل کرنے پر محدود رکھی اور اپنے بزرگ خاندان کو جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقعت کی بنیاد قائم کی تھی باطل فراموش کر گئے۔ میر انیس صاحب مرحوم کا کلام بھی تھوڑا بہت اس خرابی سے خالی نہیں ہے لیکن چند ہر روان و شائقین کلام مرحوم نے اس کی تصحیح پر توجہ کر کے اسکا صحیح ادیشن طبع کرایا ہے۔ یہ حضرات ٹاک کے بجد غاریہ کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ فعل نہایت داد و تحسین کے قابل ہے۔ ضرورت تھی کہ میر انیس کی طرح اُن کے ہم عصر مرزا صاحب مرحوم کا کلام بھی صحت کے ساتھ اصل مریضوں سے مقابلہ کرنے کے بعد طبع کرایا جائے اور جو کلام دوسرے لوگوں کا اُس میں مخلوط ہو گیا ہے اُس کو نکال کر اصل مریضے شائقین کلام کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ اہل مذاق کو مرزا صاحب کے نفیس و نادر کلام سے منظور ہونے کا موقع ملے اور اُن کے کمالات کا اعتقاد دلوں میں قائم ہو۔

آفرین ہے جناب سید مسر فراد حسین صاحب رضوی جنسیر لکھنوی دقاہ اللہ الی وجہ الکمال شاگرد مرزا اوج صاحب مرحوم کے پاکیزہ خیال اور کدوکاوش پرکہ اُنھوں نے اس طرف توجہ فرمائی اور جو فرض خاندان مرزا صاحب مرحوم کا خصوصاً اور مرحوم مغفور کے تمام شاگردوں اور معتقدوں کا عموماً تھا اُس کو ادا کر رہے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

مرحبا کارے عجب کردی جنسیر در بیان خلق باشتی نقطہ

احقر سید نظیر حسن فرق ضدی مہاجری عفا اللہ عنہ
سردار منزل - مہاجری ضلع متھرا
مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۳ء

قطعات تاریخ ترتیب طباعت سبع مثانی از شعر نامی بحساب بجد
 قطعہ تاریخ طبع مثانی از نتیجہ فکر والد محترم جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز
 ارشد تلامذہ جناب مشاق مرحوم و حضرت آج مفقود

اللہ ترا فیض دہیگر کمال	تیرے اخلاق کی ہر فرد ہوئی اہل کمال
تیرے شاگرد بھی استاد نہ ٹھہرے	کوئی ہمپسا یہ عرفی کوئی ہم شان حلال
دستیاب اُن کو ہوئے چودہ مرائی ایسے	ہین جو دنیا سے بدعت میں عدیم بقفال
آب گوہر سے لکھا جائے پیچہ جوہر نظم	سعدی فضل کا الماس ہے چودہ مثقال
بو ترابی نے لکھی یوں صفت آل عبا	نام کو دامن دل میں نہ رہی گرد ملال
کیا عجب ساتی کو ترے یہ کہتے ہوں دیر	جام جم سے کہیں بہتر ہیں مرے جام سفال
مستقل ہے ہی دنیا میں کمال انسان	از سر نو ہو جسے عود ہنگام زوال
کیا کون اسکے سوا تھی مدد صاحب عصر	کہ رہا ایک ہی سا اضی مستقبل حال
کیون دم نظم نہ میں عرش کے تارے توڑوں	آج و مشاق سے حاصل ہو جو علاج کمال
نادیہ سبد فیاض کی فیاضی پر	بجگو سب کچھ وہ عطا کرنا ہے بے قصد وال
خود ستائی کی یہ اچھی نہیں عادت اعجاز	وہ لکھو صریح تاریخ جو ہو سحر حلال

کیون نہ ہوا اہل سخن کے لیے دستور عمل

ہے پے چارہ وہ معصوم یہ قانون خیال

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید ممتاز حسین تھیر غریب صاحب (پہلے اکبر خمیر)

شکوہ شکر مرتب ہوئی اک ایسی کتاب جس کا ہر منیہ دنیا میں ہے ہمیشہ و نظیر
 نام بھی سبع مثانی رکھا اے صل علی شان میں جاوہ معصوم کی جو ہے تحریر

سن ترتیب یہ مکتب میں لکھا میں نے بقدر

چودہ نایاب ہیں مکتوب دبستان دبیر
 ۱۳۴۸ھ

قطعة تاریخ ترتیب سبع مثانی مصنفہ برادر عزیز سید واجد حسین مطہر سلمہ

علامت بخش ہے سبع مثانی اے تعالیٰ اللہ ہوا قند مکرر ذائقہ شیرین زبانوں کا
سن ترتیب لکھوئے مطہر اس وقت قم ایسا فزون ہو حسن ظن دنیائیں جس سے بدگمان کا

خدا کی شان ہے اس دور میں اہل نظر کہیں

زمین شاعری پر دور پروردہ آسمانوں کا (الف مدد کے دو عدد پے لگائے ہیں)

قطعة تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید احمد حسین نصیر عرف محمد حسن سلمہ (پسر صغیر خیر)

بند آوازندہ نقارہ شہرت ہے دنیائیں تعالیٰ اللہ شان دبیر و اصنف حیدر
نہا بخشے خدا بخشے دبیر و اصنف کامل کو کیا ہے مر کے بھی احیائے ذکر آل پیغمبر

نصیر اب میں سن پاکیزہ ترتیب لکھتا ہوں

منتر ہے یہ برج چارہ معصوم کا دفتر

قطعة تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر بلند جناب سید اکبر مدی صاحب قبلہ

متخلص بہ تسلیم رئیس جبرول شاگرد رشید حضرت اوج مرحوم

سہ فرزند است خدمتش بخدا اے زہی سہی و غلطام خیر

نظم استوار حیات دہی زندہ باش لے جوان خوش تدبیر

پُرسان جو ہر جمال سخن چون درابر سپاہ ماہ منیر

شدہ مطبوع عام - طبع کلام چون بہ زیور عروس حسن پذیر

منکر تاریخ کرد طبع سلیم

گفت خامہ سبج نظم دبیر

قطعة تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر عالی جناب سید فرست حسین صاحب قبلہ

متخلص بہ فرست رئیس زید پور

شاد تسلیم سخن بود بلسنج دوران حبذا اورج خدا داد زہی شان دبیر

نامور سفید پہ شنا خوانی ادلا در سوال
قدرت خالق کیتا چو دہد گویائی
شد زنا فہمی دنیا بہ کلامش تحریف
سو سے این چند را ئی نظر قدر کنید
لب انصاف جهان ست نماخوان دہر
فرج بگوید کہ منم بندہ احسان دہر
رفت در دست ستم گنج فراوان دہر
گر چہ مقدس تحلیل است نہ سامان دہر
سال طبع ست فراست چین آرا سے رقم
چار دہ روح فستائل نگستان دہر

۱۳۲۹ھ

قطعة تانچ طبع سبع مثالی مصنفہ فقیر سید سرفراز حسین خیر رضوی

کیا وفادار وفا کیش میں تلمیذ دہر
ہے سدا کو شش احوال صفات اموات
ان کی کو شش سے وہ ہاتھ آئی جلا بیٹہ
شکر صد شکر ملے چو لہ مرا فی ایسے
نام بھی سبع مثالی ہے بلاغت آگین
قابل حمد ہے یہ اسم گرامی ایسا
ابتدا فاتحہ سے کیوں نہ کریں اہل خود
عملی دے گئے تسلیم بھی اس کی مروج
دین دو دنیا کے محاسن مری اک ذات میں ہے
اب سن طبع کی کچھ فکر مناسب خیر
ایسے شیدا سے وفا میں کہ فاجن پہ نثار
جمل نیست سمجھتے ہیں یہی خوش اطوار
رنگ سے جبکہ نہ واقف تھا کبھی دست بھگار
جبکہ ہر لفظ سے ہے نظم کے گلشن کی بہار
سات سے سات میں جب کوہ چو لہ کا شمار
حرک اگر ہو تو مصلیٰ کی عبادت بیکار
ہے عبادت مجدا محاسن شاہ ابرار
اسے دبیر سخن آرا تری عادت کے نثار
اس کے امتات میں موجود دلائل ہیں ہر ار
ان محاسن سے نہیں ایک کو تاب انکار

محکو دنیا میں ملی گلشن حنت کی سند
چودہ بھولوں کا یہ گلہ دستہ کیا ہے تیار

۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودہری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی اسپیشل
مجسٹریٹ و ریس مہابن ضلع متھرا ارشد تلامذہ حضرت اوج مرحوم

ذاکر و مداح سبط مصطفیٰ مرزا دبیر جامع علم و فضائل شاعر شیریں زباں

شکر ہے مجموعہ انکے مرثیوں کا چھپ گیا جس کے اک اک شعر کے مداح ہیں نکتہ دل

اے نئے الفاظ و کلمات خوش نظم و بلیغ حجتہ العالی کلام و مرجا حسن بیاں

داد کے قابل ہے یہ فیض خیر ذی شرف دے جزائے خیر ان کو خالق کون مکان

سلک در نظم پاکیزہ - ہے سال طبعی قلم یا صلہ ہر بیت پاکیزہ کا ہے بیت فغان

قطعہ تاریخ از جناب چودہری سید مسعود الحسن صاحب قیس رضوی خلف عالیجناب

چودہری سید نظیر الحسن صاحب فوق ریس مہابن ضلع متھرا

شاعر خوش بیاں جناب دبیر کرد احوال شاہِ بلخ نظم

قیس از ہر سال طبع او گفت پاکیزہ - طرفہ - زیبا نظم

دیگر از جناب مدوح

بچھی ہے اندون نظم دبیر شاعر خوشگو فصاحت اور بلاغت میں کوئی ہنگامہ ثانی

دعا لے قیس ہے اپنی یہ مرغون جان موعی ہے سال طبع اسکا - نیکو زبان لائانی

یہ قطعہات بہت دیر میں موصول ہوئے اسلئے ترتیب سے درج نہ ہو سکے - جبر ۱۲

صرف چند صریح غلطیوں کی تصحیح کیواسطے غلطنامہ سج کیا جاتا ہے

اسکا تعلق محض حصہ نظم سے ہے

صفحہ	بند	صریح	غلط	صحیح
۱	۴	۵	قبضہ میں وہ ملک آئے۔ محکوم خزاں ہو	قبضہ میں وہ ملک آئے جو محکوم خزاں ہو
۷	۲۵	۱	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرابطا	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرابطا
۱۰	۳۸	۳	پیاسے قطر	پیاسے قطر
۱۳	۵۲	۶	ہاں کوئی جانے پائے	ہاں کہیں جانے نہ پائے
				اس صریح کا نسخہ بھی چھپنے سے رہ گیا وہ یہ ہے
۵۶	۸۰	۱	انہوں گھڑی	انگھڑی گھڑی
۷۰	۱۳۳	۳	یہ پانچ مہریں نور و لائے میں جلوہ گر	یہ پانچ مہریں نور دلاستے ہیں جلوہ گر
۷۶	۱۵۷	۳	ناوک نے زباں	ناوک نے زباں
۷۷	۱۵۸	۳	باد تھی	آباد تھی
۸۶	۷	۵	تیار مرے دوست کرد	تیار مرے دوست کرد
۹۰	۲۳	۳	بانویہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشان	بانویہ کہتی ہے مری خاطر تو ہے نشان
۹۱	۲۷	۳	بھائی کسی خبر کی میں کو خبر نہو	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہو
۹۳	۳۲	۶	اور آنکھ اشا سے کیا	اور آنکھ کے اشا سے کیا
۹۷	۵۱	۴	کوفہ ملک و شام بھی	کوفہ ملک و شام بھی
۹۹	۵۹	۴	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی کو پیچھے	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی تو پیچھے
۱۰۸	۹۳	۱	شیردں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بنگال	شیردں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بنگال
۱۱۳	۱۱۳	۲	ہے دوران گلو کے بیاں سے گلے کی بو	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو
"	۱۱۴	۵	عباس کی طرح پر کرم انہی کیجئے	عباس کی طرح سے کرم ان پر کیجئے
"	۱۱۶	۱	زینب کا حرکی لاش پہ ماں کوئی نہیں	زینب کا حرکی لاش پہ ماں کوئی نہیں

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱۱۳	۱۱۶	۶	حراول	ہراول
۱۲۳	۱۵۳	۵	نرمندہ شان سے تراخروانہ ہے	نرمندہ شان سے ترک خسرانہ ہے
۱۳۰	۱۸۲	۳ حاشیہ	سپر اور سہ سپر انجنیس ہے	سپر اور سہ پر انجنیس ہے
۱۳۵	۲۰۳	۳	شیر خدا بھوٹ کھاگئے	شیر خدا چوٹ کھاگئے
۱۴۳	۱	اندازہ	مرثیہ چہارم
۱۴۴	۶	۳	سر سفتے سے اہلبیت	سر کھٹنے سے اہلبیت
۱۶۴	۹۴	۴	وہ گوری گوری باہوں کی ساری گین	وہ گوری گوری باہوں کی ساری گین
۱۹۱	۸۴	//	سقائے سکینہ کے ناخواں کو دیکھو	سقائے بتناخواں کو دیکھو
۱۹۶	۱۰۴	۱	خوش ہو کے عمر	خوش ہو کے عمر انعام
۲۰۱	۱۳۴	۶	سر مردوں زیں	سر مردوں زیں سے
۲۶۹	۹۰	۱	لاکھوں میں وہ بند ہے	لاکھوں میں یہ بند ہے
۳۱۰	۸۸	۶	اللہ سے اک رسول سے	اللہ ایسے اک رسول سے
۳۱۸	۱۱۷	۳	بالکل بھاتھا نہ رہی وہ ناوک جفا	بالکل بھاتھا نہ رہی وہ ناوک تضا
۳۶۵	۳۵	۲	عاشق سہی گر نہ ادب قاعدہ ہلاؤ	عاشق قاعدہ ہلاؤ
۳۶۷	۴۲	۴	اماں نے دو دھڑکشی کے تقاسم سے یہ کہا	اماں نے دو دھڑکشی کے قادم سے یہ کہا
۳۶۷	۴۳	۵	لشکر دو لو کو کچ دو	لشکر دو لو کو کچ دو
۳۷۳	۶۰	۳	ڈوبے ڈر کی چاہ	ڈوبے ڈر کی چاہ
۳۸۳	۱۰۳	۴	سایہ سوائیں	سایہ سوائیں
۳۸۳	۱۰۶	۶	جر جیس بر جیس	جر جیس بر جیس ہو گئے
۴۰۱	۴۱	۱	خیر الانام خیر النساء فاتح حنین	خیر الانام خیر النساء فاتح حنین
۴۰۴	۵۵	۴	مشکوں انگلیاں	مشکوں کے ہوں پنجہ میں جیسو چھ انگلیاں
۴۲۰	۳۱	۵	اسکی خدمت کے صدا ذکر رہا کرتے تھے	اسکی خدمت کے صدا ذکر رہا کرتے تھے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۴۲۵	۵۱	۱	ہیں نیز سے آنے کے قربان ابا عبد اللہ	میں تر سے آنے کے قربان ابا عبد اللہ
۴۳۳	۱۸	۳	یہ ذکر تھا جو شافعہ کو نہیں وہاں کئے	یہ ذکر تھا جو شافعہ کو نہیں وہاں کئے
۴۳۵	۲۸	۱	حاضر جو بوئی پیش نظر ہند خوش ایماں	حاضر جو بوئی پیش ہی ہند خوش ایماں
۴۵۰	۸۷	۳	سنٹی ہوں کہ دنیا سے سدا کوئی مظلوم	سنٹی ہیں کہ دنیا سے سدا کوئی مظلوم
۴۵۴	۱۰۴	۲	کیوں شرفا زاد یو تم سب تو ہو بے حال	کیوں لے شرفا زاد یو تم سب تو ہو بے حال
۴۵۸	۱۱۵	۶	سب پیادوں کے سر نیز دیکھی نو کوئی علم ہیں	سب پیادوں کے سر نیز دیکھی نو کوئی علم ہیں
۴۵۹	۲	۲	شیون یہاں حلال ہو حرام ہے	شیون یہاں حلال ہے عسرت حرام ہے
"	۲	۳	گردیاں عرش کا یاں اہتمام ہے	گردیاں عرش کا یاں اہتمام ہے
۴۶۷	۳۳	۳	دیدے کا کلو کو گرہ نصیب بن گیا	دیدے کے کاکلوں کو گرہ نصیب بن گیا
۴۶۹	۴۲	۵	اک شب نماز کے پیچھے جو پڑ گئی	اک شب پڑھ گئی
۴۸۴	۱۰۴	۶	ہاں جب تک کہ دم ہے تم نہ لیجیو	ہاں جب تک کہ دم ہے تم نہ لیجیو
۴۸۷	۱۱۵	۵	کتنی تھیں سب دہائی ہے خیر الام	کتنی تھیں سب دہائی ہے خیر الام

ۛ
 پہاڑ پر غم فرما کر نہ گشت اوٹھالی
 لاس کے شوق کی دوات اُسے نکالی
 نام لگے و بھر سے ہی فز نہ نکالی
 پیمانی کر کے پہاڑ کی نکالی
 اعظم کہ پابند ملازم ہر دلی نکالی
 غم کی پید و نمین تو اس کو نہیں لگتی

ۛ
 کھڑے تو نہ کھڑے شوق کی نانی
 غم کو کہہ دو مجھ میں تھیں تیری زبانی
 نہ تو نے کون کون کی نکالنے کی جانی
 تو میں تھیں کہیں تیرے کچھ نکالیں
 نہیں نہ تیرا تیرا روبرو کی پانی
 لاس کے سارے نے پیرا کی پانی

ۛ
 ناگاہ نہ ہو رہی اٹھانک کو باراں
 کہ کہیت بنا بعد صدوی سمر میراں
 بجلی تھی سنال اب تو پھر تھے پکیراں
 فہم سے اب اس طرح کی گلشال
 ہر اسے تیرے اس نے جو اتان چین پر
 بیان طعن نہ ہو تھا کہ لے نسب تیرا

ۛ
 نہ نہ صفت نہ نہ بونا نہ نہ گشت
 باراں کا جا کر اب بوا بھیسے کہ چوٹ
 لاس کے کہ چوٹ چوٹا اب رہے چوٹ
 نہ چوٹ نہ کہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ
 باراں چین میں بہر سال میں نہ نہ
 نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ

۱۱
 وہ چنن وہ نہر کے کھانا ترس بے تر
 تھا مچن گلستاں کہ حسنیوں کا بیٹا تر
 وہ جن میں یہ ہم کچھ کھائے ہوئے تر
 وہ بوڑھے گلچن کا وہ بہار چنن دہر تر
 پیرانہ تر تھی کہ کہیں چرخ غیاں تھیں
 بہر خیریں وہ پندار تھی عشق میں چن تھیں

۱۲
 وہ شکر شبنم کا ہر بار غیاں آتا
 وہ ہم چرخ کا کہیں آتا کہیں جانا
 تھری کا ادھر ہر دم کے سہم چرانا
 جیل کا ادھر مصحف گل پڑھ کے شانا
 کس رنگ کا مضمون صنایا رکھا ہے
 قدرت کے علم نے تھوڑا کار کھا ہے

۱۳
 بہر چرخ کو قرار دینی جوت میں رومی
 قزو مصفت جوش میں ہے موج معانی
 کہتے ہیں یہ بالائے فلک قطرہ نشانی
 ہاں گلشن کچھ کو پایا کرتے ہیں پانی
 چنی سے بندھی کی طرف رخ ہو گیا ہو
 پہاڑی گلستاں کے تہائے کو اٹھا ہو

۱۴
 سر میں جو غمزدوں میں کرئی گویا
 ہزارا کیوں بہار اپنے گلے کا کرے ہر بار
 یہ بہر بیماری ہو زبں درجست غفارا
 صلیب گیا ہر نامہ اعمال آگہارا
 لیکن نہ بیاہی دل آقا کی چھوٹی
 افست نہ ہویدیم اطمینان کی چھوٹی

۵۱۳
 جو علم گلشن گلزار جہاں ہے
 کہ چون قافلہ تم میرے دال ہے
 کہ نہیں بہارا اور درویشی نہیں خزان ہے
 وہاں غنیمتیں بلیاں نہ اگر کی مثال ہے
 چلیں بڑھ چوں کہیں نہ تیرا کی قافل
 اس فاضل کا جو وہ نہیں نہیں تیرا کی قافل

۵۱۴
 کہ نہیں بہارا آئی شغلیاں تیرے ہیں پیارا
 کیا قافلہ غنیمت کا کہ گڑھ گیا آزار
 کہ گھایا نسخہ تیرے فراق شہ ابرار
 وہاں تیرے کمالان جو بیاں سوں آتا
 کہ تو تیرے چاقاں میں تیرے تیری سیار
 بہ شمع بیاں تیرے تیری تیری سیار

۵۱۵
 وہاں تیرے ہیں کچھ نہ تیرے ہیں کچھ نہ
 یان قافلہ غنیمت کو جو عبثی ہے پیر
 کہ نہیں مسافر تیرے تیرے ہیں غنیمت
 یہاں بھی بھاگتے تیرے تیرے ہیں غنیمت
 دن غنیمت بیاں سر اطفال کہیں
 کہ تیرے بوجھ قافلہ کہیں کہیں

۵۱۶
 دیکھو کہ کوئی افسانہ کی نظر من خدا را
 بچہ کوئی جھوٹے ہے مگر تیرے خدا را
 منور سے عبداں تو تیرے خدا را
 منور سے کہ تیرے خدا را
 منور سے کہ تیرے خدا را
 منور سے کہ تیرے خدا را

گھنچیں یہ کھوئیوں نے نہ شکر ہوا
 گزری ہے چنگا ہ شہر والا ہے یہ تم
 قاصد ملک الموت ہے خط ہر خط قریب
 صغرت سے جبر ہر کچا ہے حب میں شیر
 دیتی ہے پیچھے سے دراقا لہر د گم تر پتہ
 دہ بندوں کے رونے کو بصیرت پہنچاتی
 اسے لال مرے ہیں جسے ہمراہ چوگان
 خوش اگر کیا ہے تم کوینا کو تھارس
 بالین حد اس کے چکاڑا و نہیں پیا
 رخصت چکر صوفائے تم درنہ ہوا
 چلے تم نہیں اسے کچھ بواب پر سے ہونے
 رو کے گئی تم کو کہ رخصت کی یہ ہے
 اس مان نہ بھی تھوڑے شے کی ہے
 اور پوہنی کے بوسے پروالہ
 کیا سنتے ہیں اس تم کو یہ کہتی ہیں ہمارا
 ہو تو شہین ام کہ تم میں آیا ہے بابا
 بہنو شو اگر کی بھی فواید یہ پیا
 ہوا لہر اس کے تھوڑے تھوڑے چاہنے کو
 شیر مر اس کے نہ بخت ہے ورنہ

۱۲۱
 دور سے دیکھنے کا زمانہ اگر مسلم
 نہ تار سے رو قلم کا چاڑھی ہے ہم
 سر نیچے کو جاتا ہوں گے انکار کی قلم
 بیت سے آئی خدا حافظ و نامہ
 رو کوں تو شفاعت کی نہ پوچھو
 وان جانے پوچھو کہ میں کیا کرتا

۱۲۲
 شہر میں عبادت کو چھوڑ کر
 بہتوں کو اٹھا کر کہا بابر
 اس قلم کی جو نور اس نور کا صف
 دل اپنا رہا کہ دردت سے ہم
 اس کی بری چو کوئی نظر آئے
 نہ کھوں سے مگر اٹھ سے کوئی نظر آئے

۱۲۳
 درکار نہیں کچھ جو کہاں کا مسرور
 بلکہ از سر در باریں آؤں یہ دریاں
 دینے کے کچھ کچھ نہ لوں مسرور
 میں ہی اٹھوں کہ اٹھا دینا کچھ
 حیرت مری لا شے ہم سارے
 علمیں ہیں تیری ہی بندہ کا فن ہو

۱۲۴
 شہر میں جانے تو تم اچانک اپنے
 ہمارے ہی کلمہ کو یوں کہو کھلائے
 بیت سے مری میں کی کہ نہ بولا
 نہیں نہ اور تیری میں پڑھی جائے
 تاہم ترے عشق کی تیرے ہوتے ہو
 پیچھے ہو خاک کچھ تو خاک شہر ہو

مقتول ابو اظہار برسِ حکمِ امیر
 پڑیں نہ کروں تشِ عیاں لال کی جا
 رشادِ کینہ جو دیکھے اسے مری مولانا
 بن بابا کی پٹی کو نہ ماروں میں طمانچہ
 گوتم کا ذرہ مرے دلدار پر اٹھے
 پہ پہا تھ نہ تیرا کی پہا پر اٹھے

پہن نین کہتا نہ واسطہ نہ تیر
 پر تشِ نہ تو پہا تھت میرا کی بابا
 پہنے ام ایچا دو تو میں ہوں جو گم پیر
 چکن نہ تھے کسی عیب کو پیچیم
 اس پہا میرا تو پہا کیسے چاہی بھیت
 چکن نہ زبان بند نہ اُڑت کی دھات

کوچن کو روڑا دیا مولیٰ کی دھات
 سرین کی قبریں عجوبہ نہ ان
 مقبول وہاؤں کو کیا رب بڈا نہ
 چلاؤ نہ گئے تربت نہ مرا کہم کہ نہ
 تو میرا کو بے غوی ما تو میرا جا کے
 روڑے لگ کر ان کے تو میرا جا کے

جب سیمہ اٹھاتے تھے تو میرا
 اوقت نہ امی تھی پہا تو میرا
 روڑے کے چیمین زرا پٹی رہی زہرا
 کجہ کو پیر میرا چاہی نہ دیا
 پیو چاہا تھا پہا میرا چاہی نہ دیا
 سب نہ تروں میں قاصد کہم کہم کہم

۱۲۷
موت مٹی کی جیب کی جو بند نہ ہو اور پرال

داخل ہوئے کہ بیویں قوی چاہا مہربان
بیچا خطوطا اسے لکھ کر غیب میں لے دیاں
فرمان لکھ لکھ چلیں سے شہر و نشان
ادب بہت مرقوم دیندہ اسے بہت مشتاق
ہماقت نے کہا تم کی تو راہ ہر مشتاق

۱۲۸

ہر خاصہ کو غیب کی طرف کی پیشانیہ
سما کھینچیں پائی کھیلنے والے دیندہ سربراہ
حضرت نے کہا کہ تو خالق انبیاء کی گما
کافروں پہ لکھے ہاتھ وہ بولے کہ نہ وہ لکھ
حضرت نے کہا خیر و غائب کہ نہ قاف
کو نہ ہی میں بن باب کا پیش گوئی

۱۲۹

چراغِ دیدہ کہ نہ مقامِ اہل کفر و شہ
کچھ شور و فاق سے کیا کھینچا کہ آہ
کھوئی نام میں ہو مٹی قوافل الہ
نعم کو نیابت کا دیا میرے جہاد جہاد
تعبیں رسولوں کے برابر ہوئے اس
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۳۰

خدا پیغمبر سے کہا شہنشاہ کہ جہاد
مژدہ چھوٹا کیا ہے بلکہ ہاتھ اٹھاؤ
اُمت کی ہیں گمراہ نہ ہو کہ مہربان
یقین کہ وہ سال پروردگار کی تبار
بہارِ جمالی لازم ہو میرا دودھ مٹھی
تم سب بہت سے چلو تیرے ہیں ابھی

۵۳۲
 کہ جسے علی الاطلاق ناسب حبیبہ
 ہمراہ ہوئے ان کے دوستوں نے فرمایا کہ
 سہیل سے ثابت تھا قرآن ہم افور
 علم نے باجوت لئے ساتھ اپنے دو ہم
 نہ تھے قلم انوش نہ تھے شاہ قلم انوش
 ہرگز تھے قلم انوش کی راہ انوش

۵۳۳
 وارث ہوئے اس بادشاہ شہزادہ جیوں
 جو کہ تھا صاحب قیامت سے دو پتیل
 تھا قلم فقیہ کا بیان عربستان
 اپنے بند جوڑے تھے قلم تھریا بیاں
 حیران قتب رہنا جاتے تھے علم
 لیکن ازہر مقصد نہ کہیں پاتے تھے علم

۵۳۴
 پہنی بہت ان رہبروں نے نہ تھے پتیل
 برہمنوں میں اور نہ مونی معنی نہ پتیل
 تھی ایک دال بہنا تھا ایک کا دریا
 جیسے تھے قدم تپ رہا تھا جادہ صحرا
 جزیرہ ایک قطرہ نہ پانی کا کہیں تھا
 تھا آب جی قوا کہیں پر وہ نہیں تھا

۵۳۵
 کہ جسے ہمراہ عدم آگئے رہبر
 بہت قلم آگئے بھل میں تپ کہ
 پتوں کو آگئے بڑے علم مضطر
 کہ چھپے مارا وہ ہیں پر نہ کہے کہ
 پتوں سے کہلیا ہیں جی ہیں لطف تپ
 وہ دے رہا تھا کہ بے خبر تپ تپ

کیا رسم جان مُرد کو خود جہاں اٹھایا
 بان لاسے دیا عیشِ سخن رو کے نہ پایا
 قلمِ مہرِ انیسِ خاک کے تیر چو لٹایا
 جہاں میں نشانِ گورِ غریباں کا بنایا
 بخشِ تھاپہِ رحم اور جو غیابِ اصرار نے
 بہت اپنی اہلِ آئینِ خبر کی کنج نے

پھر کچھ کس در شاہ کو مہرِ حق میں کھا
 سے شمعِ مہرِ بختِ بے بھروسے
 پیپ سے موسیٰ مجبور نہ ملا پانی کا قطر
 آغا ز یہ سب دیکھ کے انجامِ سفر کا
 بندے کو مُنکاتِ آپ کی یہی باتیں
 حق پرست بھی قدمِ کج سے باز نہ لگائیں

دیکھا یہ علمِ غیمہ و نہ نہ بجلادِ عیش
 رو کر کہا اب کوئی تیرا کیا ہے
 عباس نے کئی عرفِ مشائخِ عالم
 مہرِ دیرِ خاتمِ عبادت نہ دیا
 کہ کھیرِ کچھ پوچھو چاہنے پیلا تم آتا ہے میرا
 زائب نہیں آتا ہے غلامِ سدا بہارِ ام

شوہرِ بے باکی سے نہ تم توڑ دیا کہ
 دہویں کو عمر کی حیدرانی بے قرار
 سلم کو کھانا صحر میں جانِ بزار
 پیاں کرنے سے تبدیل نہیں ہو کا مقدار
 جاں ایک جو موت ایک خدایک جو بھلائی
 اسے کہتے تو یہ نفر نیک بے باکی

۵۲۱

فرمان دہ کوئیں کا پوچھا جو یہ فرمان
علم طرنت کو فوجیہ حتم دشادان
وارد ہو کر اور اکوفتین وہ صاحب بلال
مہمانی برسلیم کا پوچھا اشریں سالان
افسوس غریب چھٹین این علی کی
آن لہن لہی ضیافت نہ ہوئی سب طرنتی کی

۵۲۲

کوئیں کی شہنشاہیہ
کے شہزادہ علم علی گشت آیا
کے شہزادہ علم علی گشت آیا
بخشش کی ملیا کہ یہ راہ بر آیا
بہ چھٹین بلال پوچھا چھٹین چھٹین
لہ چھٹین لہ چھٹین لہ چھٹین

۵۲۳

ہر بلوین شتاق یہ کتب تھے دوز
کے بلوین شتاق یہ کتب تھے دوز
امد کہ وہ کتب تھے دوز
فوتے تھے علم ادا نہیں آیا ہی
تم نہیں محبت ہو پاپا تپیں مول
پتوں کو لہی ہمارے اتے ہیں مول

۵۲۴

اب کھٹے ہیں یوں واقف سب چاہ
پچھیں ہزار آئے تھے بہتیں کہ ناچاہ
نازل ہوا دواں غش بلا ابن زیاد
نہز پوچھا زمر میں یہ خطبہ حب شاہ
یان سید ہون شہرت ہی بہت کہ نہت
علم نہیں یں شہرت کہ علم کلم کلم

۱۔ کہتا تھا مریم کو اچھا ہے میں تو نکلا
 کوئی کیا شے ایسی وقت کروں گا
 یہ کہتا تھا مریم کو نکلا پہ مریم کہ نہ دوں گا
 اس پر افسوس نہ ہوا میں تو نکلا
 بہتر مریم کہ توں کو نکلا ہے لازم
 افسوس نہ ہے مجھے افسوس لازم
 جب پوچھا تو وہ یہ کہ تو تھا فرید
 یا احمد فرید اور شے پکارا پیر
 شاہد تھیں نہ نہ کہ مریم کی پھر نہیں تھیں
 افسوس میں تھا رومی نہ تھے تو تو تو
 آئی تھی نہ کہ مجھ کو اچھا ہے تو تو تو
 ہم چھین پاک پیہم غم و تسکین
 ۲۔ غم نہ بھی میں لیا بضول کی زبان
 جز خفا نہ بانی نہ پناہ آہ پناہ
 ہم نے تو یہ دیاں کا مانا گنج نہ ہانی
 دربار میں حاکم کہ جوتو گمان
 بہر جوں نہ زخم اس شرف لاؤ تھکا
 دس کی موت ملہم کہ پناہ
 ۳۔ مریم کو وہ سب گنگنا
 زندہ ابھی جوتو گنگناں کی موت تو دور
 شہنشاہ کا اگر میرا شہنشاہ مریم کا شہنشاہ
 مریم کا شہنشاہ ہے پناہ مریم کا شہنشاہ
 مریم کی موت اس شرف کی موت
 ۴۔

کہ غم میں جو پیر ہے
 کہ شہر سے کہے بلبلوں کے ہر دم
 چوں کہ سب کی غربت میں جا رہا ہے ہر دم
 صد غموں سے بھرا ہے قضا ہو گئے ہر دم
 ہر روز مسافر کے لئے درباری تھی
 ہر شاہ کو عمر گئی پیر اب نہ عمری تھی

وہ شہر پر گرفتہ تلام و شہر تار
 جو کہیں جاہیں و غم و درد و پوار
 بگشتہ ہیں و فکر و غم و بازار
 پڑتا تھا وہیں شہر میں بیکر و بیچار
 پیچھے کی تھیں کہ وہاں کچھ ہم بیکر تھی
 اک سو پہ نہانے کی بات پڑی تھی

دل میں سے غم غلے سے نہیں بچتا
 یادوں کی لہر میں سیر کر پھرتا
 قلم کی کہان میں شاد و غم و تیر و دور
 بزم شب تا یک میں ہنوم و چو تیر
 پڑ دیکھیں تو زور کین ایک کہیں تھی

یار طبع زباں باغ و عطا ہوں میں جان
 وہ اندازہ کہ علم و نشان و دلخیزیاں
 گونجیں ان کھوں کی دھنچے جان
 جو علم و پیر و دلچاپین غم و ہر حال
 علم و نشان کا غم و ظالم کو بہت ہاں
 پوچھا ہوں یوں فکر نہ علم و ہر حال

۲۵۵

اک دوست جو ہماری تھلاؤ پر قید ہو غمخوار
 چلو گھر میں نہ رہے کھاؤ کوئی امداد ار
 فاقہ من سے جو غمخوار تھی قدم کو دم افکار
 چلے سے یہ کہتے تھے کہ یہاں عیش و کمار
 ہمارے چوہیں غل تھا کوئی غیر نہیں پائے
 ہمارے چوہے کھانے کو کوئی جانے نہ پائے

۲۵۶

وارد ہونا نگاہ در علم و سر پر ششدر
 بین کجی کجی کر سدا بین تھی وہ در پر
 حضرت نے کہا خشتِ نریاں اپنی دکھا
 نہ پڑے پوجا ملے اک اپنی کا علم
 احسان اگر ادا نہ ہو دیکھو کجی کجی
 پہنی دے سے تھے ساتی کو تو کجی کجی

۲۵۷

گھر گئی اور جامِ لبالب دیا لا کر
 حضرت نے پیہر پیہر کے درد نے کے پور
 چلو گئے کہ وہ رکھ کے جو ہاں آئی کو
 دیکھا کہ اپنی پیہر پیہر کے درد نے کے پور
 دل میں کہا اس شہر میں یہ گھر نہیں رکھتا
 ہمارے علم غم کوئی یاد نہیں رکھتا

۲۵۸

ان کو کھانا نہ دے کہیں تیرس
 بے بی چا پانی مرے درد نے کے پور
 تو کجی کجی نہ کہیں کیا فتنہ ہے بربا
 جاکھ میں تو درد نے ناموس آئے پور
 اس وقت میں ہر اک کے کنا وہی بھلاو
 نہ کہی نہ کہی نہ کہی نہ کہی نہ کہی

اُٹھ جاؤ لوگو عورت کا ہر غم کی بار
 غم کی ہر رات مگر کہ اب حلافت ہے
 یہ شہید بی بی بھی ہیں کیا نہیں دنیا چار
 دوزخ سے پہلے جانیں کوئی رات دوزخ دار
 اس رات کی رات اور تباہی اُمّ اُٹھائیں
 نانا سے کہوں ہیں جنت میں بلائیں

۱۔ اے لوگو! کہتے ہو کہ ہم نے اللہ کو پہچان لیا
 لیکن اس کے احکام کو نہیں مانا۔
 میں اپنے آپ کو اللہ کا پیغمبر دیکھ
 نہیں رہا۔ یہ تو بے شک ہے کہ میں نے تم کو اللہ کا
 پیغمبر اور اس کے احکام سے نہیں جدا کیا۔ میں
 نہ تم کو اللہ کی طرف سے کوئی نیا کتاب دے سکتا
 ہوں نہ تم کو اللہ کی طرف سے کوئی نیا رسول بھیج
 سکتا ہوں۔

حق
 ختم نبوت کی طرف سے جو کہ وہ تمام اگلا
 ختم نبوت کے خلاف ہیں اے بندہ ادھر
 وہ وہ بولی تو کیا آیا تھا سلم کی کہ ہم راہ
 ختم کے کہاد وہ وطن اور وہ یہاں ہوں
 سلم جسے کہتے ہیں وہ بچا وہ یہاں ہوں

۱۴۴
 اہل حق کو بڑھا کر یہ پکاری وہ خوشیاں
 تو تائب و تائب سے تیں ترے قربان
 لے موت کے وہاں تو مے گھڑی پور وہاں
 کہ ادا قبول اس کی خاطر یہ احسان
 علم کو تو مجھ بادی اس الٰہی فنا
 مختلف سے فردوس کا خزانہ فنا

۱۲۷
 کھلے پیرات قتی ذرا کجی یہ آہ
 سہم کن فن دھوئے مہل کیا لگا
 سر سجدہ میں لب ز کزین اور دل کھلوا
 جب اتنی قتی طوع تو یہ وہ کہتا تھا بچا
 تو وہ کن بھر کے تھے دیر کہین گے
 کلام نہ کہ تو اب اتنی ہی عمر کچھ بچ گئے

۱۲۸
 ہم کو عمر نہ تیرا کرے پائے
 کی خواہی نہ کہیں لکھ بار نہ کرے چائے
 کھٹکتی قتی کہ عالم کو تیرا نہ تیرے چائے
 علم سہم میں سب کوئی جا بجا پڑ جائے
 دی اس نہ زرافون کم باندہ کہ گئے
 ہاں صبح نہیں ہوا تو کس علم کمر گئے

۱۲۹
 شاکر کی اور توئی فنا طوع پیر ہاں
 سہم نے یہاں جائے ناز و نبی اٹھائی
 ہشتائیوں کو طوع نہ آواز شنائی
 کہاں مرا مرے کو جاتا ہے دودھائی
 کلام کلام کیا مہاں کی خاطر
 چو کہ وہ میرا بوندہ سب اک جان کی خاطر

۱۳۰
 تو شب کے سنا کر کی دودھ کرے کو آہ
 اس کو نہ غیب میں کہ بھٹکے چکا
 تو ان کو دودھ میں تو بڑی کجی کھلا
 یہ کہ ہم کو بھولتا ہے شاکر کو شام
 یہ عید کہ راہ بھلائی کا خلف ہے
 ہم اس کجی کہ ہے میرے بھائی غیب

۵۶۵
 در پیکر کیوں ابن زبیر کا گستاخ کیا
 کہ مٹی نہیں لو دہی عالم سہی اچھا
 کچھ نہیں شہرت نہیں پھر بغض یہ کیا
 ہمیت بھی تو پیچا رہ کہی سے نہیں تیرا
 کہیں دوش کو بے آئین ہیں اچھے
 پچھو چوہم اب جو کہیں قائم ہے پر اچھے

۵۶۶
 پھر نظام کیا، نظم کا دامال
 کہتی تھی نہ خجائیں ترسے تیرے قریب
 حکم کو کہیں دے دو گئی جو اب اسے حکم چال
 نوٹری نہیں زہر کی تو حق تو یہ ہے حال
 وہاں مرے گم سے نکلی کہ ہو مرے گا
 تو اس سے مجھے شکرین شکر مندہ کہے گا

۵۶۷
 سلم نے کہا صاف منجبت اولیں تیرا
 تو انکی سب سے بڑی تو رقعات سے پہنچا ہوا
 پھر حرمیان میں بیٹھیں کہ یہ رو کر لگے کیا
 پیر کیسی پو پیا بنے غدا کو تمہیں نہیں
 نام کہ یہاں بے نشان دے رہیں گے
 کہ کشت کے بدلے پیار دے دے رہیں گے

۵۶۸
 تھا تو ابھی ناپی فک پرست
 پھر وہ جو نظم نے کیا زیں کا دامن
 اب خبر الہام سے ہو تا سب بیروشن
 و اگر تری تا میوہ کو شادی نہیں
 واجب مجھے پیچ کرے ناب کا ادب بھی
 نظم کا مہر ہو کہے تو عجیب

۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰۰
اگر وہی تیرا رفیق ہے

۱۰۱
بہ فرقت جلسہ ہے

۱۰۲
کے ہر خیال کی

۱۰۳
تو نہیں میں

۱۰۴
تو کیا ہو

۱۰۵
چاہے تو

۱۰۶
میں نہیں ہوا

۱۰۷
میں تو ہے

۱۰۸
میں تو ہے

۱۰۹
میں تو ہے

۱۱۰
میں تو ہے

۱۱۱
میں تو ہے

۱۱۲
میں تو ہے

۱۱۳
میں تو ہے

۱۱۴
میں تو ہے

۱۱۵
میں تو ہے

۱۱۶
میں تو ہے

۱۱۷
میں تو ہے

۱۱۸
میں تو ہے

۱۱۹
میں تو ہے

۱۲۰
میں تو ہے

۱۲۱
میں تو ہے

۱۲۲
میں تو ہے

۱۲۳
میں تو ہے

۱۲۴
میں تو ہے

۱۲۵
میں تو ہے

۱۲۶
میں تو ہے

وارثِ فدا کی نین چیں فزہ سے کم
 مژدہ کو جس اہلکار سے کم
 عارف کے قریب ماہِ دروغت سے کم
 انم کو بوزِ اراک سے کم
 دوزل سے غیثی کے کم قلعہ زد ہو
 شمع کو بوجھِ حوصلہ دوزل سے کم ہو

اب چیں چیں کی میں بیان کیا کرتی تیر
 نظائے سے سبیل بودیہ دشمنِ تیر
 یہ پشتِ کمال کی جا کا دمِ شمع
 یہ دینِ عود کے سے بہ مومن کا کم
 بھی بہ نوزِ فتنہ چیں چیں کی
 اک چین سے یہ فتح کی کشتی چیں کی

پشیمانی بُدو کی کیا شال کہیں ہم
 صانع نے کیا بخت بستِ اچھا بخت ہم
 یہ ماہِ دروغت سے کم بہ نیرِ انعام
 بچہ کا نشانِ حنین انم سے نین کم
 انم کو اراک کو جس سے کم تر ہو
 وارث سے پیدا ہے پیدہ ہو کا

بہ نیرِ بیدار بچوں سے بہ پیدار
 یہ بقیہ بیدار کے ہے درست بچا
 بہ نیرِ بچہ اس مردِ ایمار کا بک
 دینا میں دیکھتے ہیں عیب کی کا
 گوشتِ دو لہر چمکی چمکی سے بیک
 ہاتھوں کے کہات ہے یہ بیدار کا ہے

۱۲۱
 اس میں ہے کچھ دل و دشت فقیر ہوا میرا
 بیاد کی تھی پیدین صحت خیرین اصلا
 حسان کو سیکھائی اتنی تھی مجھ تک
 کم کہیں دو علیاں تو رخ کشور زریب
 سالن ترقی کے دو دوبرونے دئے ہیں
 دو فرما ہوں چودو بلبل ہاں یہ کہتے ہیں

۱۲۲
 بالین دو ابرو بہ عیاں تھی اطر
 دو قبوں میں پیدا ہے شمع لعل پیچھا
 جہود کوئی شمع ہے بوجہ تھی اف
 اس شمع سے روشن ہے وہ سخن کم
 بالائے بوزیر ہیں اس کا گھر رست
 بہ پوچھ پھارم اب تو ملامت ہے کم
 نسخہ ہے شمع کو ہر گناہ ہے حیدر

۱۲۳
 آواز کے تھے کچھ تھی کا نظر را
 گویا تو غراب ازاں کا ہوا را
 دن ابرو سے زریب ہے تعین کا کلارا
 ان غروں سے برب مز ازاں کل گیا را
 جو بعد تھی نام ہے سب کے وہی کا
 وہ فون تھی کا ہے تو عین علی کا

۱۲۴
 یہ سب تو عبارت ہے سمانی آؤں ملنا
 صانع نے جو یہ دے کہ تباہی کیا تیار
 انگشت در کی کھوپڑی پر ہم کبار
 دریافت کرے تاکہ صفائی کے وہ ہمار
 وہ سن ہیں جلالت کہ تباہی نہیں ملتی
 صانع سے اب انگشت اٹھائی نہیں ملتی

پیغمبروں کی پوجہ کیلئے
 مگر کئی شاعر گوشت کھاتے تھے
 مگر نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے

اگرچہ نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے

نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے

نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے
 نبی کی پوجہ کیلئے

بہ گھر وندناں کا تو خوشک میں شہرا
موتی ہیں یہ اس کے کہ جو سہ نور کا دریا
سب جو پیش آپ بید در داناں مصفا
پرو کس اودہم سے جاوے عافیت پہنچا
دُر جہ دہم تانگت تو غائب ہر غلٹ
پونگن کے پوٹیں گہر سرب نہ اوجھڑے

اب چار و زخراں کا سنو تازہ بیان دہ
یوسف کی طرح نظر کو بیان کی جا چاہ
حاشا کہ جو کون چہ نیم جو ان اسے دیکھ
یہ چہ سہ قطرہ سہ کج کردہ پیادہ
بہ کوزہ نیم میں پوش اس کی ولا کا
ارہم کین غلٹیں ہے شورش کا

پینے کو کھون سہم اب دُر غلطان
بہ نہ سے بل نہ یہ کم شہم ایساں
رشتے ہیں قبائک کہ عیاں موم و عرفاں
ظاہر و سبب از مخفی اسپیں ہیں پناں
اکا کہ نہ کسی بندہ آگاہ سے پوچھو
یہ غیب کے اسرار ہیں اللہ سے پوچھو

ناراں شک صاف پوئوں نات نمایاں
کہ کہ نیم پو کہ کہ سہ کس دُر غلطان
بنا زب کتب درست ملک قطرہ زنیساں
یا نیم جو جنت سب جنت ہیں لئے رفقاں
رنگ اسکا زلالا سب کہ صفت اس کی
بندہ ہی کو کہ وصف یہ قدرت سہ خدائی

۵۹۱
 اگر کشت اثار است جویندین کی پیرا
 ز اندر کمر و کلاه کمر و کلاه
 بر آتش و کمر و کلاه کمر و کلاه
 یا صفت ایمان کا جب شیرازہ اجڑا
 تم کھینک کر دیکھو تو غم کسان پر
 تم کھینک کر دیکھو تو غم کسان پر
 تم کھینک کر دیکھو تو غم کسان پر

۵۹۲
 قد کو نہ کہوں مگر گلستان کے برابر
 یہ ہم سب بخشید دیوں کے برابر
 علم غمزدان علیان کے برابر
 یہ ایک الف ہے بین قرآن کے برابر
 ثابت قدی سے یہ زمین پر کوئی ہے
 قرآن بین جہاں جاب الف ہے کوئی ہے

۵۹۳
 یہ کبھی ہے پند و اندیش کا عالم
 یہ ہے انفال الی بے خبری
 فن کائنات ہے نذر اس کی جو باجم
 یہ دھال کو یہ دوزخہ اٹھتا ہے کم
 یہ بے خبری کو یہ بے خبری کو یہ بے خبری
 یہ کائنات ہے پند و اندیش کا عالم

۵۹۴
 ہر کجی کہ کجی ہے دل پہ پیرا
 یہ تو کجی کو کجی کو کجی کو کجی
 یہ پھول نہیں دے غبار چا پدین کم
 دغ غبی و غافل و غافل و غافل
 دل و صفت کجی کو کجی کو کجی کو کجی
 ان کجی کو کجی کو کجی کو کجی

۱۹۷
گر خجستان کی طرح لاکھ بیاں ہو
نیر سے کی تجلی کا نہ کر شمع بیاں ہو
جس باغبان زمر میں یہ شمع سنال ہو
پروانہ پر خوشتر مر گلہم حسال ہو
ذرا صفت تیرا کس کان و در کس ہے
ناوک شب شہاب اور کمال کی فکرت ہے

۱۹۸
کرتی عبادت کہاں آپ کی گویا
بند تھا ہے دنیا چلیم اسی سے قیامت
خالی گم اس سے ہو بواگوشت دنیا
مرا بدمرشت یہ دیوار ہے غمت
ابو کی کہانی ہیں یہ پوشاں غمت
مرا بدمرشت یہ دیوار ہے غمت

۱۹۹
مخاروہ عباس سے بے تشبیہ و تہذیب
فول مردم آبی کامر آنج سے بھرت
مطافاں اٹھے جا کے بوساں علی یہ ہم کرت
دیر کے بواغ گل نہ پید گل نہ کھرت
مردم بول پڑھتے نہیں گل نہ پڑھت
پچا بواغ اک دار عبا بول کلم کرت

۲۰۰
کیا وصف تو تو بن کا ہر تہ نہیں مضمون
اقبال ہما طالع غنقا عبا بول کلم کرت
بے عجب و تلخ سب مثال دل بچوں
نہوں کی فینیا ابوسے بی تو افروں
ممرت کی جو قسمت ہوئی تو قنقا کلم
بہودہ واکو جئے اک جودہ بول کلم کرت

نحوہ گزشتہ کتب سے اصل طرز گوشت
پیدا بھی نہ پھر ذوق جا بجا ہے ہو

۱۰۱
 شش جہت اس تو سن چالاک کہ شش
 شش جن چوں آگ لڑے کاب ۱۰۲
 شش غیب سنیو دیو تپا میں ہے مضطر
 اک پاؤں جو بار بار تو اک پاؤں جو اندر
 دیکھو دیکھو نہ بھلا نقش و نگار میں ہے
 دنیا میں جاگو پاؤں کے رکھنے کی نہیں ہے

۱۰۲
 یہ جہت اجل رست و پیر اور چوران ۱۰۳
 گردوں صفت اگر دست آئے چھپو دال ۱۰۴
 مٹان چایاں کی نہیں جو بات عیاں ہے
 دیکھو شکر و برقی کی صورت یہ کہاں ہے
 تم عت یہ ہے اگر کینہہ غائبی ادال ۱۰۵
 ہاگز کہی آئینہ میں کس عیاں ہو پا

۱۰۳
 غیب سے جو کم از کم آئے ہوا ۱۰۴
 آئے صدمہ و رسی دوزخ دست لگ پیاں
 آئے ای قدر ختم ہوئے گمراہ ۱۰۵
 حاکم سے تیرا کوئی کیم کہ ہو گمراہ
 پہنچا جب چوں ہیں لاتا ہے نہیں کہ

۱۰۴
 کہوں تو نہ تھوڑا تو اقل نظر آئی
 پہنچا ہے جو غم نہیں اب حق کا فانی
 بہر تیرا چمکے کہ فوٹے کا اور بجانی
 گمراہ بھپایاں ہوئی چوں ہے جانی
 اب یہ کہ نہ بھگتا تو جب جان کرے
 پیچہ کہ جی کیا ہو یہ مہیناں کرے

قصہ

یاس سے تو سرِ پادشاهِ جانا تھا تنہا
پیر کرتے تھے ساقی کے دہان کی گلوں اعدا
کہ فرستو بالادہ اگر اک شکر تھک برپا
دیوارِ شبنمیں پہ جو فرات تھے گہ
چوہا دم کج جاتی تھی کھار سے پہلے
گرتی تھیں صفیں فنا کہ دیوار سے پہلے

قصہ

یہ لب دم کی تھی جا وطن گشت
سرِ بادشاہ کو فروغی شیرانِ صفتِ دشت
کیا بام سے روانی اعدا کا لڑائش
پہ چار گشتِ پنج نہ رہتین کے شست
نارنجی ہی نہ نہا گلچس سے تھوڑ
مژدہ شمر سے تو کمرنگ سے تھوڑ

قصہ

اعجازِ غیل اپنی شہر نے دکھایا
دائن کو کھنڈِ شہر نے نہ پڑایا
حاصل کی طرح سے جو دوان گورم کیا
لم نہ زخا قاسم نے اسے دہ دینا
بہ تہا شہرِ ہوا ظلم جو بے ہوا
آؤ تھی شوقی رنگ وہ فرشتہ ہوا

قصہ

پوچھنے نے تیرا کس پر نظر آتے تھے صدمہ
روشن فلک پہ وہ پوچھا عقب پر تھیا
یہ رختِ حجاب آئی ہر عضو نے پینا
تھے صفاں لہر قلم دمِ رحمت کے ہویا
دشت سے کوفہ آئے تیرے تھیں غم
اعضا سے کھڑا کھڑا جسے لہر تھی

۳۱۱
ان آجوں میں اگر ہم معافی کا یہ تھا حال
ہو دشمن اور کلاویں کی طرح کوئی بھی پال
چراغِ شمعِ نین میں سرست ہو اڑا گئے فکریاں
نورِ ہفتادہ دیا یکا وقت سے تھا حال
کشمکشِ کون سے کشتہ جو پڑا تھا
دشمنِ غریب کے بلجی بال کوں تھا

۳۱۲
غزوات میں مگر جو جواہرِ اگلانِ بگڑا
پھر تیرے کمر سے لہجہ لہلا کمرِ دہرا
اسد کی کہاں سے الفتِ تیرا بھی مہرا
مگر نہ بگڑا بگڑا ہو اس میں سے کھرا
جہاں تھی زرد و دیدہ، غم سے سن میں
جھٹھکتی تھی آنکھیں آنکھت ہوئیں

۳۱۳
دریا ہو پڑھا لہو ن کے خون کا کیا
دینِ بڑیوں میں تو پانچ اس میں ایک بڑا
بلجی اجلیں تین کی کشتی دے تیرا
جہیز میں تھی اس پر دم کی کچی اس پر
پیشہ گار تھی کمرِ سپردِ بڑی گار
اسراروں کے حق تھی کشتی کشتی بڑی گار

۳۱۴
نہ نہ خبر جس کمر کو فہمِ بوا دل انگار
فہم اس نے اور اور اور اور کچھ بھول
پھر تھی وہی آتش وہی بیدار وہی بھول
بہم کھانہ خون سے بالی ہو اگلان
جبہ زخمِ نال کھاتے تھے خونِ نال سے قلم
بہم کھانے کے لئے وہ تھے سچے سچے قلم

۱۱۱
 گنج گہٹ دندل پہ لگا سنگ بٹھا کار
 چھوٹے کی نو نواز کے اٹوڑ لاکھی بار
 بدو بدو بدو چکا کہ نہ پاس آتے تھے قفا
 کہ تو کو دفائی سے بچا ہے وہ ستم کار
 پلار اڑنا تو بڑا بچہ بوجھانی کی خبر کہ
 وہ ناتم ہوا آتا ہے تیرے سے ادھر کہ

۱۱۲
 دت سے نہ ناخفا جو نہ خالی شہزادہ
 یہ سننے ہی پہ پیادہ غم تو دار و در
 پلار تھک پہلار تے ہی ابل نہ کیا بھرا
 بچی وہ بچہ پڑی تھی بچی میں لچل
 تھم ہو سہ بخت کر کے کہا اپنے چچا سے
 غلطی نہ بھٹکتے کو تو کہ مارا دغا سے

۱۱۳
 یہ سننے ہی فرشتہ ہو گئے ہوئے ہی دیکھ
 غلام کو غلام دیر جا کم پہ اٹھا لائے
 سہم ہو وہاں پہ پاس کا غلام لائے دے
 دروازے سے پہنچا پانی سے طوفان کو فطرت سے
 دربار غول کو کھلائے زباں بولا وہ پیریا
 مہاں مہلوں اوپر پیریا بول پانی دودھ لیا

۱۱۴
 اچھا کہ کہنے لگا کہ غلام گم نہ راہ
 یہاں کہ درخت پانی میں خوش و خوش ہو جا
 یہ تو کچھ اس پانی کے قاب میں نہیں اندر
 سہم لے ملو عود ہاں وار نہ ہوئی ناگاہ
 سوئی تھی تم آج کہ جسے بکسوں رات سے آقا
 ہو یا نہی ہو یوزفا دوسرے کے بات سے آفت

RE

پیشوایان و علمائے اہل سنت و جماعت سے خطاب کرتے ہوئے

سے ظاہر ہو رہا تھا

دیناں بھی اگر سب جاہل بنیں تو کیا
پہلی میں ڈال دے گا

بہترین اور حلال
کے لئے ہے یہ کتاب
بہترین اور حلال
کے لئے ہے یہ کتاب

اب ساری کوئی تبدیلی میری کہیں گے
میں سے اور نہیں ملے

یہ سب دیکھ کر خلیفہ نے یہی فرمایا کہ

Ph

القصه کہ عالم نے حضرت پیر باباؒ کو
۱۲۲۰ھ

حسن بن علی

پیشکش

الحکم فی حوزہ نابھت اراک

برخی دیگر از علما و دانشمندان

九

17

فریادِ عالمات و تاسفِ بزرگوارین
خستہٗ دلدار

مجلس شورای اسلامی

مجلس

یہ فقط حال کسی نیکو

بہارِ نبویؐ و بہارِ نبویؐ

مجلس

2122

الحکم کا جو فن میں سے ہے

مجلس شورای اسلامی

مجلس

حاشیہ: اگر کسی شخص نے

سید بن ابی طالب

۱۰۰

۵۱۱

دین کی ذی عزت کا دن قتل کا سال
بے عید ہے آپ پڑتا ہون میں قربان
خمنزدوں کا اور شاہ کا اشد گنہگار
کہتا ہوں ریشہ کی غارتگر جاں
کہا کہوں میں غم تنہم اُٹھ چکا
صدیق ہیں کینے کے ریشہ مری پچا

۵۱۲

یہ وہ سب مری خواہر عباس دلدار
وہ مر تبہ دان تو وہ ہے کدیا تھر
رہے تھے تو باؤسے پیر پچھپ
ایک تو کم منہ ہو کچھ باؤسہ در
عباس دلدار کہ بربرین نین ہوں
باؤس کی وہ نوٹری میں غلام نہیں ہوں

۵۱۳

روداد بہت وقت کم لے شاہ فوج خانم
جلاد مرے سر پہ کھینچے ہوئے مصم
بس یہ میری خط بھی اسے آخری پنیا
اب کو تو میں آنے کا بھی لیتا نہ کھی نام
خط پہلے طلب کا جو پردے کا ہے
میں نہ نہیں کھاتے مقدرے کا ہے

۵۱۴

تھیں وہ بھی بچھو کھینچے پو نہ جہان
کیا جانتا تھا تو کچھ پاپا سب زانا
بہشت و قاصد کیاں ٹھنڈا نہ آنا
اور غم تو کم آنا تو زیب کو نہ لانا
دائے خودہ فرغم اسد میں گھرے گی
میں نے بن کر کئی بوسے میں پھرے گی

۱۲۹

خدا کے حکم کو دیا اور بولے یہ آقا
وقت فرشتے سے ہے ہم قوم جاگیر
بجوانا بہ کتب جہاں ہوں شہزاد
اور فرشتے میں تین درجہ پچھلے
گم تیری خیانت کا مرسہ کہ تیری
پہ کیا کردیں کچن میں مرا کوئی نہیں

۱۳۰

عمران کے فرزند سے حکم ہوا گویا
اب دیر نہ کر با ہم پوچھ لو تو لے جا
کلکاتے درویشان مسرکٹ کے اسکا
اور با ہم سے بالائے ہیں پھینک دلاشا
ہاں بانوہ کے پوراش کے پائیں میں کہ
تو کہو مسلم آدم وارہ و حن کو پوچھو

۱۳۱

جلاد نے تیرے بازو سے سہلے لیا تھا
ماٹھ اُس کے غریب سے سہلے لیا تھا
ہر زینے پر ہر راج شہادت ملی مٹا
اور با ہم پوچھا کہ تو سے فرشتے با ہم
پہلے پہلے تھے مسلم ہم ہاں مصمم تھے
فی خلق ماتے کو کھڑی با ہم کہ تھے

۱۳۲

ڈاکر کوئی آیتا تھا پناہ لے مرے اللہ
مہمان سے کوئی بھی یہ کہو تاب ہو کہ
مجھے ہیں غنا عید کی سید کا لہو واہ
عاجی کا کلا کاٹتے ہیں غم کو ہوا
کہتا تھا زرار کوئی کیا تم سے بات
کے بندہ یہ کس پہ چڑھتی ہو بات

۳۳۲
 تب دبیان میں شیخ پر کس غم ہو چلا بس
 کہ میں ہو گیا راہ میں صد تپیں تھا تپے
 اب کتنا عجب ہو کر گنگ تا شانی میں لے
 دیکھو مرسہ اقامت سے کس کس نے نکلا
 اجاڑ پڑا دے مری انکھوں سے ٹھٹھا
 یہ بیداری غم غری ہو یا روکھا روٹو

۳۳۳
 کہہ سوتے اوی نہ دروازہ ہو سے تھے شاہ
 غم تو جب گور تھے شیخ پر کس راہ
 جہیز نے کونہ کی زینت سے کہانا لگا
 ہاں حکم تو ہے تو بین اتنی ہو وادہ
 غم تو منظر غم کی تصویر کو دیکھ
 شیخ پر اس دیکھے یہ شیخ کو دیکھے پو

۳۳۴
 کہ کونہ کی زینت نے کس رفعت کیا پیدا
 پیر ساری زینت تو چھوڑا زلزلہ ہوا
 چلتے سے رکھ راہ میں اس پیر غم والا
 اور غم لگے سب اکثر ذریت زہرا
 ہاقت نے نادری یہ شیخ سب کس وقت کو
 یہ بیداری دیکھے کونہ کی طرف کو

۳۳۵
 کہ کونہ کی طرف شاہ نے منہ پانا پھرایا
 یہ یونین نے غم جوں سے پورہ دکھایا
 اٹھنے سے غم کا جال ان کو دکھایا
 پیچھا ہوا تو اس کے پیچھے سر آیا
 پیچھے غم کی نظاروں میں صدمہ پائی کی
 یان قافلہ گردی غم کی وہاں دھمکی کی

بہارِ بہارِ پختہ تر شمعِ گلستان
 سب کے لئے ہاتھِ زخمی نہ بڑھانے
 چلائی کہ لو الٰہ وہ بابا نظر آئے
 سب کے لئے بابا بنے وہاں شمعِ گلستان
 نے غمِ شبِ پہنے سایہ دیوار کے پختہ
 بابا تو مسکے پختہ ہیں تو اس کے پختہ

کیا دے تو دو گھر بابا کو پکارو
 بچا کہ دے کہ پیر پیر کوئی وارو
 زینب پھول کی اس شمعِ پختہ جلنا دے
 یہ حضرت عباسِ علیہ السلام کو سدھارو
 پختہ علی اکبر کو بن تیری لباس پہ
 کوئی دیو لوں میں تیری مہر بابا کو پکارو

پہلے پختہ کہ تم تھامے حضرت کو پکاری
 تو یہ چاچا جان دے دعائی بے تقاری
 ذاتِ اہم کی بے عقدہ کتاب کی پختہ پختہ
 اصغر کے لئے دیکھو مغیری دے ہماری
 دینی ہوں کی پختہ کی تم جو بابا پکارو
 بابا کو مسکے پختہ کے پختہ نکالو پ

پختہ پختہ تر بابا بہت دور
 پور قاضی تھار کو اب یوں پختہ پختہ
 قاضی سے وہاں کہنے کے سلم کو پختہ
 حشر مری پختہ پختہ پختہ پختہ
 اب کھاتے سلم کو پختہ پختہ پختہ
 یہ عالم اس وقت پختہ پختہ پختہ پختہ

۱۲۱
 قاتل نے لگائی سرجم پودہ شمشیر
 کشت کے چکریں غارت کس شمشیر
 کھٹے لگایا بونہی رسم دگر شمشیر
 پیچیدہ کرار کا اور کی بجائے شمشیر
 قطرے تو اس فون کے دالان بنی ہیں
 مگر گو میں نہ اس کی تن اس غوش ٹھیں ہیں

۱۲۲
 کہیں کی جانب اگر بجویدہ لاش
 بوجھتے عالم کی طرف سے ان لاش
 میں کیا کہیں ایک لک نہ بوجھتی لاش
 پھر لاش کے پاؤں میں غرق کی کو بوجھنا
 پیچھے اسے درہم گھاریں لاش
 پھر پیچھے کرکھو پودہ بازار میں لاش

۱۲۳
 بدلاؤں کو بوجھیں ہیں لاش بوجھ بوجھ
 سنائی فرشتوں کے صد آتی تھی و لاش
 اک بی بی بوجھ پونہ تھی لاش کے لاش
 بھلا تھی تھی وہ وہ لاشی داد دی آہ
 جب پوچھتا تھا کوئی کہ یہ کی حد ہے
 کہ تھی تھی تھیں قاتلے شمشیر بیک ہے

۱۲۴
 غم جو دیر سب تو بیکار
 اس مرثیہ کو موقوفہ کہ اور یہ دیکار
 بوجھوں یہ دیر مر اسے باجرت کار
 ہر لحظہ غم تو تہ نصیف عطا کار
 کو روزہ غم سر کرے نہ سبیل کار
 یک غم تازہ میں لوں تیغ زباں کار
 تمام شمشیر

جب ہا نہ زلفی شیب کو ادا کیا
 تم بہرہ بھلا دیا دیکھو کیا
 کلام شوق و لا ورجح نے
 پسندوں شیب کو کیا فرج نہ
 مگر دیکھائی روشتی ملو جھن
 ہند پران کوئے کافو جھن
 یل شیب کے حسن کی دولت کلام
 افشان نہیں سے درخشاں ہوجا
 پیدار او پیدہ طلعت نشان ہے
 مجھ کو وہ ذکر وہ لطف اذان ہے
 بیاہ عامہ نور کا بونی نشان ہے
 پورین ہلارنی پو کیا خطبہ نشان ہے
 منہ سب کو نہ سبب انہیں ہوگا
 تم کو مجھ کوئی دوا شیب ہوگا
 آبا و جد ابو شیبہ کی نشان ہے
 تا روز نہ پناہ نذیر نشان ہے
 پو کہم کشا ہوا علم ز نشان ہے
 ظاہر غرضی زمانہ پو تاب و نشان ہے
 نگران کا دیدار کو دل میں دیکھو
 منہ میں پو بھلائی رات کی تھی کلام

جلال پرورشِ فیضِ آفاق فراق کیا
 بلا جہاں کا رنگ برفِ عشق کیا
 اس دور سے مگر کو الٹ کر ہمت کیا
 سہرِ جن کو بے سروں کا ہول کیا
 فوٹید جسمِ کلاں دستِ رزم کیا
 ہزارہ افغانی و غزنی کا کیا
 نعرہ عالمِ نوزِ غم سے گرا ہو گیا

۱۱
 کائنات میں جو کھراؤ تھا مالک جناب
 کو ہر باغ و ہر چراغ امانی خندان
 تھے وقتِ صبح و شام و تاریک بوسثال
 ہر ہفتایا زین کی آفتوں کا تھا غمناک
 بنم تباہ و گنجی غم میں جناب کے
 خاکِ عمر سے بھر گئے سرِ غلاب کے

۱۲
 منہ میں غل تھا گلشنِ بختی پیمان
 شمع میں چوہے لگے غورِ شہید پیمان
 رنگ اپنا ملتی جانے لے شائے اجمال
 تختِ مودی پر وہ پڑے شوق کی لال
 پید و تلک تھا کپڑا کمرہ کمر
 محنتِ شوق بنا ہوا تختِ گل
 بدترختِ مودی شوق کا وختِ گل

۱۳
 نامے مقامِ سر سے جاتے نظر پر
 منہ پر وہ خاک میں پھیلتے نظر پر
 حالِ بے آسے خاک پر تے نظر پر
 بشارتِ شب کی نیند کے ماتے نظر پر
 دھڑکے پھیل گیا آتشِ سر پر
 اٹھ بیٹھے کھڑے گئیے آگ کی چھلکیں

۱۴
 کہہ دو جو بزمِ قدرت سے لگے تھے
 بیٹھے ہوئے بے لباد عبادت پر لگے تھے
 وار و فرما دے حق میں غزالِ گل لگے تھے
 کیا کیا شمعِ نور میں مسنت کے لگے تھے
 کوئی جنابِ کمر نہ کوئی ہار لگا ہوا
 چھوڑوں سے تفرقات کا دامن بھرا ہوا

۲۴
 مبدوع سے تھے غمِ سحر طالبِ غایت پہ
 فغانِ کرم سے تھے لگیں نیتیں مباح
 غمِ الکیم دورِ زباں تھا علی الصبح
 تھے تھے بکروہ پیماسلِ الراح
 بیخِ فغان تھی بن میں یہ حالتِ کھٹکی
 لذتِ زبانِ فارغِ چو خدیو کی تھی پہ

۲۵
 تھا شام سے بوجِ شبِ بزمِ پرست
 فرخندہ نے لکائی اوستہ پرِ زینت
 زباں کیمستان کو سرِ ایک شکست
 ہنچا رہا جگمگاتے شایانِ رست
 اوٹھنے لگے آفتابِ پرستوں کے دین
 زباز کا آفتاب چھپا پاز میں پہ

۲۶
 کچھ بوجِ رُخِ فغانِ فرخندہ بیا
 بخت کو شفق نے نہمِ رست علی کیا
 فغانِ قضا نے نہ تھی تقدیر کو دیا پہ
 کوئی کہ موافقِ ارشادِ کب بیا
 تا ظہر نہ حسینہ شکرِ فغانِ جہا
 تا ظہر نہ حسینہ شکرِ فغانِ جہا

۲۷
 گھٹا زباںِ سینی کا خدِ فضا
 اُٹھا قصور وار سو وہ بھی ہوا بجا
 منہا کبھی زخمِ اظہارِ غم و ملال
 عہدہ بجا دھچکاؤنی نہم کا زبوا بجا
 دینا میں سرِ رخ پوشِ ملازمِ حضور کے
 معجبی بینِ غلے فدیہ کے اور قصور کے

علم
تہنا خاندیوں کے لئے جو دنیا و دجال
کلمہ حسرت ام فاطمہ میں شکر خدا اعلان
کے لئے ہے تباہ ابلیس تانوال
تجربہ الوصول حریر خیال کا خط وصال
بچوں کا عرف بسمل راہ جب اکبر
ایک ایک بچوں کا مقرب نام رکھ

علم
وہ غور وہ سپید وہ صبح اجل
وہ غور اذان و اقامت وہ مقتدا
یہی میں اقیام تھے ترائی میں اقیام
کلمہ غنیمت میں مقرب کہ دین فکیر یا
پانی کے لائے سے جو تھا مندور غلاب
ماہر قلم آفتاب لے دو آفتاب

علم
آئی صدا سے غم کی یک یا امام
لے آؤں مجھ کو شکوں میں تب قلم
کے لئے چلاؤں زید و قلم کی کوں مقام
باران نے دیا کہ برسنے لگے غلام
شیر لے اپنے خون سے وغیرہ اکبر
پانی کا ذکر جانے دو پیسے مریم

علم
گھاس پاد فوٹھے امام ملک خصال
چمکے تھے رات بھر شیطا عات و دجال
پہلے کہ گم فوٹھے صبح شب خصال
تجربہ کا فوٹھ کی بدتر تھ خیال
دھویا فوٹھ سے ہاتھوں کو اور پیر
پہننا کفن ہما کا زینو ملک کی

۵۲۱

نام سلاح کے عزم پر پھری چلی
اٹھی سلاح لانے کو نہ راکھی لادلی
نتیجہ آہ راستے میں کیا وہ دل بھی
کہ اتنا آراہی ہے کہ فریاد یا ہے
بھی جبرائی بھائی بہن میں بھائی بھائی
یہ رنج قاتل ہے کہ خیم میں دنی بھائی

۵۲۲

کلثوم کو پکاری وہ حیرت کی مبتلا
پوچھا تو بھن مری ماں کی ہے یہ صدا
آئی سلاح خانے میں تو اور غلٹنا
کی ہر طرف لگا کہ یہ ماجرا ہے کیا
کیا دیکھتی ہے پچی بچی کے وزیر کی
دنی ہے بد و الفقار جناب امیر کی

۵۲۳

میں مجرم غلام میں ہے تنہا لکھا
نہو دھانپتے ہیں وقت کو جسے دیکھا
پھر تو دیکھی روئیں چھوٹے زین و الفقار
دیں کہ کیا خیم کر رہا کر دھار
وہ لو کہ جو اسے تھپتھپا دنی بھائی
تھرت تھرت اور تو تھپتھپا اور تھرت تھرت

۵۲۴

فریاد و الفقار سے ہو وقت یاد دہری
ختم آدہ رن بچہ پڑھتا ہے کہ میں لکھی
جو ہم کو کھانا فتح کے ہے تنہا خیم دہری
وہ بولی آہ آہ تری بے برادری
بہان شام سے ہیں قتل اسے ہم تک
بہ نرنگی حسین کی ہے دو ہم تک

۵۲۱
 جانیو اک صغیر کیا شاہ نے عکلا
 جو ہے یہ ہما امت معبود ذوالعلا
 لائیں لہ رخ سے شب مہراں مصطفیٰ
 نام ادھیماس کے کھچے ہیں اسپیں جد اجلا
 یہاں نہا جان سے جو شمع جان تلک
 پھر نہ خاک سے مددی اس غمزاں تلک

۵۲۲
 شمع نے کہا خدا تو جب اگر تم نہیں نہیں
 نہنت کی اس نے شمع عالم نہیں نہیں
 فوٹو ہی ہے شمع نور میں پیہم نہیں نہیں
 پتوں کا چن اور یہ ہما تم نہیں نہیں
 شمع بوسہ بوسہ شمعیت سے ہے فوٹو ہے
 ہلو شمع نور ہما اور ہما تم کو نور ہے

۵۲۳
 ناکھ الوداع جی اس غمزاں تلک
 اگر پتوں اپنے سر فرورہ گئی
 باؤ پکار دی و مری حقیر ہو گئی
 پتوں کو کیے میں شمع یک فوٹو گئی
 جوں نہ باب سپر نہ ماں میرا پس پو
 والی میں خفیہ ہیں اور میری اس پو

۵۲۴
 زینت کا سینہ پھیل گیا جی سننا گیا
 اگر سلاں شمع کو دے اور غمزاں گیا
 لمبا ہو تو شمع نہ ہما فوٹو چلا گیا
 پہنی زیہ فوٹو میں دیا ہما گیا
 بنا ہو جی ہو ذوالفقار جی کے وزیر کی
 فوج میں سے ملی شان غائب ایگر کی

تکلیف بر اُمّ کی عادتیں مس عیال
 میڈرو کو کم خانہ نشینی تھا میر کیل
 بھائی کو بھر محل تھا فرمان و اجمال
 ملا حسین پائے لگا بخر سے انفصال
 وہ بو لا میر سے واسطے کیا لے نام کم
 فرمایا تازیانے ہیں اور قید شام کم

پہلے تھے کہ جانب پہلو پڑی نظر
 دیکھا کیٹھن دیتی بی بی لکھ رہا حکم
 اور ہاتھوں پر پوچھا ہے وہ کچھ کم
 فرمایا چھوڑ دو کہ سناؤں نہ جو تو پیر
 بی بی کے دادا جان سے لگے جان چکیں
 جلتے ہیں اور تھیں بھی دین کم اور لکھیں

پہلے شہزادی کیٹھن کو شہزادہ کویر
 گھر سے دے دیا کہ چاری وہ میر
 تک پہنچا کیا وہ ساتھ تو ہے پھٹے چھین
 غم دس میں بلائیں گے بی بی کو شہزاد
 بابا حسین تم ہمیں بہلا کے جاتے ہو
 غمگرا کو بھی تو چنگ لیاں بلاتے ہیں

دوسرے غم کے ساتھ اگر تو تانیں ہم
 اُترتے ہیں تم کو چوہاری اسی کی تھیں ہم
 کہیں کو کم کویر کویر کو کم کیا ہے کم
 اُترتے ہیں نہ حسین کے سر کو کیا ہے کم
 مجال بلا کے پانی سے تر سا بیلیاں کم
 اراکھار نہ مرنے کی کے غم سے کم

غزنی بارگاہ میں آئے اور اُدھر
 تزارتہ ایک ہاتھ میں تیغ ایک میں بوم
 یہ ہر دو جلال تھا اور ہر طرف تم
 کہنے لگی زمین فلک ہے پکار کہ
 لاگو ہو تمام قصود کو درج سے
 میسر کیا ہے اقبال خلیفہ ہے ارج سے

بھلا ہوں صبح کی بوس کو زور و کار
 فوج صبح کی پٹھان کی پٹھان کی بہار
 کہ کہ نہیں پہنچے فوج پر زور و کار
 ہفت کی مرنے والے نے مج کو نہ ہار
 خیر و شر و حق و کذب کے ہزار
 شکر کی باتیں یہاں کو ہر دم و راز

شریف جانب در دولت شین لائے
 فوج نے بارگاہ کے پرستہ اُدھر اٹھائے
 خدایا خیر و شر و کذب کے ہزار
 بہار تو واہ واہ خدیو کی بات ہے
 میں ہم سب مرنے والے ہیں گئے غائب
 جیسے پہلے دن کو حضور اقبال کے

القصص اس کو دیکھ کر ہزار ہا
 نصرت و اکرانیت سے فخر و ہمت
 ماتم تھا پھر تو خطاب ہم سر
 بہت کلمہ بیاوراکہ ہم میں دیکھا
 کہ بڑے جانبدار ہوا لائے کو
 فوجی بارگاہ کی پرستہ اٹھائے کو

۳۳۵

شیش براق نازکناں آریا دوانجنات
خیر العمل قیام تو سرعت علی الافلاح
میں غرور زن تھا جیسے منور علی الجوامع
انگو کو سجدہ نعل کی حارب میں مباح
دل چرخ پنیم پوش کا از سر دگر تھاتا
شتم تو وہ نہ تھا پہلوا سے بلور تھاتا

۳۳۶

پیشے ہوئے رکاب دوشاخ شاد
پیران اکبال دوجوانان نامراد
یہ کہو کہ سوار راہوئے شاہ خوش نامراد
یکن کباب تھا منازیب کا آریاد
سر کھول کر ابن یہ پکار دی حسیں کی
یار بدمعاش نا پھر علی سوار دی حسیں کی

۳۳۷

پل تو نزاروں باقا اٹھائے دین کیا
غیر کیا وہ نام زیب شہسوار اسوار
اب یاد د۔۔۔ مویوں سے نواز ہوئی
لکھنیاں سے فوج نہ بچے تیار
جوئیں خوشی سر پہ علم کھوئے گا
بڑھو کہ زیب ہیں نواز بونے گا

۳۳۸

عصمت اس سے بچو بومرغے بنجاب
جوئیں لائے مگر ابن ابوترا ب
حاصل جد جد کیا ایک ایک نے توب
یہ سے مثال نے باقا کر دی پاؤں پر کوب
جب زین فدا بختا جہ صبر کی ہو
حق تھا کہ دشمن دشمن ہو کر ہی نہیں ہوا

ان کو دواں سوار فی سلطان دین ہوئی
 چونکہ ہم کہ پشت پر فتح بین ہوئی
 دودھ سے بواؤ پاتو پاتو امر لگ ہوئی
 پیچیدہ دور سننے کی طرف سے زین ہوئی
 مسیح لہو لگ کر دھواؤی سے زین ہوئی
 پیش قدمی فلک کی ہو کر سے ہوئی
 کیا شاہ کی شکوہ سوار کی کوں میں
 فکارہ اسمان جلا جلاں حق ہو ماہ
 تاقوں بخاتم حاشیہ یوں دیر ہوا
 عطر شمشیر بہت بڑی علم جلاں پناہ
 اقبال جلا جلاں سے ہوا اک فخر ہو
 فتح و فخر پیروں کی ہوئی جلاں ہو
 جوہر فلک و فخر تاجی نہیں ہیں
 جرات قدم حلقہ سے جہر ہیں ہیں
 بہت دور دور ملک قریب ترین
 قزاقیہ دور دورہ حلقہ سے کہیں
 باطل کو حق نے جس کی تہنہ تہنہ کیا
 یوں نے بڑھ کے کفر سے بڑھ گیا
 سب امر و حق شاہ چاہے کہ ہوئے
 مر نہ چاہوں دے ہوئے باگ ہوئے
 جام و لائے ساقی کو شہ پہ ہوئے
 بہت ہوئے دور و زائل سے ہوئے
 ہم کہ ہوئے میں بڑا کھڑے ہوئے
 ڈاکہ کے خوف ہم کھڑے ہوئے

۱۵۵

الذات حسن یا یوسفی بازار ایدیدری
التم شمری قفا تو تمیزیل جو ہماری
پلست خط ادم کہ چہ زہمہ خوشتری
گست قباؤں پر چہ نیل پلستری
قیامت کے درجہ حسن وفاتے سوائے
بیجا نامہ میں خیر نے دو عالم عطائے

۱۵۶

یوں شمرنے کی درست صفت یہ نہیں
بہ طرح دوشی راست پوئی فوجیت
باندھ جو میسرہ قہوا کلمہ از دست
پلست قتب فوج یاہ غارت کیا درست
یک کشتہ کیا یہ لکھ قدرت کلوہ تھا
گلشن تھا آسمان تھا دیا تھا کچھ تھا

۱۵۷

کچھ راج چلار غنا عمر بہر جاں شہ
ایک ایک شہرت کشتہ بہر جاں شہ
یوں شمرنے میں کئی مغل کا تھا شہ
بہ طرح ایک لفظ حسین و زلف چاہ
جیسے غلام صومچا ملک ذوالجلال کے
ویسے یہ چار بول ہم تو شہ خصال کے

۱۵۸

وہ ترقی زیب الم صوفی کی شان
وہ میر جی بوان وہ ترقی میر کی شان
وہ سانسے قزاق وہ سوکھی بونی بان
وہ حق کے مہمان قضا انی مہمان
شمرے خوب حبیب رسول بن کے تھے
پلست اس حسن کے تو پھول بن کے تھے

۵۲۹
 بزار وہ تیروں کے جوہر اتار لیں
 شکر خداتے داد دے گم گم وار لیں
 ہر جا ب دیدہ اسفندیار لیں
 اس کے غلام ستم وستان کو مار لیں
 غالب بنو دیہست پہ ٹھے دوہا بانیں
 اگر دس کندیں تھانیں تھی کمان بانیں
 ۵۳۰
 کل شہین کی وہ بخت کا ہوش تھے
 کیا نہ تھاکھا ہوا قسمت کا ہوش تھے
 بچاں خیل ان فیضیت کا ہوش تھے
 بزمیں میں انی اغوت کا ہوش تھے
 وہ فاضل جان شاد و شاد فاضل تھے
 تو ان فاضل فاضل فاضل تھے
 ۵۳۱
 قاری نماز روزہ و حج و زکات سے
 عصیاں سبیلوں علیحدہ دن چاہتے تھے
 من سے شادی کیے کہ وہ بھلا آتے تھے
 دنیا پیوں کناں سے جیسے قرآن تھے
 کوڑیوں تربیت تھے جیسے چین تھے
 دل انتخاب فوڑتے تھے جیسے چین تھے
 ۵۳۲
 کہ ایک غم کو ایاں قافہ
 شیران تیغ درست و لہر ان دور تھے
 مٹا تھا شرم حق سے بجا و کلمہ
 ماتم سے بفرات تھے بہرہ و کلمہ
 فدا دوش فوج فدا کیا دیکر تھے
 بہرہ کلمہ جیسے کفایت کلمہ تھے

۳۴۵

ناگاہ میں سونے بڑھی فوج بد شہنشاہ
کھانے نشان کھوسے سب سپاہ کا
اک سمت کو سنایا پڑناں میں شاخشاہ
اور اک طرف کیم پر کیم تلک لالہ زار
قرن بادشاہی پیدا ہوئیں دیکھا رسا کو نہیں
نہشت کا نقش میں مگر میں دوزخ قبیلوں میں

۳۴۶

جنگ جیگ پر ہونے آہنگ جا بجا
بہر دیو یوں سے نغمہ قافوں کے ادا
کی رو میوں نے ناگ سے دیکھ بیوی ملا
نا ساز میں شروع وہ ہر ساز کی صدا
حکام کی تہم شہر و دیہات سے ہم لگی
میں نئی صدائے گرم جلا میں بھج گیا
نسخہ عتقا

۳۴۷

شہر خرمی پوری چشم کمرے دور
دیہات کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا
بڑا خوشی سے میرے شاہ بہت شعور
رُہ پوچھ روتے لگی باپ کے ہنصور
جوئی نہ ہم کیا نیرس فوج میں پیر
جو بابا تیر پڑنے لگے اب حسین پیر

۳۴۸

ہادی چلا ہوا بیت اُست کے واسطے
میتے اداں خلیا مجت کے واسطے
خازنی پرے ہی نکلے حفاظت کے واسطے
شہر بوسے ہے خزانہ عمارت کے واسطے
مگر کہ کہ بہر دین نہ میری غیظ پڑے
ایک لہنہ ہو کہ نیم سے زیب نکلے

یوں ظالموں سے فرق یہ کرنا
جس طرح وہ درکاروں سے رحمت خدا
یوں عرصے سے غیبت کیا ادا
یہ وہ غم کہ نہیں کی تو نے ابتدا
بیشمار سخت حکم روز جزا کا ہے
یاں سنا حتمین کا بحر میں غلو کا ہے

وارث چاہنا بیجا اور انحراف کا حتمین
جست ادا وہ چاہیں کہ تھے متبعین
بہ نور عین شکر و پوچھی فرشتہ عین
اظہار امر و نہی خدا و نہی شریعتین
لازم ہے بند و وعظ کہ دن ہے فقاہ کا
یہ جو ہم غریب ہماری حیات کا ہے

جن سے پہلے نہیں فصلانے عرب کو اب
ہاں قاریاں کہ جو کجی کہ تو منتخب
نہیں کہ داں صوفی شناس نہیں کج سب
نہان تنگ لب سے نہیں بچو غائب
میں کہ شوق علوم و ادب خالق علیہ السلام
و اود کی زبان سے بیان کچھ ہے

نہ کی عمر نہ پڑھی نہ وہ خالق
چو پیروں و نالوں سے فحش گوئی فقط
آج بے وفا ناز سے بھان کی نمل
کچھ بوسے بوقاری قرآن سے حق و غلط
میں جانوں کہ جس نے اس کے ہونہ
حق الامم کے لئے بھرتے ہوں

۱۱۷۱ ان دو گروہوں نے دیکھا اور ان میں مقیم
 سب اپنی شان کو فروغ دے رہے تھے کہ کلام
 کی عرض میں عمر نے کہ ہم اللہ کے نام
 جنبش میں اس لئے علی باب شاہ شہنشاہ کلام
 قدرت کے گلے کھینچے جن کائنات میں
 پیچھے پیچھے ہلکے گئے بات بات میں
 ۱۱۷۲ پختہ خطاب قاریوں سے خوش نہ ہو کیا
 قرآن کے حفظ کرنے میں اور وقت دانا
 پر حفظ اور دوسرے عجیب نہیں دارا
 معنی کو چھوڑ کر ہوش و حواس کو تنہا کیا
 مصحف جب کیا والا شہر بدر و حنین کا
 یمن کی کیا ہے یہ شہنشاہی حمیری کی
 ۱۱۷۳ حسین میں یہ غلطی تو معرفت مصطفیٰ
 سہاں الی میں مقبست شاہ الافشا
 و انجمن میں کائنات ذکر جا بجا
 نازل ہے اگر یہ امر کی شان میں ہوا
 و انشع مرتبہ میں علی و بوعلی ہیں
 و انو میرا سنانا محمد رسول ہیں
 ۱۱۷۴ و انجمن کی بات اگر وہ شام
 جس صبح کی حیرت میں دیکھے کلام
 روشن ہے مجموعہ دنیا کی جا بھی تمام
 وہ دنیا کی شبیں میں مابین میں تمام
 ان نفس مرتبہ حیرت میں شہنشاہ کلام
 منظر نہیں ہے کہ کو باہر سے شہنشاہ

۵۱۵
 بینا زں ایں کیشش ہست و عالم کم زرت
 پیش نبی ہوں کا کشت ہر امر و علم
 مقصود جا رہی ہوں جو دوزخ و آسمان
 ترکیب پنج سورہ اسلم ہے پانچ
 بیان و شرح کے ہیں قرآن و معمول
 میں کہ وہ ہویش غار و رنوں انور

۵۱۶
 قمر میں قتل نفس کی حرکت جو جا بجا
 پوچھا غول حلال کہاں سے تھیں ہوا
 جسے نفس مصطفیٰ جب اسٹیل مصطفیٰ
 اگر خبر دے منقش مٹو تھاپ کیا
 کھو نہیں امام انہیں مقتدا نہیں
 مومن عجیبیں ملک سے پھریں کیا ہیں

۵۱۷
 فقر و قیوں کیلئے فقیرانہوں
 پھر کیا سبب ہو ز غریبیں نہیں نہ انہوں
 و اب سبب ہے جو پر کم کم خرد و دل انہوں
 یاد و خیال دار اور اس اور سبب پانچوں
 تم کو کچھ غریبوں کی سبب ہے جسے ہو
 کہ سبب کیا ہے قیوں کو محض قیوں سے ہو

۵۱۸
 میں نے کسی کے لیے پوچھا اگر بھلا
 خواستہ برسانے اگر کو دوسرا
 ناختی کو طراد نہ تصویر مصطفیٰ
 تم غلام جو بد کیا ز پوچھیں ہی حیلہ
 انصاف اگر کو تو دینی فہم کیا ہے
 جسے صاحب کس ہے باہر کیا ہے

قطع

میں غم سوار و دشمنی و غم نہ ہو کر نہ ہو کر
کھنڈ نہیں تھی تختہ بنایا اب ایشیوں
نہیں ہوں قافہ کہیں ہوں غم نہیں
بہا بد و بد پر ہوں غم و افسوس
کہ میں غم کو کوئی لکھی یہ وہاں کس کو تپ
میں یہ کہ میں غم کو کوئی لکھی یہ وہاں کس کو تپ

منع

نہا اگر کہوں تو نہ مانو نہ لکھنا نہیں
حال ابویہوں کا لکھی پیا پیا نہیں
نہا کوئی نہیں تو نہ خدا نہیں
جھک نہ بہا کہ نہیں تم کو چاہ نہیں
اگر بے طاقم عین سے نہیں کہیں
سادات آج تیرے قافہ سے نہیں

اشع

ابو جانی بہ شکر سے خطاب لکھی بازو
نہا کہ وہاں سے نہ ہو جسے بات اٹھاؤ
بالفرض مجھ سے غم نہ ہو کہ وہاں
لکھی غم نہ ہو وہاں نہ ہو کہ وہاں
بھوسے ہیں چھوٹے نہ ہو کہ وہاں
خاقانی قافہ سے وہاں عیش و ہوا

اشع

جونی بہ کجا یہ وہ وہاں غم نہ ہو
کہ نہ ہو کہ قافہ وہ وہاں غم نہ ہو
نہا کہ وہاں نہ ہو کہ وہاں غم نہ ہو
جانی بہ کجا کہ وہاں نہ ہو کہ وہاں
بہا کہ وہاں نہ ہو کہ وہاں غم نہ ہو
جانی بہ کجا کہ وہاں نہ ہو کہ وہاں

نہ افلاس کے ابا تم نے نہ حق دکھانے
 وہی علم شکر نہ زبان سے بہانے
 نام اپنے نعروں سے فحش نے نشانے
 سرقہ یوں نے شرم دیا ہے بھلانے
 پھر ایک زبان یہ کہنے لگی سب تھکانے
 عالم کو تیرے ہی سے یہی سر ادا کرنے

اے علم نہ زین کا کو ایشیا تو قرابت
 قادیوں کی مہوں پہ لگا چلے وہ قرابت
 چاندلوں تو میر سے تیر پہ اجا قرابت
 تم ایک بہن تیرے تیر پہ اجا قرابت
 یہ تم کو امیر میں تو زین سے کباب
 یہ تم کو حق میں ہی بلجی کباب کو کباب

جو بوق و نام شروع مٹانے تو تم کہ تم
 ایساں کا تم قریب چھپاتے تو تم کہ تم
 کہہ کو در در جو ہم کو اتے تو تم کہ تم
 نہ ہا کو حق عید رلاتے تو تم کہ تم
 وہ جو نہ جا تو میری قوی ہوں میراں
 جو کہ یہاں تیر سے میں اسکا تم توں

بابا مرزا مرزا کا قلم قلم ہے
 نہ انما مرزا رسول علیہ السلام ہے
 حکم میں اور اوقاں میں اس پر حکم ہے
 نام نبی کے جس طرح لاکھ نام ہے
 ان کو کہ جس پہ نہ ہو دین و دین ہے
 ہے جس پر ہر نماز کے جس قلم ہے

قیامتِ حق سے بے نیاز اور کھلم کھلا
 تم بڑھو اندوہ غلط و غیبت چکا اتر
 طلبِ تہائم کو جس سے ہم کو پھار
 جو عیڑی تھا تو کیا پاں سے ہمار
 بولام اور کوئی ایسا جی نہیں
 سب دوست پکڑو گا کچھ نہیں

خوش نہ کیا ہی تو ہیں اسرارِ کمال
 جو ہم میں نہ اسے وہ بوجہ نہ کمال
 عیڑ کے نام سے قود و عیڑ کمال
 بے اینکوان کی ولایت سے فخر
 بے مرقعہ ریلوں کی بے عیڑی نہیں
 وہ بے مرقعہ نہیں بے عیڑی نہیں

ہمارے اپنی ذوق کی جا بیکار
 والے مورچے بڑھ کر بھی لگے ختم
 کوئی شے کمالِ جم کر نہ لگاتم
 اتفاقاً باتیں سننے ہی وہ ہو گا غلام
 گنگی بہت کی گنگی بہت دماغیں
 تو بے پکار نے لگی بہت کی باتیں

ہمارے سب سے بڑا دیوانہ لگے
 فن میں لڑنے کے لیے میں ہو گئی
 قیامتِ حق تو میں نہیں ہو گئی
 ہر شے کے حقوق پہنچا رہا شے کی بھائی
 ہوں تو علم کے خاکہ پر کیا لگائی
 گویا میں ہے اپنی جگہ سے غلام

آواز دی غلام کو ابھی تو تمام ہے
 پہنچل کا وقت ہے بہت مردان کا تمام
 دریا پہ چل سمندر کی تیر سہ کلام ہے
 اندر ان یونیوں سے جلد تمام ہے
 دریا جو اس سے یہ درد مند ہے
 کہ کیا جانے باب و بیہ کلام ہے کہ نہیں ہے

۵۶

سہی الفور یہ کیے نام شہنشاہ و دو الفقار
 دریا پر غلام نے غم کو کیا سوار
 دریا پہ غم غم تو یہ کہو کیا وہ نامدار
 کہنی یہ غم غم دل میں صلوٰۃ کی شہنشاہ
 دریا میں غم کی چھو پانی نہ چھو پانی
 اور چھو تو نہ اس کے کو نہ چھو پانی

وٹنے کے ماضی کی طرف سے ہے نہ دار
 پھر بار بار کے منہ سے کلام اُس نے جاری
 اپنی لکھائی نے وہ گھوڑے سے نہ دی صلہ
 آقا نہیں نہیں نہ پلا وہ چوڑا
 پہلے بار خباب صاحب دل دل کی لکھی ہو
 اپنی بھلی تارم اسباب یا حلال ہے

شہنشاہ کے گھوڑے کو تاروہ نامدار
 گھوڑے لکھ اٹاری قبا تن سے کیا بار
 دریا نے معرفت ہو اور بار سے کیا بار
 غم غم کے تو کیا لکھ گشت ہے بار
 غم غم تو غم دوستی نہ جینے میں تھا
 کہ نہ نہ پلا کہ نہ جینے میں تھا

ہاں ایں شام اک تو تم تھے بھلا
 پہنچے سدا رہا مونی فوج انتقام
 فردوس کی ہوا میں اُڑا اُڑا بھلا
 جیسے کہ کی کمان کا دیکھتا بھلا
 پھر یہ بے دست و پا رہ گیا
 حاکم آسمان کجا اور زمین کجا

دُشمن زمین پر کچھ بھلا دیا
 درست فوج نہ علم و فرا دیا
 تیرا فوجا کہ یہ کس کو کس نام دیا
 دیکھا کہ اپنے عجب کو مولائے کیا دیا
 معلوم ہو گیا اگر کھنگو کس نام دیا
 بندہ وہ میری ہے کہ جانتے شام دیا

اب بیکرا کی کوہ کو تیرا پہا
 کویں رست فرقت میں ہیں کب سے تیرا
 ہاں جان فاطمہ پیہ دل جہاں ہو تیرا
 خلعت قیام با قافح ببر و حنین
 روال فاطمہ کلاں کا حسین
 فوجی بوجھ لگے ہاتھ تیرا کیا

کچن باباں کہ نہ کچا کچا زیب تن
 کہ ہاتھ وال ہوا ہے ہوا کے فوجی
 اس ہاتھ پر ہوا اُڑا اُڑا سیر تین
 ہاتھ نہ دی نہ کہ مبارک ہیں تین
 اب تو فوج کے ساتھ فوجی سہا تین
 یہ علم تیرا ہے یہ میری کلا تیرا ہے

مخلط جسے شکرکوں سے رسسلاں جدا ہوا

فصل

فصل سے فز کر کے ایساں جدا ہوا
فم یوں سے عیسائی دواں جدا ہوا
بدن سے اشیاب درخشاں جدا ہوا
گرتا تو اعلیٰ کی تختہ
عقرب سے چاند چھوٹا
نفس
جنت کس طرح سے سر بر مایا

فصل

فصل کی طرح تو وہ پہلی فصل بنا
ان میں گمان کی کشتی تھیں
تو جہاں بلیت کی کشتی پہ تھا سوار
کھوں کناں غم کے گلاب کرے
فصل تھا وہ دودھ میں سے موٹی لگا
نفس
اس عورت یہ ہے نہ رہے

فصل

فصل کی شے یہ ہے کہ برہم
کی توں کے در تکیں کہ در
پہو خانہ نامہ شے کا گردن و کم
منہاں جہت کہ ٹوٹ گیا شہ
مردہ دیا کم در شے نہ ہم ٹوٹا
پہو خانہ کی توں کوں فکرت
بہرہ کہ جان گرد کا اس چاند سے چھوٹا
بنی گم بوٹو کی توں کوں فکرت
دو لاکھ جہاں تھیں اور ایک یہ تھا
دل با وفا کا فتنہ غم سے نہاں تھا

۱۲۳
 پوچھا تو سب فریاد و غیب وہ با وفا
 پوچھا تو اس حسین کے لشکر میں جا بجا
 ہر شیارے امام کے اصحاب و اقربا
 ہاں میرے تاتائی نہیں نبیؐ و مفتیؐ
 کہ اسے وہ فرس کی ادھر جا بھوکے
 لایا ہے کہ بلاتیں بوسیدہ کو چوکے

۱۲۴
 زینب کے کان میں یہ خبر پہنچی گدال
 پتیل بوسے کی دیر بھی پانی ختم مجال
 رو کو چکاری اگر بڑو بڑو میں کہاں
 جان حسین کے رہیں تو کچا ہمال
 کہ وہ یہ میرے شیریں سے پیو پیر
 میں دودھ دینے والی ہوں شاد سے تم کئی

۱۲۵
 میں گھر کو روک کر باغیچوں نے ادھر ادھر
 پوچھا کہ گھر کے گھر میں تیرا کھڑا کھڑا
 ہر قسم میں ہاتھ ڈالا تھا تھک کر گیا
 اب کیا خیال بہاؤ بی سہیل کو
 زینب کے سر پہ پھونکے سے قتل کو
 لٹکاتے ہیں تیرے پیرا کھڑا کھڑا

۱۲۶
 تو گویا بوش افق شیرازی
 آواز دی کہ روکنے سے کیا ہے سوا
 قہقہہ و زاریوں تو غیب میں جا
 چلیں کل کہیں نہ پائی ہیں نما
 یوں وہ تم غلام امام کے علم کو
 فرق اتنا ہے جبریلوں میں تم قہقہہ

فردیغیوں میں بھی گزشتہ کا یہ طعنہ دود
 ملک کے کرد و عذر انہیں اس غلام کو
 بھیجنا لگتا ہے انہوں پر ان سے پوچھو
 ملک تو یک دہ کے ہیں سلطان چو
 اس کا کہ باؤں پر کے خطا بخشنے دو
 میں اپنا خون کرتا ہوں اچھا نہ جانے

کھینچا سلام ابی بہادرش کا حال
 پھر میں ہیں تھوڑے تو قوں بہ مہر احوال
 زخمی ہیں کہ پھر ارادوں کی کیا تہاں
 بوسہ عین غنائیہ کیا تم کو دیں کہ
 یہ میری جان بہ مر مریمان ہے

یہ قصور پورے فدا و عترت ہی
 الزام دینا میری جیسا کہ غلات ہی
 یہ تو سب تک برسے بھی لایا تھا ہی
 کیسا گناہ کسی خطا سب معاف ہی
 جانے دو یاد دہانہ کہ گزشتہ کو جانے دو
 وہاں شمشیر میں ہے کہ آئے دو کہ نہ دو

یہ سننا تو لگے کہ بولے شہر خیم خواہ
 لاہور سے آئے دشمن سے صفوں شاہ
 گھر سے ہے پڑے پڑے گرا وہ باغ شاہ
 بوا اعلام لطف نے کھینچا پھاوا
 تو کو برا ہی سے مر اسے از کجی
 سلم کہ تو تیرے بولے سلم جی دیہ

۱۱۱
 پہنچے جوں میں علم وہ پیر کی ہوا
 اب نظر نہیں بندے کو کہ وہ ہوا
 کہنے لگے پٹ کے گلے سے
 سبب مر سے فتن کی آیا کیا عیا
 مکان ابھی تو تیری عداوت چلے
 کہ عرض اس سے فتن کی چو

۱۱۲
 فتنہ بکارتی ہوئی یہ آئی ناگماں
 گوہ مری فزادی کا مکان کہاں
 دراز نے پر بلائی ہے خور و ہواں
 وہاں کوئی ہے وہ نہیں کہتے ہیں
 کہ کہیں سے نہیں کم اچھا ہے
 زینت بلائیں نے کی امیدوار ہے

۱۱۳
 آقا کے ساتھ سوئے عصمت لعل
 شاہزادی کے سلام کو بکھتا تھا بچا
 زینت بلائیں تھی اور تھی فدا
 کہ جو پوئے کہنے کی نسبت امت
 بخت نیک ہوتا ہے بکارتات کا
 ہوا کہ کہ کیا سبب ہوا تیری بخت کا

۱۱۴
 اُس نامہ بینک کے ترانے کا کہ
 کہو ہے غائب علین سوئے شاہ بچا
 دیکھو وہاں میں شب اداں خور کا
 گوئے کا نم سے نعل اگر اور بچا
 بازار میں گیا فوراً ہے کہو مست کو
 اور دھو دھو تا باہر چاروں جانب

ہیں جواب میں تھا گو غم کی باز آ کر درواز
 ناگاہ اک صغیرہ نے ام کو کیا بیاں
 تجھ کو بلا رہی ہیں حسین و حسن کی مان
 میں یوں آلا تجھ کو تیرے سب زمر اہل ان کمان
 وہ وہ بولی مانتا کہ کے دل پاش پاش پیر
 مٹی مٹی سب فنا ہے علم کی لاش پر

دیکھ کر کی فانی سے ہیں سب بڑے پاش
 ماتھے پہ لپٹی کا گویہوں پر فاش
 پہلو ہلکتے اور گریباں کفن کا چاک
 واسلہ از بیاں پہ چادر آہ و زنا کی
 یہ تو بھلا تجھ پر سب تیرے پر وہ رتی ہیں
 شیشیہ بوم تیرے ہیں تو غر اور غریب ہیں

روایتیں اس بیان پر روایتیں خوب
 ہم آہ آگے بڑھ گیا کہ تا ہوا بجا
 وہ اک قدم چلا تھا کہ کہیں تھکاؤں کیا
 کہ نہ زہرہ لاہم علم کہ یہ سب کھینچا
 بزدل کے پیچھے روٹی ہیں امان جناب کی
 اور ان کے ساتھ روح رسالت جناب کی

اُس کو میں بھلا تو پکارا وہ نہ فو
 کہ میں بھلا ہی کہ بولیں پہ اس کے لگاؤ
 میں نہ کہ نہ پتہ تو بھلا کی یہ گستاخ
 کہ تھی ان میں تیرے پیر کے بڑے
 پہلا اب اک لکھ پیر کے پیر کے پیر
 تو نہ کہ کچھ عینہ ہمارے حسین کہ

تو کی اس غلام نے یہ قرار دیا
 زینب نے دینی اس نے کوئی پتہ نہ
 مال بوجھل دیتی ہو علم کو افسوس
 کیا حال ہو گا قس جو ہو گا یہاں ہم
 نہ نہ نہ وال ہا دل تو کا کہہ دینے
 یاں کے لیے کہ ہو گا ہم کو دینے

اللہ
 اگر بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک

اللہ
 بھلا کر ہر آدمی کی غمناک
 زینب کے دے دے دے دے دے دے
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک

اللہ
 زینب بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک
 بچھری دے ہر آدمی کی غمناک

۱۴۳
 زینبؓ بویں زبانِ اکرم سے گم نشان
 قیامت ہے کہ پوزیب کا تہماں
 اور ہم عزیز اپنا تھتھے ہیں لگیں
 جاتوق سے سوار ہو حیدر لگیں
 مجھے ملے گی مہربان زیادہ بول ہے
 پرست و پناہ روحِ غیب بول ہے

۱۴۴
 فرق فرمائیے یہ بول پھر تو دہندہ
 نصف النہاریں کیا فرمائیے قرار
 رشتہ پڑھیں غزل کا جوں کے کیا
 رشتہ لگا ہوا چکاری فیض و ر
 ہمیت سے فوج اہل بغاوت دہندہ
 بڑھتے ہی باد پکے ہوا اگر دہندہ

۱۴۵
 اب جہاں اشارہ تائید کم کیا
 تملک ہر اول شہریں کھینچ کر دھا
 تو ان اس اشارہ کے اس طعنہ پر
 بیک کی نہ کرے اگر کیا کہنا تھا
 گنجینہ فیض سے سب خوار کا بھرا ہوا
 صنم تیرے قصہ کو یہ تھلا دے ہوا

۱۴۶
 دن کو وال سب تابع فرماں حسین کا
 غم کھانچا پڑا ہے ہواں حسین کا
 جو بی سب کو سارے داماں حسین کا
 بوڑھے سے حسین کا سب کچھ حسین کا
 کیا دے رہے ہر اول شاہ ہذا کا
 قدرت عبادتیں رشتہ پر سارے خد کا

کہیں یاد دلوں گے نام نہ ازادی تھر
مطلوبہ ہے مقابلہ بعینت غیر زریہ
تھوڑا تھوڑا شمیم ادب سے کہ تو ظم
ازاد کردہ شہیدیں صہید نامور
تا نیمید خالم سے مسلمان ہو اسب تھر
ہم مذہب ابو ذر و سلمان ہو اسب تھر

مسلمان کا غیر ہے یہ سلمان با وفا
سلمان ایک شمیم مسلمان ہیں جو سوا
اور شمیم کہ چلے ہیں تو حیرت کی ہو جا
سلمان سے تر زیادہ ہے چلیں گے کیا
سلمان سے شرف جو فزوں ہاتھ لگیں
چلیں دھبہ گزشتہ شہادت کی پائی

مطلحات شمن - ٹو کارن بن بھیر ہے
اور آپ ٹو غلام خباب اب میر ہے
بہر پوہاری بہ جو عمر نہ ہے
اس بابو شاہن کا پوہو تھوڑا ہے
ٹوہا شمیمین دو عالم میں ایک ہے
خانم فاک گیتہ تر نام ایک ہے

نہ ہونے بہ فنام راج کا انتخاب
چلوں کی فاک میں کی گئی گئی
بہر پوہا کے ٹو قوالے جو تو اب
چلوں کیوں کا قرب نہ کیوں جانتا تھا
نہ نہ کہ اب اب وہاں کیوں کیوں
ٹو موافق ہم اب ہو اگر بلا کی ہے

بازگشت افقِ حق و حقیقتِ حقیقت

وہ ترکت اس کے جان کا ہے تو نہیں

قدیرِ پادشاهِ عالم کے گردوں

مگر جو ہیں سے فلکِ مہربان

پہلے سب ایک جگہ رہے سب سب ہیں

گیا کہ ایک صبح میں لاگو آفتاب ہیں

کیا وصفِ حالِ رخِ کجِ قیامت کی

اس بندِ پادشاهِ عالم کے

دس دس کے لئے ہے تو نہیں

نقصِ پادشاهِ عالم کے

وہ حق ہیں وہاں سے وہ پادشاه

قدیرِ پادشاهِ عالم کے

قدیرِ پادشاهِ عالم کے

سب کا بچہ بچہ میں قافِ عالم

اور پھر پادشاهِ عالم

نامِ عالم ہے پادشاهِ عالم

مگر پادشاهِ عالم

جہاں کہ نامِ عالم ہے

اس قدر کی کتابِ قدر سے نہیں

پادشاهِ عالم کے

پادشاهِ عالم کے

پادشاهِ عالم کے

پادشاهِ عالم کے

پادشاهِ عالم کے

پادشاهِ عالم کے

پادشاهِ عالم کے

۱۲۵

عارف سے بدلتے معارف کیا مجال
ازد سے پھر کے شہر بدلتا وہاں
کاحل سے گرسم کریم چکا خیال
فرار کا گناہ گار ہو سنبیل کا بال بال
قدیر کو تپ کے اگر سنا کرے
چلتا رہے بجا ہو جو عرس و دہاکے

۱۲۶

یہی کہ گو سمر ہیں یہ اردو جدا جدا
یا شمع آفتاب کے پورے فتنے ہوا
بہر شمع آفتاب کا ادھر جس کب
شہباز عقل صید معانی کو پھر اڑا
پیشی کا ابو دوس کے تے وہ دیکھتا ہے
اک شاخ سدرہ زہر پر جو میل ہے

۱۲۷

غریب کج بپ دین گجراہ موم
اُس جہر میں ہیں کلام و بے شک موم
دو دھن غدا کے کلام میں شوق مبہم
دانش کے روزے ہوئے کچھ فوج
کہ تپیں پھر کلام و ذباں ادا کلام
رکھیں اگر دوسری کے دانے شمار کو

۱۲۸

واثق کو موتی کہتے ہیں اہل حق تمام
جو ہر شمس کے لئے ہے جاکت کا مقام
موتی نہیں ہے اک دور ویران کا موزع کلام
یہ وقت کب کہتے ہیں یہیں جی کو کلام
دو دھن یوں کا فتنہ کر رہا ہے
یہ جان میں بھی کی سخن ان کی جان ہے

پیش پیش اگر دن مروی جسے شام
 رخ مہر بھلے سے بیاں اگر دن سلام
 چو چو زور کے درجے ہیں بزم
 رومال فاطمہ کا ہے باقی فقط مقام
 بس زور و زور کا یوں نہ چاہئے
 رومال فاطمہ کا کو بس چاہئے

بہتوں کو شاخ سر و بتا ہے غافل
 بندہ سے اس مثال کو کچھ کیا سلام
 شاخوں میں سر کی انہیں چلی جی بزم
 یہاں تو وہ ہیں جن میں کہ ہمدان نام
 قاست کو ہم اس رخ کی دہ چھوٹا
 تو غیر ہم اک قتر آدم بند ہے

نہ بچے عیاں یہ قدرت کی ہر عطا
 مگر انہیں کہ نیکوں نے بصر غنیا
 باہم پہنچا پہنچا الف لکھے ہیں جوا
 انکشت و شتاب ہیں تو ناخیز و نشنا
 کیا انجلیوں پہ ناخن پر اب تاب ہیں
 وہ در حال ہیں تو یہ در کس تاب ہیں

دل صاف سینہ صاف بدن صاف وہ
 نہ بزرگ و نہ بتا ہے بیاں وہ صاف نکلا
 بدلتا کہ ہر ہی ہمارے کہ بکربا انتخاب
 ہم کی صفا و عجب ہے اس باب کا
 دنا کا مضطرب غم شاد زین میں
 یہ دل کا چو پہ وہ باب نایاب بدن میں

۱۳۳

وصف زہرہ سے شاد ہوئے صحت بہتر
اب وہ بھییں چار آیتیں اور ان کے
پہ پانچ مکر یہ فرور لائے ہیں جو
بوشن نہیں ہیں دوسرے نمونہ کا
مختصر باب الوقت بہار رسول
مگر یہ بھیجیں کہ ہیں حق قبول

۷

۱۳۴

انگوں کے حق ہیں زہرہ کی گلچین
بنیں کی ہم کہنے لگیں سے جاتا ہوں
سب سے زہرہ ہیں سوا جودہ پاتا ہوں
ن کو کھانے سب تم اس پر ہاتا ہوں
دیکھو بن جاس زہرہ خوشی شان
یہ سب آیتیں بہ تمام غزل خان

۱۳۵

پورا آیتیں زہرہ اور ہی صحت کھائی ہی
پراسر نہیں بہ شرم پہنائی ہی
زبان زہرہ کی انگوں سے زہرہ ہی
انگوں پہ چھپنے کی جیسا گل لائی
میں سب کو پہ چاہوں کہ چھپائی
بس یہی کلمہ و کثرت دیکھتے ہیں

۱۳۶

پورا آیتیں ہوں کہ شریک پہ چاہا
دیکھتے ہیں شادی کہ نہ ہو امار
بمہر چار نام کلمہ سے فاشا
ناب ہو کہ کو کہ پتہ زہرہ باوقار
باتک علی سے تہ علی اس نہایتیں
دیکھتے ہیں چار نام ہی کے کہتے ہیں

اس خوش پروا کو ایہ صف شا
 میں دفعتاً کھڑے ہوئے اعدا کی فوج
 جو صورت زورہ ہوئے سوارانِ شیراز
 جسم کی خفین بن گئے سر تا قدم بدن
 میدان سے پاؤں اٹھنے لگے دوڑ گئے
 مارا لپٹا فوج نے غائب کیے جھلکے

منہ عالم اگر پہنچ گئی تیر غم پریری
 غمت سے کھلے تو سن در اکنتیری
 مہم سے بڑھی ہوئی فلاح کی لہری
 دشمن کوں کہنا ہے صہبند داری
 کہ ختم اسکے رُخ پیو دوا پند کرک
 یہاں میں اپنے نہاد ہے پہلے گداز

ہزاروں سو کو دیکھیں جو لالہ تیرا ہے
 ہزار کو رات کی پرواز یاد ہے
 منہ لگا پوچھ کرشی بادیہ ام ہے
 چکر لگی جس سے فوج تیرہ گز باد ہے
 گئی ہیں لڑکے سے تو میری بی فکری ہی
 چھبوں سے بخش اب بدولت پوچھ

تیرا ادا وہ نہ پیری۔ وہ نہ پیری
 کہ سدا کہ مہمان لائے پور کی پیر
 پہلے میں چھوڑ دیتا ہے یہ عہد سماں
 مینی کہ تم تازیانے کی صورت ہے ککشاں
 دم بھر لچی اس نہایت نہیں غریب و شکر و
 دل نوز ہے ہوا کا ہوا خواہ برق و

گھلا کر کسی نہ بیچے سہاؤ کو تیرا
 گوشت کی دھڑکے کے جان فزدا
 بہرغم تو شاد و گریا اور پیرا
 یہ کیا خطہ خنوں ہاں تو پاپا پیرا
 گو گو وہ عیالوں کے اب دل میں تھا
 اُموت بجاتے کے سوا کچھ نہ پیرا
 ہر صفتیں غل غل کا کون سا پیرا
 پوچھ کا مومن کہ شہیدیاں کا پیرا
 پوچھ کا ہم زبیب کہ لال کا پیرا
 پوچھ کا پھول کہ عرب کا پیرا
 انساں تو شہید گیل کہ شہید
 گردن ہار کے شہر کے باروں نہ پیرا
 پیاروں ایک کلمہ تم سے رستا
 میں وہ ہی خاک ٹپوں ہی ذرہ پیرا
 تو شہید یہ شہید کی جو شہید کا
 فاقہ نہ مومن ہاں تو شہید کا پیرا
 بچہ اچھی کیا ہے دروڑ کا
 سچا کلمہ نہ تو ایک پیرا
 بولا پیرا کی شکر دہ پیرا
 کچھ کلمے نہیں کی ستھار اچھی پیرا
 ہاں سر در تو بہر کہ شہید کا پیرا
 تو کہ شہید تم کو مبارک نہ پیرا
 اب دن نہ دھتے پاپ کہ پیرا

۱۲۵
 فولاد پوش پہرہ دم و عراق و شام
 پہلوں سے تانے ہوئے نیر و جہانم
 گزرو گمان کند و بزمیں کے تمام
 پورھنے کے قیاس نہیب نامے تمام
 کھلے تھیں اہل کادریہ تاج و تاجین
 فحاشے شہر میں تھے کہ بادل ہونے میں

۱۲۶
 فاضل تیغ کجا بڑے شاد و ری
 مایں بڑا قبا سے نیام اک طرف ہوی
 بڑی اسی کے قبضہ میں شہر کی قوی
 ہیبت سے پانی کوئی کسکندری
 تیغ روال کا خون کے گرد آب ہو گیا
 شکر کا حلقہ حلقہ گرد آب ہو گیا

۱۲۷
 اشد رے شاد و ریشم کرا بیدار
 و کھلا دئے صفائی کے سبب باہر کیا
 دریاں غول میں صوم غول کی پوچھا
 جو اگلا ایک بال بھی دو بانہ نہ بنو
 خود و جوڑو کے دل کو صفا کچھ نہ ہو
 ہلکا اک حرکت تیغ کا خانہ کی ہو

۱۲۸
 فاضل تیغ نام دریا تھی جہانم
 دریا جی وہ کہ تیرا حسن نہری کا قلم
 مفاہیم کی طرح سے اراغ خون شام
 دریا سے تب تیغ میں غول نہ تمام
 یوں غرق اب نہیں کم غول ہوئے تھے
 جو پور کا نام بھی بال ڈوبتے تھے

نغمہ الماس پوش اس زمانے میں فولاد کے ہتھیاروں پر زہر کا یا فی جزا ما جاتا تھا۔ عجیب نہیں الماس پوش بھی مطلب ہے
 یا فولاد کا لباس جنگی اتنا پکھلا تھا جیسے تیرا تیر نظر نہیں مل سکتی تھی تیر

فصل

قدور کے آرب تیغ سے سب یوں کرتے
غصہ سے بولے چین چین بولے
پیل گئی وہ چین چین سب رات رات
اک داریں فرات کے پار گئے
جوت سے جابل فنا ہوئی قلاب کمر لیا
کشتی تو غرق ہو گئی کمر بھرا

منبت عظیم

گرم دریا کہ اس علم دریا
وہ جاہ و ادھر ادھر اسلام دریا
سب گرم گرم سب اے اے اگر بولا
وہ لگی کھا کہ لالہ کہ سار سب بولا
الہ خستہ کو دریا اودم آہ آہ
خود و کس کو دریا و دریا و آہ آہ

منبت عظیم

ہوم دم حسام کا اعدا کا دم بولا
ورود الم سو بولا آرام کم بولا
صمصام سکے اور دل اعدا دم بولا
وہ دل اگر دریا مال عدم بولا
ہل کر کلام
مخبر دم بہ خبر کمر و دم بولا

فصل

خبر نہ لگن آؤئی شکر شکر بول
دو بول بول بول گئی بارانی سحاب
مراغیاں شاد گئی گود نہ بول کباب
گئی کہ سے شکر بول بول بول بول
خاک کہ کہ شکر بول بول بول بول
بانی بانی ہا ہا ہا بانی بانی بول

۱۵۱

و کسوز انقباض جو بنی تیغ بر تن دم
 جگر کے حال کی پر پڑی تھی غم غم
 نکلادہ گئے زخموں سے دیوں و دودن ہم
 جاڑے ہیں جیسے تھکے دیوں کا بچلے مجھ
 دم ادا نہ دے دیوں کے ساتھ تھر تھراؤ
 اور تیرے پیچھے کبھی پہنچاؤ اور ادا

۱۵۲

خفا کے سینے تیغ کی قمر دل میں دہ
 وہیں جاکر کھینچے جھڑت سے چاہ
 دیر لایا اس نے کچھ لیا دراک تھی تھی
 گراہ اس ترے ہیں تھے نشید و تباہ
 کہنی نظر جو رہا عدم اس حسام میں
 ہر مرت تھا ترہ ترہ راہ الی شام میں

۱۵۳

شہر شہر کے عجب سے جی تھے تھک گیا
 کہ بیہوش کے دست سحر گن نہ کیا
 اگر دن سے نہ زمین پہ کاندھے سے کھلیا
 بوسہ اگر ملو اگر کی کو دن کا لے لیا
 پہنچے کہ مر اٹھا جھکنا زینت پر
 دن کو پہاڑین پر سر پہنچا زینت پر

۱۵۴

سہرا دل پہ پڑ گیا کہ کچھ پائین
 کہ کیا کمر سے غرور اور دل پہ چین
 کہ تین حرف تیغ میں تھے مادیانین
 تعلیم کئی ہو گئی اعلیٰ پر فرخ عین
 کہ شہر سے تن قدم سے قدم خاکٹا تھا
 کہ شہر وادہ کا افلاک سے اٹھا

۱۵۱

۱۵۱
کلیں بڑے قدر انداز اگر
اگر ان کی کیسی ہوئی تھی کجاں
نہ کہنے کے لیے سے نصرت کو دیاں
چلائی موت تم کے اب میں چھوڑ کجاں
یک قضا کو مئی نذر آسمان سے
تم علم کو تیر پھیتا ہے تم کی کجاں سے

۱۵۲

۱۵۲
پہلاں نہ نازک تو کجاں ہاں تھی
کیا گئی اک پناہ کی تو وہ پناہ تھی
بنا دیتی ہوئی ہستی تباہ تھی
بند اس گمراہی گناہوں پر تو کجاں تھی
ہر جاں شہاب ترسے ہیں اک کجاں تھی
پہلو ہر غم کوں کی تو مئی تو اب تھی

۱۵۳

۱۵۳
کہن بابائے نگاروں کے دل دینی
سینہ میں صاف لگے لگے پیکان آہنی
دیوار چار آئینہ حبس تیروں سے بھنی
بوی زارہ لچی امری اک کھوں کی دینی
پیکاروں سے علقہ طوق جو مورو ہو گیا
تو حق کا نام خانم زہر ہو گیا

۱۵۴

۱۵۴
پہلیاں تھیں جو تیر چال چلتا تھا
اک نیر خرقہ تازہ بدن سے چھپتا تھا
گر مئی سے دل پر نہ ہوا کچھ چلتا تھا
بہ زخم کھائے ام کھوں کو غرقا بدلتا تھا
پیکار نانات سے بویان بدن گئے
مرتلجان شمع نانات پہ تیر بن گئے

۱۱۱

خانی بوا سپاہ سے سب عمر قتال
کے چاکے دیئے گئے پورا کر تو خصال
خیر خیر خیر خیر خیر خیر خیر خیر
تقہ تیروں سے چھٹا نوادہ تیروں خصال
حضرت چاکے سے صاحب شہید تیروں
بوا تیروں کو چاکے مائیم تیروں
بوا تیروں کو چاکے مائیم تیروں

۱۱۲

بڑے کما عو بانی ذرا سا مو حوت
بچھین دوں زینہ کجائیں تخت سلطنت
بڑے حسین کج بھجیں کیا اس تخت
بہت ہی بھجے مہر اک کی مصلحت
بہت ہی کج بھجیں کیا اس تخت
بہت ہی کج بھجیں کیا اس تخت
بہت ہی کج بھجیں کیا اس تخت

۱۱۳

زینت نہ دربار کے کما کر کو محراب
اور پوچھا تم کوں بوا کیا کرنا کیا
مطلب کج کے دوسرے حیدر کیا کرنا
خوام کج مری کج بھجیں کیا کرنا
میں پوچھا کج مری کج بھجیں کیا کرنا
میں پوچھا کج مری کج بھجیں کیا کرنا
میں پوچھا کج مری کج بھجیں کیا کرنا

۱۱۴

دوسرے کما کر کج بھجیں کیا کرنا
دوسرے کما کر کج بھجیں کیا کرنا
دوسرے کما کر کج بھجیں کیا کرنا
دوسرے کما کر کج بھجیں کیا کرنا
دوسرے کما کر کج بھجیں کیا کرنا
دوسرے کما کر کج بھجیں کیا کرنا
دوسرے کما کر کج بھجیں کیا کرنا

۱۶۱۹

ہوئے حسین جان جاہل سے نہ ماناں اوداع
لے میرے بوجہ ذرا سے مرے سداں اوداع
لے میرے جہاں شاد مرے جہاں اوداع
حاجی خضر رسولؐ بے پناں اوداع
جہاں سے جہاں سے ہوا شکر اوداع
جہاں سے جہاں سے ہوا شکر اوداع

۱۶۲۰

شوق مرگ میں کیا شکر با وفا
جلادوں کو چکاڑا اب کم کر جدا
وہیں نہ وقت راہ حسینؑ کی کیا
نہ ہو کر کم کر دہل ہو کر تیرا کیا
سداً ختم ہوئی تیرا رسولؐ کی
موت سے سارے دین سے شاد و شکر کی

۱۶۲۱

کہ بہاؤ غافلوں سے نہ کرنا مور
جو کیا چھپ سکتا ہے غفلان ہوا
بڑی غنیمت کی اور نہ نہ چھوڑا ہوا
جس کی اونی ہو کر شکر ہوا
فراہ غنیمت دل چاہا آہ زین ہوا
اور یہ حیرت کی کام سے زین ہوا

۱۶۲۲

دور سے یاد ہے کہ مرے شکر اہم
زیب تھا ہے جہاں کا مال ہوا
میرا پیٹنے کی ہے لکڑی کا نام
کتاب کا آرزو میں ہے میری غلام
میں شاہ میرا ہے حال کے واسطے
میرا ہے جیسے ہو وقت کفالت کے واسطے

مفتیں کے دیکھتے ہیں ہر حال
 اگرچہ جو متا ہے دوزخ میں لال
 بہ حقوق پر دھال ڈھال بہ غرض
 بہتیں چاند فتن کے تھلے ہیں نہال
 دل کو فو تو دور سے بہت قصہ کہہ جا
 کیں وہ نام ایتنا ہے شیراز کا

بھیلا کے ہاتھ نہ منے کہا جا کہ نقش
 اٹھ میری جان اٹھ اس وقت کھینچیں
 وہ جو لاکھ اٹھتے نہیں دیتا درد دل
 اک بکرا اسلم بھی نہ مانیے دل
 نہ پہلے اسلم چپ کہ ہر غم چھو گیا
 کچھوں کی تیری چوڑی اور ہم اور کیا

عارف بچاؤ کے شاہ نے عارف کو کھپا
 کہ فو نہیں ہر دل جو درد کو کیا
 نہ نہ اشارہ غیر نہ سادات کا کیا
 مہاں کو لے چلا ہم شکر کیا
 اصحاب گدلاش کے تھے تو نہیں
 ٹول کے رہا تھا کہ حسین میں

کتنے ہیں جب کریم ہی شکر کی بارگاہ
 کہ فو نہیں دے لگا جان شاہ شاہ
 پوچھا غیروں نے تو یہ بولادہ غیر خواہ
 کہ اس دوزخ بوری ہی جاتی ہے آہ
 کہ دیر یاس سے امرا قبا کیا کروں
 کہ قابو ہوئے تیرا قافلے کیا کروں

حاصل

اصحاب نے کہا کہ کیا لائیں گے ہم
پر تو بھی جا تھا جب کہ پانی نہیں ہم
کیا کہ از روئے کہہ سکتے تھیں کہ ہم
وہ بولا کوئی دم کہ جب وہ ان کو ہم
سنا تو وہ پوچھا کہ پانی پانی پانی
میں سے کہہ لے کہ پانی پانی پانی

حاصل

نصف گھنٹہ میں کہ اصحاب نامدار
میں سب ترس تھار تو تھم پر پوچھا
میں سے کہہ لے کہ پانی پانی پانی
اور تو تھم سے اس پانی سے تھیں تھیں
کہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
لاش سے کہہ لے کہ پانی پانی پانی

حاصل

سب کے سب ہم تو ہیں حاتم علی کہ
یہ کہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
لاش تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
یہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
کہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں

حاصل

یہ یوں یوں یوں یوں یوں یوں
زینت نے اپنے ہاتھ کی تھیں تھیں
ہاتھ کی تھیں تھیں تھیں تھیں
یہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں

۱۲۱
 آہستہ آہستہ ایک فکر پہنچا دیا کہ تھوڑے
 پہنچے چین ہوئے کہانی ایک ایک گناہوں
 آہستہ آہستہ ایک فکر پہنچا دیا کہ تھوڑے
 پہنچے چین ہوئے کہانی ایک ایک گناہوں
 آہستہ آہستہ ایک فکر پہنچا دیا کہ تھوڑے
 پہنچے چین ہوئے کہانی ایک ایک گناہوں

۱۲۲
 شہر و دیہاتوں کے لوگوں کو کہہ دیا کہ
 شہر و دیہاتوں کے لوگوں کو کہہ دیا کہ
 شہر و دیہاتوں کے لوگوں کو کہہ دیا کہ
 شہر و دیہاتوں کے لوگوں کو کہہ دیا کہ

۱۲۳
 وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے
 وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے
 وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے
 وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے وہاں پہنچے

پہلے تھے کہ دیکھ کر کیا ہیں شہزادین
 ٹٹک لکھتے تھے ان کا دربار جو ہو بھون
 ہوا اس نے وہ کہتے تھے علی کیسے کیا تھیں
 کھو تو جو کجائے کا صندوق اسے بہن
 وہاں بہن میرا بیٹھتا ہے ال فاطمہ
 زخم کھل چکا ہے باندھو کجائے رومال فاطمہ

رومال فاطمہ کا جو لائی وہ دل تیرا
 شہزادے پیرا طلق ہو وہاں کہہ نہیں
 تیرے لنگہ پاس سے کیسے شہزادہ تھیں
 لطف و کرم ہو گیا چھوڑو وہ شہزادہ تھیں
 اسے ہم علم کرنا ہے شہزادہ کا جان کے
 کچھ سے کہہ چکے ہیں اس بہن جان

گرنے کی جا جا اور یہ بہن پیرا کی جا
 وہاں کا یہ حق ہے یہ خاطر یہ مرتبا
 ہوا کہ وہ کج جب نا ہوا وہاں کہہ بلکہ
 وال کی قید ہو کر ہے بہن شہزادہ کی جا
 چوم کر گری وہ وہ دل افکار لاش پیرا
 روئے نہ دیکھو نہ کہہ کر بار لاش پیرا

موتی سے لاش کو تو اس طرح لگاتھا
 پیرا لاش کی لاش ہوئی وہ لگاتھا
 رومال فاطمہ جو بندھا طلق ہو گیا
 اور سے لگے حسین کی پادشاہ کی پادشاہ
 لم ٹٹکا اور کٹا شہزادہ شہزادہ کا
 محمد یحییٰ بہر کو کٹا لکھتے تھے

۱۷۱

سے تیرا زہر سے میں ہی تیرے پیاری
کی قسم تو دلچسپ ہے تجھ پر تجھ پر
اے غم خیز دل پہ تجھ پر تجھ پر
ماہر بن بن بن بن بن بن بن بن بن بن
دل و شمسک دین کا دوسرا بن بن
گونا گونا بن بن بن بن بن بن بن بن

۲

دہائی

دوست کا تیری اُمید و آرزو
تو دھوپ کا کفن سے گرم کر لیا
بھٹنہ دیا بارگاہ سے نہیں
تا بوت میں دل نہ ہو نہ پیرا کر لیا

دہائی

یار بے جرم و حق زینہ ہے
عراق زہر بھرو میں امر افغنی
وہید کا حکم کیلئے ہوتا ہے دیر
جو تیرے یہاں ہے وہ زائید ہے

دہائی

باد و نسیم کو دھن شمع کو تیری پی
عالم میں ہر اک کو ایک دھیر ہے
بھیلے و بچہ علم و غیب و قوت
جس کو کہو بچتا ہوں وہ تیری ہے

پہلے علم ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 پانی ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 پہلے علم ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 پہلے علم ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 پہلے علم ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 پہلے علم ہے کہ علم کا شمع شمع کی

۵۲
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی

۵۳
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی

۵۴
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی
 نور حیات ہے کہ علم کا شمع شمع کی

نور حسن سے قاصد غیر المہم بن
 مانیہ جی کا ہو جس کے علم میں
 دل اب بڑھ چلا منتری جی ہر قدم بنا
 پاپ پویش میں علم وہ سجا پ کر مینا
 دامن اڑا تو چرخ پیہ غفلت لا ہوا
 کچھ غدار کے رفیق کا چٹکے کھلا ہوا

اس ریت زباں م نہ علم کروں
 پھر مٹی بلند کا شکر کہ کروں
 مجھ پہ آ نکار و دستِ علم کروں
 ریت میں سلک نفلم کے چمک کروں
 شیشوں کو فدا یا ریت ریت ضرور ہے
 اس ریت بینی کی درایت ضرور ہے

جب شاہ انیک کو غلامی غلامی علم
 آئی اندھا لک سے ابھی بچتے ہیں ہم
 جاری ہو اویہ علم خداداد و محترم
 ہاں قدیم یہ علم آج درستی کرو ہم
 تیار ہو سر دہشتہ کی خاطر نشان کرو
 یہ غم کی فکریں خاطر نشان کرو

مردم خاندان قدرتیں کیا نہیں
 چوب کوئی غیر و را کے در انہیں
 ریت زبیں پہ لائق فتن خد انہیں
 مانشا کی علم یہ خیال کی ہو انہیں
 ہو کائنات قائم آج یہ رتب کی ہے
 ہو کھو خد کے گھر میں ہے وہ بی بی علم

۱۱۱

کامیابی خوشنشان سبب فرشتوں نے کیا کیا
 ورنہ ان سبب فرشتوں نے کیا کیا
 کہ ان کے علم سے چار علمداروں کے وہ چار
 قریب و غم سے غم صفت شاعرانہ سیرہ دار
 و پیو پیو میں ہم ہیں تم تہ و جھوٹ کے واسطے
 کہ نے کہا میں سیرہ دار کے واسطے

۱۱۲

جوئی نہ بھی زبان ادب کی کیا خطاب
 جو علم و دانش سے بجا لاء تم شباب
 پیو نہ نچ دیں سے میں ہوتا ہوں بالباب
 کہ شاعر کی جدائی میں ملتے ہیں خواب
 حکم غریب اس سبب بھی کہ خوشی ہوا
 اچھی سی اپنی شاعر مری ہو چکی ہوا

۱۱۳

خوشی یہ کہ جسے جانب ہوئی ہوئے ہوا
 حکم سند و شوق میں کیسے کیا ہوا
 جو بے گھوم گھوم کے ہو چکی کم کر
 شاعریں ہو تھیں گئی ہیں پھیلیدہ چاچا
 ہر شاعر چاہتی تھی کہ میں فرماؤں
 تو کہ غم نشان رسول حجاز ہوں

۱۱۴

کہ علم فن قدیموں نے کہہ دیا تھا
 اچھی تر سب بھی یہ سہا پر تھے پند و
 ہم سہا ہو ہو مصلحت واجب اور ہجو
 فن جوئی کی ہمیشہ سب ہجو
 کہی ہوا کہ تیرے ہو بابا سب ہجو
 کہو اس کی شاعر کا ریت پند سب

۱۳۱
 سب سے موافق و ہمدام کام فرما رہے ہیں
 وارث کی لاش بڑی بڑی چوہ کے جیسے ہیں
 کہتی تھی ہائے باز نے سلطان شرفین
 قربانِ حالِ علم حضرت حسین
 نہایت جب یہ تم پر پیرست ہوئیں گے
 تو میرا ایک اکھیں چوست ہوئیں گے

۱۳۲
 قریب چکاتے نام کیا اُس نے بھروسہ
 عباسِ حالِ علم شاہِ کم سپاہ
 یہ شے قدیروں کی بھی حالت ہوئی تباہ
 بولے کہ اس عزائی قیامت تھے لالہ
 حالِ ترسے پیاں سے احوالِ روزِ نکلا
 ہو کہ یہ سبب ہر سر پہ مرقع ہو گیا

۱۳۳
 چلائی کم کو پیٹنے کے وہ وارثِ شہید
 کیا علم کو ہائے اس شہری کی نہیں غیر
 پیار ہی پھر سے لگی اپنا لٹی کی برہنہ نمز
 پیچھے لگاؤں تم کے درختم گرہ سے
 اس کے نہ چو پیاں کیا تا کہ شہر ہوئی
 منہ خود ملنے چارے کے وہ وارثِ شہید

۱۳۴
 القہر قدیروں نے بارشِ کبریا
 اس شانِ کو دروست مثالِ علم کیا
 راہِ شہرِ قربِ خجائ کا پھر ہر اکل دیا
 یہ خود کالائے پئے شاہِ انبیا
 قاترِ خی نشانِ فوج سے نیم کوٹھے
 برباد کے ہر دم کی تھیم کوٹھے

۴۰
 مژہ کے سر پر یہ چنگی ہے
 چلے دست بوس باز دوسے چنگی کو را رہا
 جبرائیل کے دوش پر یہ چنگی ہے
 جبرائیل کے دوش پر یہ چنگی ہے
 کیا کیا جو ان جی کے گلے سے آٹھ گئے
 اس کے آٹھ گئے ان کے زمانے سے آٹھ گئے

۴۱
 کہ خورشید کی یہ چنگی ہے
 پڑے ہیں تین تہاں باغ اور مے
 کہ کچھ کو خورشید کی چنگی ہے
 کہ کچھ کو خورشید کی چنگی ہے
 کہ کچھ کو خورشید کی چنگی ہے
 کہ کچھ کو خورشید کی چنگی ہے

۴۲
 کیا شان ہے علم کی عجیب و غریب
 پہنچا ہے یہ نیرت خورشید ماہ ہو
 جہانے زین فلک پہ تو عید ہی یہ ہو
 جہانے زین فلک پہ تو عید ہی یہ ہو
 جہانے زین فلک پہ تو عید ہی یہ ہو
 جہانے زین فلک پہ تو عید ہی یہ ہو

۴۳
 فوجِ خدیں لکھی ہیں طلبِ جا رب ججا
 یوسف ہے ایک اور عزیز اور ججا
 شقائقِ بین عزیز اور انصار ججا
 شقائقِ بین عزیز اور انصار ججا
 شقائقِ بین عزیز اور انصار ججا
 شقائقِ بین عزیز اور انصار ججا

الفٹ کے خوش بین جو علم بیان چاہے کیا
 دان دارشہ علم کا بھی شائعا ہو گیا
 بیان شہ آفتاب جو چاہے کیا
 دان غنیمت اشتیاق کا دل میں ہو گیا
 پیا پلا اس نشان کی کب چھاؤں دہرا
 حال کے پاس اسے جو عارفان دہرا

۵۲۲
 ہر سبب پر شاق ہے اسید و انتظار
 پر تابع رفا سے عین جان شاد
 زرب کے یادگار علم کے بین و شاد
 لیکن بڑا یہ کہتا ہے چھوٹے سے بار بار
 بھائی علم کو اس کا اٹھا کر نہ دیکھو
 محنت کو اور علم کو برابر نہ دیکھو

۵۲۳
 اولاد پر ہوا مال علم کا جو ہے گمان
 دیر کھڑی ہوئی ہیں کس پر وہ پیمان
 باوجود کتنی بھاری خاطر ہے نشان
 قانع ہے اور بخیر مر اگر ہوا
 غمنا تو کل اور دھارے گئے ہیں
 ہستی بھوکے جھانکنا گئے ہیں

۵۲۴
 ہمت کو علم کی ہے زرب کہ مرین جا
 مالک کہین علم کے نہ ہون مرے دریا
 داد ہے فکر اند کا تو فانا ہے مرتقی
 کہ یہ یوسف عین کی منصب سے ہے سدا
 آخر جب ہو موت بین وہ معلوم ہیں حق
 مایا علم تو وہ وہ نہ ہون گئی ہیں حق

۵۲۷

کس دن کہ واسطہ طلب بریں بخت
واری بہت چورے ہو اپنے دودھ
پیر پیر سرد و لالہ زنجیر کو محبوب
دینے کس فن پرینتی کا بہت
گھر نہیں حسین کے صدمے کو لائی پون
بین جہان شان ہونے کو مرگے کئی پون

۵۲۸

شاہد ہاں حسین کا جاہلوں میں
کیا عمر کا نظم و نطق دیکھ کر ادھر
عجیب اس کی طرے کو مرے شاہ کج
فرمایا ہاں اس سے کم لایا ہے کچھ
پیر ہوا شہید رنج و غمت قریب ہے
پیر وہ کے پیچھے زنجیر غمت غیب

۵۲۹

دیکھ کہ پاک بخت شہی کا بگڑنا
غصہ میں آئے زیر خاک تلے سر نہ ہو
بھائی کی خبر کی مین کو خبر نہ ہو
دشمن جنت میں خبر خدا کو نہ ہو
نہیے ہن کی اس بالی ٹوٹ جائیگی
بھلا نہ دے لگی وہ بچی کو رو لے گی

۵۳۰

عجائب لائے پوئین اور کو علاحدہ
فرمایا کہ کیا ہوا ہاں کیا شہدہ
کی عرفیہ بنیاد لڑائی کا قاعدہ
اوپر لاکھ جمع ہوئے بین ملامدہ
مردن کو خوب متانت کھلانی ہے
اونیس لاکھ تیغوں کا پانی پانی ہے

۵۲۷

دنیائیں ہیں جو نام آبرو و دہا ایل شر
پر لکے عہد و دنیا ہے عہد سے اُغین عمر
منظر و رہبر جی کے دلی عمر کا قمر زار
حق حسین قیود سے ہم غنیمت مال و زر
کیا رہے بد سے رستے کیلئے شاہ سے پل
ایمان سے رستوں سے اٹھتے پلچرا

۵۲۸

گھاؤں کا شہم ہے جھینجی زبون صفت
راخ و رخ پر شہر ہے دار و فرشتے
پیلپسوں کو خط آبر سے اٹھتے بجان
کہتا ہے پورے دلوں سے ہم عمر چہرہ
ہاں سر فرشتہ جان لڑانا لڑائی میں
پیلپسوں کے خون کی نہر بہا تا مٹی میں

۵۲۹

اب دیکھئے فرق تشریب و جہان شام
فرمانک روئے میرہ ہم عمر زشت خام
سہ تہ تیغ ہو وادے غیبِ حجاب کا مقام
لیکن دیر نام عمر کا جو ہے غلام
گر دہن پہ اب دماغ ہے اس کچلکا کلا
ہم کو علم دیا ہے عمر نے سپاہ کا

۵۳۰

بان ابھلک نشان بھی عداوت کا نہیں
افسوس کہ چور سستی فوج فدا نہیں
ساعت چکی کوئی گنجلک کی ٹہری ہوا نہیں
فرمایا غیبِ ایشیائین قضا نہیں
بھائی تہیہ سفر گر آج ہے
ساعت کہ دیکھئے کی غین غین

۵۳۲ بولادہ سر جلا کر بکارتے ہیں حضور
لیکن بڑے حضور سے اظہار سب حضور
لایا بولن لکھیک بن غینہ شکر غور
بڑھکر ادب سے تم لکھیک بن غینہ

۵۳۲ غازی کے پاس آئے پنجو ہم صلے
دو ہر بن آن سے سب خبر بن اور یہ کہ
حضرت کو آپ چاہتے تھے بنین یہ ماجرا
وہ بولے آپ ہی کہتے ہیں بنین خدا
فرمایا عارفانہ تجاہل نہ کہتے پنجو
پہچین اس بیان کی اور کو نہ کیے

۵۳۳ عالم کا دان سب بن اسد کا غلام
عباس یان غلام شمشاد شاہ مٹی عام
کہنے ہیں اس خبر سے تامل کا سب مقام
بھجھیں کہتے ہیں حسن طلب تب نہ زام
سہارا دھرم کی نذر سب کہے چین کی
کو تو سلطنت ہے غلامی عشقین کی

۵۳۴ بنین چاہتے ہیں بون بنین بان ہم
ناگاہ ملک کے لپکتے شمس اہم
بھائی بڑے فیور ہو چاہتے ہیں ہم
بان سب تھاری کہ سب سہلے حافظ ہم
ہم کہے عمر نے دیا سہلے نال کے
بول کا غنی ہم سب طلب کال کے

سے شے پڑا تو کاغذ کا طلب کیا ہوا خیال

ان کے نہ رہا پوری فہم سے بیان حال

منسوب ہو آپ کا خود یاد لکھ گیا سوال

تجربہ جو میرا مال عہدہ سب تھا رمال

مفتا میں نہ فوج کے اہل و عیال کے

بلکہ تمام گھر کے مری جان و مال کے

بہترین سب کی دانش کا تقب کیا

بہت الشکر سے محنت نہ مرا اظہر کیا

آپ کا دورہ قاضی کا درویش کیا

دیکھی تو قال ہر علم شکر کیا

سب جو بنی اس سے تھی ریت کی بابتین

نظارہ کا علم وہی اس کتاب میں

پھر خاندان دانش کر پڑا بوسے

پڑھنے کو سب عبارت پڑا بوسے

مثنوی نصیب علم مصطفیٰ بوسے

یک منہ باز دوست لکھ کون تھا بوسے

دو دن قدر مزین ادب میں گزرتا بوسے

مگر کس کو کس نے جان پڑا بوسے

انہی تو کیا کتاب کی انہیں ایسے متقل

پڑا تو آیت قناعت سے پہلے

دیکھ کر سنان کی اطلاع کر تھیں

بہترین و بعد کہ نہ لکھا شاہ دین کا دل

دوست لکھیں نصیب ان کے دل

اگر کس کو عین نام مبارک پڑا

۱۲۱
 ناطق ہوایہ مصحف ناطق ادھر آدھر
 شان زول مصحف زرا کی دودن غیر
 مدتی تھی جی جی کو نہایت وہ بے پیر
 کہ تھما جبرائیل سے غلاق جسد ویر
 جادو تیسیم خیمہ دور اکوت اردو
 ہوا جہاں شہا شہاں خدو کو اردو
 ۱۲۲
 یہ کرم و الجلال جو پاتے تھے جبرائیل
 ارق و ہمارے چین تے تھے جبرائیل
 افسانہ عجیب سناتے تھے جبرائیل
 خاتم النبیا کو شہین لائے تھے جبرائیل
 ہو کر جبرائیل تھے شہین کہ تھے
 بابا وہ حرفت حرفت قہند کرتے تھے
 ۱۲۳
 کھولا اچھا جو مصحف شان و دوسرا
 بیٹھے علم کے واسطے کہ خدا کیا
 بنلا کہ پہ پہ قہر و شہا کہ بلا
 کھنکھتے ہیں یہ زبانی جبرائیل مہین
 فوج منہ کی زیب عباد اللہ جبرائیل
 عجیب ہو رہا تھم عباد اللہ جبرائیل
 ۱۲۴
 پھر ما قہتین یہ علم شان ام
 عجائب کی طرک کو پڑھے خود کی قہم
 زبیا تم کو شہر علم کی سو آپ نے ام
 جو جہاں کو حشر اس نے تہدین کو دیا علم
 ہمزہ کی ارادت پائی بہین نذر دیا
 مہم قہن پہا کہ کہ وہ پکارتا کہ مہیج

۵۶
 چھاتی سے اٹھ کر دعا دعا مانگے
 بشارت علم نشان رسولِ امام نے
 مجمع کی حضور کو اس زینت نام نے
 سیر کی غنیمت پر غنیمت کی اسے شے
 سیدھی جو خوب بباروشے شفا کا نعمت فرج
 چھینوین بیان محکم کی زیارت محرم فرج

۵۷
 پرندہ سے کہوں شمس کی شمع
 کا گوشت چین کھٹ سے کھٹ کو تو تو
 حق کا یہ کہ خدیوہ اول اؤٹ سے نہ اسم
 ہو تے ہیں پہلے فن کے سب عامل علم
 بہت نصیب حضرت بوٹے کی ہو گئی
 علی اس پہلے مر گئی ایسا بیاں ہو گئی

۵۸
 جانوں سے نہ ہو کہ ہو چکا یہ جبراً
 جا کر کہ عمر سے خداوند کبریا
 بلا دہ کیا۔ کہا کہ مبارک کرے خدا
 دان تو تو سب چاہو شہید بن کر گیا
 بھسب بواپ نہ جب کا نہ پیا نہ خفا نہ
 جو جو کہ پوتے تو تو خدا سے جدا ہوئے

۵۹
 کلمہ نینین رب بن یہ بیت خدا سے ہیں
 عباس بن علی کے خلف یہ تو تے ہیں
 ہم کو ذل جبریت ہو رو خدا سے ہیں
 نعم سے لیکر ساقیہ نہ کھجی یہ ہیں
 اب بو لکی حق نفی نہ کیا یہ ہیں
 تم کو اس کی شہ سے وہ شہ کلمہ ہیں

۱۵

دوست ہیں اک سرِ غم پر شاہِ اداست
بجا تو چاہے پانچ غم و فنِ شام سے
بجھا بھلا کے ان کو جو اکرام سے
مل چکر غم و فخر کس کلام سے
اس سے بھلائے بوشِ دیں پہ چوک
م سے میں گے دو بج بولتے ڈنک

۱۶

لے کشتیاں بھی مودنی اور سرِ جہاں بھی
آدابِ عرفی کچھ اور یہ پیرِ عالم بھی
ہوتا ہے پونچھ امی کو حاتمِ غلام بھی
کو تم تھاری اک بے اور کلبِ شام بھی
نقشِ دل کہ رہے ہیں سلامی کیوں ہے
سرِ دار مست نہیں غلامی کے واسطے

۱۷

یہ عمر کے بھل دیں تو فنی عزت میں جاؤ
مست نہیں بات پر دمِ اعلیٰ سے جاؤ
مست سے جاؤ فنی سے فخر سے جاؤ
غصہ کے وقت کہ کھنڈہ ان سے جاؤ
محبت ہو ہی ہے فافاع سے نورین کی
دکھی ہیں ہم نکھیں کھل کے کھینچیں

۱۸

گر دن اٹھانے کے کلاش کرید نہ
ہل حق تو بکھڑے ہیں لگ بھبھ
اس نے کہا کہ اچھا ملا دنیا بے منہ
بجھا بکھڑا تو وہ کھا اپنے بڑا غم
بال پر یہ پیر کہ کر نہیں کے لالہ
دوست دوست دل حسین کے دل سے نکال

۱۲۵

آیت چہ ہم دونوں کے بچپن پر بدست
گرفتہ کریں کہ میں نے تم پر ہی کا علم
کہنا کہ وہ خوشی تھی تمہاری کہیں گے
ہو کہ جب تمہیں کا سر ہونے کا علم
ماہ نہیں بچہ آرات سے سر پہ ہم کو
عبار کا علم بھی نہیں دیں گے ہم کو

۱۲۶

میں ہم باہر کہ پہلے ارادہ پر شہ
بہی بکونی کام اچھی لائے ان کو
پہلے سے اچھے اس نے پہنچے عید و علم
پہلوں میں جن کے نصیب ہوا مٹھ کا قلم
دوستیاں ہیں ایک میں تو کم دھام مٹھ
اور ایک میں پہنچے ہوئے دوست تمام مٹھ

۱۲۷

سکھان بدلتا پیچھے وہ بگڑا
تو تم کے اٹنے کو تقدیر دریاں
رشتہ کی ہر قدم مٹی نڈا اچھا بیاں
کہ یاد اب کھرے قہر وہ نہ بھڑکیاں
دو فون پہ کچھ غم کا کوئی ایک بڑی
خوشی میں نہیں سہیں ہے ایک بڑی

۱۲۸

غم کی غم تو نہیں رہے کس کا علم
آسماں شان میں عید و ہجرت اسلام
چان بان مان گئے رستہ ان تمام
والہ ان گنم بہ سب آرات کا اختتام
یہ بچپن نظم میں کھینچا جی میں گنم
مکمل ہوں میں کہی نعمت کا ہو گنم

۱۰۰
 حلال ہیں سب پر یکساںوں نے کیا کیا
 تم کو نہ حلالیٰ مسلم مصطفیٰ کی ہے
 منصب تھا راہِ بھائی کو اپنے عطا کیا
 شکستے اُن کے آپ اٹھ اُٹھے جا کیا
 سمجھیں نہ جب بزرگ تو خود کو جا کیا
 انستِ خلقت کی دین ہے ہمیں اجا رہ کیا

۱۰۱
 پیغمبرِ عالم بھی ہو دیں تو نہ کیجے
 حاضر نہ ہو علم میں قبول ان کیجے
 سب کچھ چاہئے قبول ان کیجے
 سو علم کی پیاس بجھائی کو تیجے
 باحق ہے یہیں شوق سے تشریف لے چے
 کمر از سر زینہ کھڑے ہیں چلے چے

۱۰۲
 فضلِ خدا سے عاقبت اندیش ہیں مغرور
 دھیان اپنی ماں جان کے پرورے کھو
 اُس فووق کی اک کھاسب نور و نور
 پوچھو نہ خاک پرورے شرب میں اور نور
 دنیا پھر نہ زمین پھر نہ سماں پھر
 ہر شے کمر تم سے دیروں کی ماں پھر

۱۰۳
 ہوش و نکلت و مال و دوزخ دانہ ہیں اور کیا
 پوچھو کدو مسموم سے پور دانہ ہیں اور کیا
 دینِ نذرِ خمر و ان زمانہ ہیں اور کیا
 فرماؤ ہاں زبان سے یا نہ ہیں اور کیا
 بیتِ الشکر کے درجہ ہاں التجا کو
 اور پھر حق و وقت و نوبت شاہی جا کو

۱۲۷
 ہر قوم ہر دین کی زبان بھی ہیں بھلاہ
 دن کی تباہی سے کلام و دینی بھلاہ
 دین نہیں لگ کر نہیں حسد آگاہ
 فرمایا جو آپ قدم پر جاواہ
 جب باغی کہیں کہ جو باغی کہیں
 چلاؤں میں ادھر بھی فوٹے چلیں

۱۲۸
 مرنے والے تھکے گا جو کمر کاٹ لائے
 دوسروں پر تم کو برابر بٹھائیں گے
 بجائے پادوں سے شام جاؤں گے
 زنداں میں پوری لہجی نہ ہو کو پائے
 مقررانہ طور پر مانی لہجی اس کے
 جسے بڑے کی نہں بجا بجا کی

۱۲۹
 یہ لکھ رہے ہیں نہ غور نہ غور
 دوش کا پتہ دے بالابو سے دو کون
 غور سے کمر لگایا تو تیرے کون
 نیم غور کے کمر لگائی پھر کون
 تیرے صف میں تیری دھات میں پھیل
 آدھی عمر بیاں کمر سے نکالیں

۱۳۰
 اٹھ رہا ہے شرم سے شرمناہ افیا
 پھوٹے عین جین میں نہ غور نہ
 پہنچے بے فون کا اگر نوزوال کی
 بولا وہ یاد بچے رسم کا برس
 کیا پہنچے عین کا وہ یوں نہ
 تیرا رخ باؤنی ہی خوش و خوش نہ تھا

چلایا رخسارِ کرم اور ابھی ستم کا قلم لہا تھا
 ستم سب لہا لاشیں بھی دفن کرنا لگا تھا
 کہتا ہوں پھر قصور و معات اس کے ہو سکتا
 اب بھی سچے دیکھنے پر پناہ برا بھلا
 مانتے پتہ باندھ بیٹے دوسرا تو باب کو
 وہ دھڑکا کر کے لاش پیمانہ سے لپکا کو
 غم کی پاشی کے فوسوں نے یک یک
 سب میں زیادہ تھمتے تیرا بے دریاں یک
 چپ بنا بجا چپ کر کے ادب ادب کر
 تو سرخ زب کہہ سکتا اب کاپی ٹھکان
 بہلا نہیں خدا کو جو چاہتے نہ ہوں
 ظالم یہ ان کے کہہ پوچھتے جانتے نہ ہوں
 اوجھ کا ذب انہی شام تم کو قلام
 کہ غیبی تم صا دق سے یہ کلام
 اوفوں اور اویں تم کہہ کر ایں شام
 دن کو پرائے کہ جلتا نا بہ تم کا کام
 ایسے تو ازل ہی سے آہم غم غیب
 تو اویں کی تلخی میں عالم غم غیب
 لا بہ وہ علم بھی تو تلخ رہا
 میری تو بہت بات قید میں بیٹھا
 پیغمبری علم سے نہ دان غیبی کو اچھا
 سہرہ سب اس سے اک پلوں سے کھلا
 رتبہ ترے نشانوں کا ایسا ملا بھی ہے
 جو غم نے اور غم نہ ان کو چھو لجا ہے

قصہ

ادعابل شریعت بنی سب نام
افغان میں حسین کے چچا بوجہ کیا کلام
جو چکا خدا خدایا ہے عین اُن کے ہیں امام
شان امام یہ ہے کہ عادل اور السلام
منصفت ہیں یہ کہچ ہیں یہ مقتدر ہیں یہ
برقی وزیر اعظم ذاتِ خدا ہیں یہ

نظم

کل روز تشریف لائے اللہ کو دیکھنا
دین چتر درست ہو جنت کو دیکھنا
تھم کرتے دو دن و جنت کو دیکھنا
کس طرح بننا تھے ہیں اُمت کو دیکھنا
حکام ان کو ممبر ہے کہ باقی ہمارے
افغان اگر کریں تو تیرا شان رہے

اع

ہم مدنی عمر پیکر کر اسے نہ تھے
روزِ اُختابِ نبی کے علمدار تھے نہ تھے
جس میں اس قسم کے سرور تھے نہ تھے
نہا جوں کا دیوِ خورشید تھے نہ تھے
قبو جہاں ہم اس پر امام اور سے بول
تیجے کے ہوتے تھے ان کے ارشاد سے بول

نظم

اس بار کے اٹھایا کی طاقت بھی چاہئے
طاقتِ نیکیر نہ لیا طاقت بھی چاہئے
حال کو اس علم کے نہ طاقت بھی چاہئے
دل کو درخازباں کو طاقت بھی چاہئے
ایسا ہے علم کوئی میر چاہئے
لاکھوں سے جو ادب ہے کہ چاہئے

۳۳۳
 ہم اور وہ ہیں ایک تھے نہ خیال کیا
 آنکھ ملا ہو میں کو ملائیں دستاں کیا
 یہ تو ہمارے عین فوجی تھی ہال کیا
 حکم امام میں و فتاوت مجال کیا
 اس نہ پہ نظر بھی آیا کسی شاعر
 ہم بھی علم کی فوج بھی عجب بھی شاعر

۳۳۴
 او شکر کش نہایتیں تو اور تر از یہ
 اور کس قطار میں یہ صفت شکر پسید
 شاہوں میں بند و کعبہ تھانہ کا کشتہ
 آج کی خاک تک بھی زین سے بچو پید
 منہ کو خود دانی کے دو سو کیا لا
 بندوں میں جس نے زکریا کی غلام

۳۳۵
 دروازے اس عجب کے ہیں دو اس کے اچھے
 درباب سے ایک در پہ عیادت ایک پر فضا
 عشاق میراں کو عجز کی پتلا
 کہ در سے آتا ہے کو اور ایک در سے پتلا
 شاہ گلہ کا منہ بہرے کہ چاہے
 کہ در سے وہ اقلیم ہے اور ان پچھلے

۳۳۶
 یوں روز اک طلسم بنا اور رگڑا گیا
 یوں شب کی شب بسا جو منہ آگیا
 یوں کل نہال تازہ جالاج اور کھل گیا
 نام ترسراں کا کہ زنگی پہ پڑ گیا
 یوں دن نہ من حساب کا چھوڑا مجھ سے
 بات سے کہ کھڑے ہیں سواری کی دیر سے

باز و رفتن نامہ ہستی ہے یک رسم
یک اجل کیا کرتا ہے نامہ بریں رسم
مر نامہ عجیب یہ نشان ٹھیک ہیں رسم
پہونچے مقام گم گھر سے یہ خط سے رسم
گل ایک ہفتہ باغ بین گل میمان ہے
نہرہ گل بہار کی رخصت کا پان ہے

بنا رسم دوز کہ جواں دم گلشن
بھوسے رسم نامہ تعویذ کی رسم گلشن
انکھوں میں رسم نامہ مر فانی رسم گلشن
پارس کہ بھی پہاڑ کو کھو کر دم گلشن
سب نے زباں سے آج بقدا کا فراملا
ہم نے فقط زبان سے نام خدا لیا

ارشاد ذوالنہن سے اگر اقبال
پیدا ہوں سو ہزار زریں لاکھ اسماء
اور یہ لاکھ شہر ہیں ادنیٰ دریاں
ہتی بھی جا دو دل ہو کو موت بھی جا دوں
چتے کا سلطنت کے نذر نذر نام ہیں
ہم دو دونوں ایک دامن پیچھا تم ہیں

دیکھ زارہ کہ تم نے ہم سے ہفتی
گوئی ہم نے بھی نہ سے ہم نے ہفتی
پس کہیں نہ خود نے بھی ہم نے ہفتی
پتو کوئی گھر ہی میں جو چاہتا ہو دن
اقبال سے چین علیہ السلام کے
ایسے ہیں کہ قتلے ہیں دم و شام کے

جہاں علی بن ابی طالبؑ
 انہوں ہمارے علیؑ علیؑ علیؑ
 راہت کشائے فوجِ خداوندؑ
 سایہ چن کا بال ہماراؑ
 تر مژدقِ تمام زمانے میں کیا ہیں
 عجائبِ ان چھپے ہوئے کنوئیں میں کیا ہیں

ان کو علم ملا تو ہمیں کو ملا علم
 خاطر ہماری ایسی جان سے کہیں ہم
 اس نے اور بخشیریں علم تر دہم
 پر ہم تو فانی ہیں کیا شرفِ دو ہوئے ہم
 سردارِ ایک ماموں علیؑ اور دوسرا
 ہم سب لہجی ہے جہاں ہیں نمودارِ دوسرا

موتِ علامتِ مژغیا گزشتہ زمین
 ہم اچھپیں ہیں غریبوں کی مودتِ زمین
 غافل ہیں جفا کا نہ و فرشتہ زمین
 ہم کیا بڑے ہیں نہ پورے زمین
 حق نے ہماری ذاتی کو جب کہ خدا کیا
 رب نہ کہ ہمیں تیر ہیں بالکل عطا کیا

قدرتِ عیب کہ عیبِ اکبرؑ کیوں
 اپنے حق سے خدا کا غرورؑ کیوں
 چو خفا کی یادِ میر سے تیرؑ کیوں
 ہم کھوں میں نہیں مودتِ تیرؑ کیوں
 قدرتِ عیبؑ سب طرح کے غیبیہ کی
 کیا کہ نہ عیبؑ نہ ہوتے ان کی قدرتِ گناہ کی

حق

قاتل کو جام دیتے ہیں تیرے کہ جو حق
ہستے ہیں وہ غلام کی عبادت میں بہادری
چہرہ سب جلے گا ظلم نہ کر اگر سب حق
یہ خفا سب کا امیہ دریاں ہیں گلشن
سب سارے ہیں یہ جان نیکیاں ہے
سہیہ نو جان میں ہے نہ ساری ہیں جان ہے

حق

انگوں میں ہیں عیال ہے کچھ عیال ہے
علم کا درخت دہلیں کہ قوت خیر ہے
جب نہ سے ہم جو پاؤں تو آیت غنیمت ہے
درخت گلہ بہت ہے ہم کہ بہا ہے
سنا کر کہ دور ہو غمش لا جان ہے
یہ سہا بہت ہمارا دلی نیت آج ہے

حق

حافظ خواجہ ادا کے پردے کی خاک
شب کو ادا ہی ہمارے ہیں حق ال مصطفیٰ
اداں نے ہمارے ہوئے ہماروں سے کہ
است بہ جان حدیث ہے کہ جو تیرا ہے
شعبوں کے رخ شمس کی جہت کا درخت
بلورہ ہمارا کافان اتمام سب کا مگر

حق

ان کا بارگاہ نبوی ہمارا
دیکھ کر خاموش نہیں رہا ہمارا
ختم پکاری ہوئے و خدایا کی نام
دور و قریا دور میری فرزادی ہوئی تمام
یقوت کی کوئی دل سے نہ اٹھائی گئی
ایسے پیسے تم سے نہ کہم گئی

قصہ

تو ارستہ مارا تو یوں مارا بے خطا
اب ہاتھ جو بڑھو تو یہ کہہ رہا ہے کیا
تم نے طلب کیا کہ قودا پادہ عین
مطلب غرق مگر کہہ رہا ہے جو عین
کھاؤ نہ پاں کہ چلو نہ کچھ کھاؤ
اگر کچھ کھاؤ کہ تم کو نام نہ ہو

قصہ

تم تک ہو تو تھاری بلا جانے کو نہ
یہ تم کو اپنے نام کا ایک قود نہ
حضرت کے چلو پید سے تم کو کہہ نہ
منہ طلب کہ پست ہو وہ رہے بہینہ
نہ تم کو پیر بلبل پاں جا نہیں ہیں
ایسے تم کو اور نہ ایسے حسین ہیں

قصہ

لاش کا پتی زبان پہ سخن لایا ہوئے گا
باقی نہ پانچ بھر بھی دکھ لایا ہوئے گا
پچھو کے دو دونوں کو کہا پانچ ہوئے گا
کیا جواب لے لے فرمایا ہوئے گا
اتنا نہ بھلاؤ کہ تہہ فاقہ ہوئے گا
زینب کا دودھ پیکے ہوئے گا حسین

قصہ

نزدیک تھا کہ دونوں کا دل آج پیو
ہوے ہیں اب کوئی نہ ملال دیو اب پیو
اؤ تم جانتا نہ تم کو کہ غریب پیو
دینا غریب ہو کر بھی غریب پیو
کیا جانے کیا حضور نے جانا غریب پیو
ااں نے سن لیا ترا انا غریب پیو
نتیجہ سہا

شہنشاہ سے دیکھ جا کی کیا شہنشاہ
 جس میں چوٹ کھاتے بھرے پر کڑی غزال
 رہی ہم کو کھاتے یہ ایک خصال
 کچھ ختم کچھ بجا کچھ انوکھا کچھ خصال
 چھتے ہیں شرم تو تم کہے بڑے بڑے
 ٹھنڈا ترارا ختم سے تیرا بڑے بڑے

چوٹیاں کھڑی تھیں ہیں پردہ پر پردہ
 اُسے کہتا دیروں نے یہ بڑے کے تیرا
 بڑوں کو ہر ایک وقت میں بند ہے تیرا
 بڑوں کھڑی تھیں ہیں اپنا نہ تیرا
 اہل کے دل میں کھٹ بڑے بڑے بڑے
 دو دن کو ان کے پاس یہ بجا کچھ

دو دینے فریشت سے خود زینب
 زینب میں تو کھاتے کھاتے کھاتے
 کیا تھوڑا تھا شرم سے وہ بڑے کھاتے
 زینب تو بڑے کھاتے ہیں تیرا کھاتے
 شرم نہیں نہ کھاتے کھاتے کھاتے
 مرقی تھوڑی تھوڑی بہت پائی تھوڑی

انوں سے اپنے پوچھا تھا جواب دہ
 زینب نے تم کو ان دیا تھا جواب دہ
 اگر تیرا کھاتے کھاتے کھاتے
 اس دن کو تیرا کھاتے کھاتے کھاتے
 اب نہیں بجا کھاتے کھاتے کھاتے
 بہت میں کھاتے کھاتے کھاتے کھاتے

بہشت بخشنے تو اور میرے سوا کس کا ہوتا

نہایت علم نہ رکھنے کا تم کو توبہ ہوا

جہاں کس کو بلا ہو علم کیا غنیمت ہوا

گزر رہا جو ناگوار خلافت ادب ہوا

کسے کوئی بلکہ نہ پیر کی کرامی ہوا

قربان دودھ تو تم اس کو اس کا ہوا

تو صدقہ ہو سکتا تھا تم سب عبادت الہی پر ہوا

قدرت خدا کی اپنے بزرگوں سے ان کی

تو کونجی اب بلوئی یہ کیا وقت خدا کی شان

مٹھ پڑھتے کرتے ہو اور پھر ٹھکانا

اور پھر پھینچے اسے غنیمت سمجھ کر دیسیان

دو دن جہاں میں مورد اندام کو کیا

تم نہ جانتے دودھ کو جو ہر نام کو دیا

تو نہ پڑھی صفحہ بھی پھر کھانا مول جان دیا

جو کونہا تھا کچھ پچا رسوہ مر تھا

اے بربک کیسے کہ قاعدہ میں بہ خفا

تو چینی باری تو پھر توبہ خفا

جن کو ہنسنے پائیں گی وہ بولیں گے پوچھا

چاروں ملک پر ایک تھک پڑے پھر کیا

نعم دودھ بول جانی حضرت پوچھتے پھر کیا

نعم دودھ بول جانی حضرت پوچھتے پھر کیا

تو ان پر ہاتھ رکھ کر موجود ہیں غلام

تو ان ہمارا کیا ہے سر اقدس امام

اگر ہے پوچھنا ہے ناسے فاقہ مقام

کس جانب بھٹو تھیں کی توفیق تھی امام

قدرت علم کی سیفت غنیمت ہو جانی امام

پہلے تو ان کو نہ پڑیں نہ کس کی حاجی

پہلے تو ان کو نہ پڑیں نہ کس کی حاجی

۱۰۰

مٹھو کہ کتاب کے پڑھنے سے چھوٹے مالوہ جان
 غریب میں اکی جا جان کو اندر کی امان
 ہم خاک پا پیاں اُن سے بھلا ہوسر کل پڑیا
 اُن سے نہ ضرور نہ سرت نہ جی سیت نہ جان بان
 وہ باپ کی جگہ میں جائے امام ہیں
 وہ نہا جب حسین ہم اُن کے غلام ہیں

۱۰۱

غم خراب دراز رہا فیتا کیا
 کچھ دیو کی نہیں کہ بجانا بچار کیا
 جذب کر قول و فعل کا ہے اعتبار کیا
 ہم تو دیہاتی ہیں آپ کو بھلا اضطرار کیا
 ایسے دے جواب کہ قسم ہو لگ گیا
 جیتا نہیں میں صورت قافوں وہ لگ گیا

۱۰۲

نہیں بچار دیہاتی تو وہی نہیں لگ گیا
 بہ بہہ ایک دن سے یہ دن ہے غم لگ گیا
 کہ تھکتے بہ لگ گیا ہم بخت کا غم لگ گیا
 ہم کھو لوں شوق کو پلادوں دہائی دہن
 الفت جو حق میں ہم الصلوات کی
 کہیں تم نے نہ سرا بھائی کے قابل بھائی کی

۱۰۳

وہ بولے ہاں کہوت کی لائے تم تاب ہم
 کہ نہ تھکتے جانتے ہیں رہا کتاب ہم
 سے تھکتا رہتا شہر علی شباب ہم
 حضرت کا درد وہ پیک نہ دیتے ہو اب ہم
 نہ نہیں بچار دی پھر کوئی شاہد کوئی گواہ
 مگر خوف کو جو ہے کہ نہانا ہے گواہ

حاصل

ادب و دانش دونوں پر ہونے لگی تیار
 چلو کچھ زبان سے نہ کہ دل کو پایا
 لے واہ ان بچاؤں کی باتیں ہیں گل
 بچپن میں یہ جگہ تھی کہ قباں سے بچتا
 کہیں کہیں سے کچھ کچھ کچھ دیکھتے
 اس عمر میں کلام کی تاثیر دیکھتے

حاصل

بہشت میں دو پر ایک صغیر کی جیسے
 زیب کے ہوشوں کی جگہ کاں غمیر
 اک لال پیر۔ ایک ہلال غمیر
 ایک ایک بوجھ شہرِ زمانہ غمیر
 ہوشِ خدایہ کہ بازوئے روشن کی جیسے
 ہوشِ بے بازوئے کہ ہوش کی جیسے

حاصل

جو عہدِ عاقل کا ہے بوجھ کچھ
 عہدِ پیرہہ عہدِ جوانی بوجھ کچھ
 بازو جو اس دلم کا ہے بوجھ کچھ
 اُس کے لئے ہیں یہ روزِ بزمِ شمع کچھ
 عقلِ امام کے لئے تیروں سے بھگت کچھ
 ہوشِ بے بازوئے شہرِ والا کی جیسے

حاصل

فاضلِ خالص تھوڑے رب العلایہ ہیں
 جانانِ جانِ غالبِ نیمِ اوار یہ ہیں
 شیرانِ شیرِ بادِ نیمِ کف یہ ہیں
 اعدائے مر دم کہ لافست یہ ہیں
 مژدہ کفر کے لئے قمرِ ام ہیں
 وزیرِ انِ عدل کے پشتِ پونا ہیں

فصل

ان کی شنا کریں گے جلا لیا ہم شمشاد
روح القدس کا نفر ہے مدنی فدا کیا
بد تو گن نہا چو بول یہ نمرت
زائل ہو عیب تیرا گنجی سہ ہنس
تا دہی نہ یاد اور تو ان کا نام نہ
بھلا گیا میں زبان سے تیریں کا کام نہ

فصل

اب جو غری گاؤں سے دور عبادت
تیار اجل پہ پانی ہر اک گلخوار ہے
زینب کو قطع نشو و نما رہا ہے
فوج عین تیرے ہے ہو گوار ہے
ہو گئے گلوں کو خنجر کی لذت کا شوق ہے
پچھن کی موت کی شہادت کا شوق ہے

فصل

ناگم علی میں غری ہوں آئے شاہ دین
مٹی بہن تو بولے یہ میرا لہو نہیں
موت زینب کی متعلی سادات کی نہیں
لاش کی لائے گوشتیں الفت ہو نہیں
زینب نے تیرے لگے ہیں فریاد وہ کی
شمار کے تو پتھروں پہ اپنے بیجاہ کی

فصل

وہ گڑب گڑب میں کہ قدر تو نہ ہو رہا کہ
ہو چکا بہن سے شاہ کیوں ہاں ہم نہ ہو
مطلب یہ کیا ہو میری خوشامد جاہ و قدر
ہو ہیں کی کہ دل کی جھجھکی کیا نہ ہو
ہو چکا تھیں سب پاؤں پہ کہ کھینچیں تیریں
میری صلاں وہ تو ہو کر کیا ہو جاتے ہیں

۱۱۱
 شہزادہ سید ازل ہیں یہ نیکو پو
 بد و دران گل کے پیاں سے گلے لگا
 فتنہ پیاری ام کے شہزادوں کے روبرو
 زبان جاؤں مصلحتاً یہ گنگو
 جو بھر تیریں وہ لکھو وہ ام لکھو بھرتی ہیں
 کچھ وہ نہیں حضور رخسارِ یاس کر تے ہیں

۱۱۲
 بھارت کو علم کیا آپ نے عطا
 پچھپچھا کر گھر میں سے یہی فوج تھی
 ہم تر قیامت میں کیا جھوٹ کھا
 انکو پکڑو یہ غزوہ کی کو کچھ لگا
 جو تیر کی طرح یہ کرم ان کے بچے
 ان کو علم دیا ہے رفا ان کو دیا ہے

۱۱۳
 ہم نے سب سچی باتی خود زبیر زبیر
 کچھ کچھ حق سب ہم بوجی فرمایا کہ نہیں
 نہ سب ہم سر خود و کلاں کا خود نہیں
 اس نے کہا کہ ہم سب بھی نزدیک ہو رہے ہیں
 یوں اس کی سبھی ہو گئی پاش پاش ہے
 نہ تھا تھا کسے غدیہ اول کی لاش ہے

۱۱۴
 زبیر کا غم کی لاش چو سماں کوئی نہیں
 قرآن قرآن کوئی نہیں گریاں کوئی نہیں
 انہیں اس کے چاک گریباں کوئی نہیں
 ہو گئے سب بول پریشاں کوئی نہیں
 شامل "معاذ جو آپ کی تائید حق ہے ہو
 زبیر ادا حرا دل میں لاکھ کے حق ہے ہو

۱۱۱

کے خون کا رنگ بڑا اور کیا کہوں
دیکھو وہ فاقہ جس کو کیا کہوں
میں نہ گئی اور گئی فاقہ کی کہوں
میرے بچے کو روزِ ازل سے خیر ہیں
جو ملتا تھا میری جان سے وہ اب میر ہیں

۱۱۲

وہیں بھی کب اٹھتا ہے فاقہ
اک وقت بڑا کان میں وہی کا ہوا
میں ہاتھیں بڑھاتا وہی کا ہوا
بڑا وہ نہ کہ نہ وہی کا ہوا
وہ وہاں نہ کہ نہ وہی کا ہوا

۱۱۳

ناراض ہے کہ پڑا ہے وہیں سے ہم یار
کہہ رہی ہوں کہ فاقہ وہی کا ہوا
سیدہ عیسیٰ کی قبر کا وہی ہیں
فرمایا ہے نہ فاقہ وہی کا ہوا
وہ وہاں نہ کہ نہ وہی کا ہوا

۱۱۴

فہم نہ کہ غنیمت وہی کا ہوا
جگہ میں سے کہ فاقہ وہی کا ہوا
وہی کا ہوا کہ فاقہ وہی کا ہوا
وہی کا ہوا کہ فاقہ وہی کا ہوا
وہی کا ہوا کہ فاقہ وہی کا ہوا

۱۱۱۱۱
 یہاں تو رہ گئے دل کو بڑے شہ
 چاہنے سے آہ غم جو افسوں کی موت آہ
 زمین چکوری میں تو ہوں دعا فدا کروا
 بے چین عین کبر کی قوت سے الم
 اس قباب سے غم کے سوا اور یہ کیا کیا
 تیرے قریبیاں سے عیال کا کیا کیا
 ۱۱۱۱۱
 گویا بیوہ بیوہ سے اولاد بے مراد
 وہ جہاں یہ کہ کتاب ہے جس کی خانہ زاد
 ہم ایں شہید ہوں گے صیغہ نبی جو یاد
 وہ دونوں دانے ہیں تو سرخ زلف توں ملو
 تم ہر دم اور وہ توں اقبال ہوئیں گے
 اپنے قریب لال تو سے لال ہوئیں گے

۱۱۱۱۱
 کی طرف انکار یہ غیر ہو گئی کب
 وہ کہ زمین بولے اتنی اندر کباب
 تمہیں میں ہیں بجائے کتبیں بے ادب
 ان کے کہنا مراد وہ کیا پانی شکر آب
 تم کو اب دشمن بنے ہیں دی و رضا تو تیریں
 کہ اور تو چکڑا رہی ہے قفا تو تیریں
 ۱۱۱۱۱
 بے رحم ہو کر کے سختی پائی کہ کریں
 یہ زور و زبلاں کا دیکھو یہ نہیں
 بوجھ کی بارگاہ خدائیں انہیں یوں کریں
 کہ وہ غبار پائی گئے ہوئے کریں
 تمہاری فیکس سے واقف نہ ہوئے
 یوں تو خفا خفا ہے تم کو سہو خفا

۵۱۲۱
 ان جینیں کہ جس دامن میں موت نے فنا
 بخشے خدا نے دو شرف ان کو جدا جدا
 میں بندہ اچھین پیا اور بد یہ خدا
 کیا کیا بد و ہوم اور مٹی جو ہو تو یہ کہ خدا
 کہ شرف کو علمات سے یہ سب آکر ہے ہوا
 پہنچا تو اب جو بول سے فطرت جو کہ ہوا

۵۱۲۲
 بچیں کہ جو علاج اور افی میں دل میں
 ہو کہ بر خاندان میں تو ہو نہ بھی نہیں
 کہ جو در ملاوٹ کا کل در خسار ناز نہیں
 کہی نذر اہشت کی نہ یہی قیاس کریں
 یہ کہ در زلف و چہرے کے رونے کی قائل ہو
 کہ آج کا جیسیں سے دھوئے گی فانی

۵۱۲۳
 اگر کہ شومیں گئی جگر بگڑیوں کوئے
 اور عجبی جو ہر درد خلعت طلب کے
 لالہ کے کہشتیوں میں کہ نہ نہیں نہ کہنے
 دو کہ جو کہ پردہ کھینچا جھجکے ہے
 کہی نہ ہے بے فانی یہ کہ ہر عیوں میں
 بچ پوچھنی کی موت بولی تھا رہی فانی میں

۵۱۲۴
 نہ مگر لگا یا گدی سلائی سے
 طاقت کو در شناس کیا در شنائی سے
 کہ چکی بزاویں کہ دورت صفائی سے
 کہ تم کہ تمہیں کمال قدرت کی سائی سے
 کہ تم کہ تمہیں کمال قدرت کی سائی سے
 کہ تم کہ تمہیں کمال قدرت کی سائی سے

۵۰ - یہ ان اور سرچہ ام کا ایہ کتبہ مولا ہے۔ حالہ کہ یہ انہوں سے یہاں سرچہ میں "جے" "بمعنی ساغر اور جو تھے سرچہ میں مٹی واسطے ہوا

۱۳۳۶
جھاڑی مرقہ کے پنجے پہلے ہزار ہا ہفت ہفت ہفت
روشن آؤں ہزار ہا ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
بولی تھادی شام غریبی ہوئی تمام
اب ہم پر یاد اور گردشیں ہندوستان
افنی ہوں عمر کچھ کم ہو شان حال ہو
یویمیر سپاہیے بلجائی کا بلجائی بل

۱۳۳۷
ہر زور سلطان سزا ار پچھو بل
آؤں کی تیغ پہنہ ہست کی ڈھال
سلطان کا حسن تھے اعفائے بنیال
پہاڑا نیچے تھے چار وزیر آؤں تھی حال
م کو جو ہم سب سے جو ہیں تم کیا
ہفت ہم سوال نے سچ شانی کو دم کیا

۱۳۳۸
ہر دو فوں دو دھان آئے ہر دو فوں شانی
اگر کچھوں سے تو لچا کی اور دل سے آہ کی
کیکن ہیں کہ مجھ پر وہ آہ کی یہ
فرمایا بس یہ شان سے تندر ام کی
کہ کچھ خیال سے مجھ پر وہ کو لڑا ہیں
ہر دو فوں کی اور فو اسوں کی زینت کھانوں

۱۳۳۹
زینت کو تھا غم سے مجھ بل کا ہر اس
ایسی بہن نہ ہوئی بلجائی کی حق شناس
زینت کھان کی ہوئی اس مہ چوٹی
خود کھال کو جمع کیا اپنے اس بلجائی
جلد ہا ہر دو فوں سے سب کو کہہ ساتے
پھیلا دو ہا تھا بلجائی اکبر کے ساتے

سب چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 شے ہوتی ہو کہ ہر شے ہوتی ہو
 زینت نہ ہو نہ بیانیہ کی گویا
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا

سب چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 شے ہوتی ہو کہ ہر شے ہوتی ہو
 زینت نہ ہو نہ بیانیہ کی گویا
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا

سب چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 شے ہوتی ہو کہ ہر شے ہوتی ہو
 زینت نہ ہو نہ بیانیہ کی گویا
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا

سب چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 شے ہوتی ہو کہ ہر شے ہوتی ہو
 زینت نہ ہو نہ بیانیہ کی گویا
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا
 چاہتے ہیں کہ ہر شے ہوتی ہو
 چلائی ہے کہ ہر شے کی گویا

۱۲۱۱
 تھیں پوری موت تھی ایسی اس لئے
 کہنی اور سر سے بھائی پورا کئے ساتھ تھے
 بی بی کی کہ پیاروں پر کوئی نہ تھی
 بڑے بڑے درمیان کو شیخ پر ہر جہاں
 کجی سلامتی میں بلا سے پناہ ہو
 اے صغیر کا کتبہ اور علی اکبر کا بیسیا ہو

۱۲۱۲
 نگاہ بے فروغ اور اس شوق غلام
 زینب کے آفتاب چھپنے کو نہ تھی غلام
 ہر بڑی سواری اس سفر کی دھوم دھام
 بھیجا تھا نے اکابر صطیل کو پیام
 جانیں جو راز کے ظلم کو دودھ بھندلا
 تا بوقت غازیان شہادت پسند لا

۱۲۱۳
 اصطلح سے مراد عمر وں تھے
 عمر وں سے مراد اے عمر وں تھے
 عمر وں سے مراد اے عمر وں تھے
 عمر وں سے مراد اے عمر وں تھے
 عمر وں سے مراد اے عمر وں تھے
 عمر وں سے مراد اے عمر وں تھے

۱۲۱۴
 عالم بے بار و بھروسے جہاں نہ
 زبردست زمین کا نام آسمان نہ
 حاکم ہر ایک حکم کا ہے جہاں نہ
 عالم بے بار و بھروسے جہاں نہ
 زبردست زمین کا نام آسمان نہ
 حاکم ہر ایک حکم کا ہے جہاں نہ

۱۲۱
 فنا بین فکر و نظم کے یاں یاں پوچھ کر گرس
 گو جست باز و طبع کے باز و قہ پوچھ کر گرس
 صفحہ قلم کے ہاتھ سے شش پوچھ کر گرس
 مضمون نظر پوچھ کر گرس
 جرات وہب کے لائق شرف و خیال پوچھ کر گرس
 قصویری کی طرح سے دہن میں زباں پوچھ کر گرس

۱۲۲
 میں اور نثار علی کے نو انوس کی کیا مجال
 بچکے جلان جاہ کلاوح ذوالجلال پوچھ کر گرس
 بن انگ وہ شرف میں زوال و کمال پوچھ کر گرس
 لازم ہے باب علم سے اس باب میں حال پوچھ کر گرس
 مولانا مدد کریں تو سخن اب تمام پوچھ کر گرس
 تائب و جبریل علیہ السلام پوچھ کر گرس

۱۲۳
 و شیعہ کو کہ آدم و حوا الایمونی
 و شیعیں خدایے سخن آخر یہ ہونی پوچھ کر گرس
 پوچھ کر گرس سے سخن کہیں ہونی پوچھ کر گرس
 و روح پاک عون و عو میں ہونی پوچھ کر گرس
 و عی قیامت و خشت پیر و ازاد ہونی پوچھ کر گرس
 پیر و ازاد جبریل کی کہم ازاد ہونی پوچھ کر گرس

۱۲۴
 ایک بال سے عجیب و گس کر زبان ہونی پوچھ کر گرس
 حکم عطا سے حق نہ سر و میان ہونی پوچھ کر گرس
 حسرت و غمی کے نام مبارک پوچھ کر گرس
 ذریعہ کون ان کے سوا فرمان ہونی پوچھ کر گرس
 میرا زہد و نفرت و تم گمزدوں کا حکم کیا پوچھ کر گرس
 بدترین میں قلم خیر و خیر مضمون کا حکم کیا پوچھ کر گرس

۱۲۹

طالب نہیں ملے گا امیر و فقیر
دل سے غمی والے خطاب ائیر
زین سے خطاب ائیر
مخبریاں ملوں قدرتِ ربِ قدیر
ہائے پیر بویں کے یہ خاکِ رست
کیسا ہمالیہ کے بھی سایہ سے عاجز

۱۳۰

یہ کادہ پرچمِ علمِ فضل و دانش
وہ نوبتی ہے بلبلِ مستائیں و پوچھنا
بائیں طرفِ عینِ یارِ غمی و غم
اور پیچ میں بویں جو حسنِ شمع
غیرِ غم خزانہ نظمِ کبابِ کدو و خج
برجِ بوجہ امرِ مضوں کا گنج

۱۳۱

بایں فرستے ہوئی اب خاطرِ بول
جیسے نہ اپنے جاسر میں پھولِ اسمائے بول
یہ منصبِ ہزاری بلبلِ انہیں بول
کیا یہ نظمِ کاسبِ مری شانِ نہیں بول
برجِ اہلبیت علی و بول بول
است سے میری نظمِ دیباچہ میں بول

۱۳۲

جوانانہ کچھ بھی اپنے رخِ کرم بیاں
دل میں ہیں پچھوال سے یہ رخِ قوال
شفقتِ غایتِ انجی جو کہتے ہیں کہ تو دل
یہ کہ طرحِ حکیمِ بجاں سے ہر نماں
اب غم کے بیان سے پچھوال کے پچھوال
نہیں چلا رہے ہیں کہ رخِ کوئی نہیں ہم

۴۱۱

جمع التذاب کہو وہ قرار ہے تو کھو
وہ فوٹو سے صد زین کا ہو جو کھانا قرار
جیسے عرس شانوں کے ساتھ ہے شکار
اک زیم اپنے بخت رسائی کیا قرار
غم زندہ شان سے تڑا کم دانت ہے
ہفت آہ ہے جس پر وہ درویش ہے

۴۱۲

بہشتیں ہیں آسمان سے کجا و قدم قدم
جیک زین ہے رستہ اور قدم قدم
اقبال بزدل سپا اور قدم قدم
تاروں کی موت تپا ہے پھر قدم قدم
چاندی کے پھول چاندی میں بھر پھا
سود کا طشت کا نہ ہے پھر کھو کھو

۴۱۳

غم سے ان دیو دکن کر کے پانی مال
میتے وہ لہر تھوڑی دھنستہ مال
کن سے کنے خچر کا پھر ہونے مال
جیسے نزل نا دھنستی سے مال
گر پڑیں اٹھائی تھیں کے شور
بہر کم کو اچھال دیال کے گور

۴۱۴

پچھلے پھیر بے زین ہونے کجا
نہیں چپ ہوا تو بڑا کم ہونے کجا
ریں غل مال نہ ہونے کجا
اھر سے دیں کے قریب زین ہونے کجا
کہو کالان کی غل یہ بھرا ہر کھان میں
کیا نہ خرم فتن سے ایک جہان میں

عہد
 ناکاہ بابا بونے کاج
 دوزخ نے شکر کے دو آئندھیاں تھیں
 دیکھیا خیال شکر میں سو سب چاہیں
 بوجھ غم وہ پوچھ پڑا ہونے لگا کیس
 تو کیا بات تھم پر اقدار کے ہم چلے گا
 اگر وہ نہیں تو فوج کو مار پیٹے ہوگا

عہد
 بہ شکر کسی شمار میں مارا اگر تو کیا
 تبار زری عمر کا اقرار اگر تو کیا
 بھینا فرات کا جی کنار اگر تو کیا
 سب اتنی وجہ بول معلوم اگر تو کیا
 کیا تخت سلطنت سے اس پر پیر کا
 دل پر کیس تو یک اس دولت میں پیر کا

عہد
 پیچیدہ پختہ نیت سیر الانام ہیں
 نانا بول ایک کے قلم تمام ہیں
 شہید مرزا ظفر الاعلیٰ امام ہیں
 جی شنائیں پس رنجیت تمام ہیں
 جس بادشاہ کا عشق بڑا پختہ تھا
 وہ تو شہید قلم فاطمہ سید ارجنت ہے

عہد
 بحر نہایت روز و لادت سے مہو جان
 انم نہ نہایت اپنے بزرگوں سے بیجان
 پیر مرزا خورشید نور و روشن و ابلان
 بہر طریک دو پہلو کو تو اس طرح اسان
 بہر کھبتی ان خود بزرگ افغان
 دیکھی بوقت نہ پختہ رنگ فتن ہوا

۱۶۱۱ اگر مویوں نے نبی سے کیا سوال
روح القدس بھی آئے لئے دینی و دنیوال
موسیٰ نبیوں سے شفاء و ریل کی یہ حال
عقودہ شفیق کا کھولے گا غیر انسانا کال
فنا و ن کائنات کی دیور بھی جو جاوے
اثر کے سین سے بیوہ چاؤم و کم

۱۶۱۲ دل میں کیا بیودے نہ حیرت کا بے غل
یہ عقودہ ایک روز کے بچے سے ہو گا حل
کے سب جو باب علم کے دیورہ تو غل
یاں ہیں غلی نہ دیورہ انسانا کال
عقودہ شفیق کا کھولے گا غیر انسانا کال
ذیک تھا کہ جانب درستیوں چلیں

۱۶۱۳ کم اڑو طایار امن زائر سے اپنا سر
بویں بول کیوں مرے غم نہ پسر
کی طرف در جو جی ہیں مری کی گمر
پوچھی تھی نانا جان سے کھنوب کی خمر
کہ جہان کیوں موت ہے غیر الام کو
بھجیو باب دین کی خاطر غلام کو

۱۶۱۴ صدیق ازل نے کیر شکر کبریا
یکم یابایں بوسہ بے علی کا کیا
فہر کے بریں اپنا قرار جو دیا
زمان سب نے فنا نہی ہو رہا کیا
موسا کی خودی غم سب استان پر
توئی کی لڑے اسی تھا زبان پر

۱۱۱

بیت الشرف کے در پر کیا فتنے قیام
 چلے رخِ حنین کے پیر قوتِ قہر و بام
 نو سائیں نہ دستِ دوزباں سے کیا حکام
 حکم پڑھاتے تھے کی تو کتِ جہادِ کلام
 جو کس کی نہ کھلے کتِ پاک کو باغ میں
 اس دھوڑتے لگا دیرینہ لکھ باغ میں

۱۱۲

نواہِ مکر کے وہ شیرِ سحر کا یادگار
 ہونے بیوہ پر اور بیٹا بیٹا و افتخار
 مرغی سے سماں کی شہ سوار کردگار
 اگر کیمون کے خون کا جہاد سے افکار
 قسمت میں اس شہید کے ظلم شہید پر
 پوچھو لڑتا مہدی کہ ہیں وہ شہید پر

۱۱۳

دینا تھی کجا بیرونی ملامت سے باغِ باغ
 اگر گھر خزانے زور کا تھا قدرتی چراغ
 اب مرغی فلک سے پیچیدہ دروغِ فراغ
 یہاں لگ چکا ہے کجی کلفت کجی فراغ
 پر سائی اس بیان سے حیران ہو گئے
 چاہیں قیامت تو شی سے سلمان ہو گئے

۱۱۴

جو عرفی کی یہ قدرتِ ابنِ بتوں ہیں
 ایسا کجا چھل کوئی دینا بتوں ہیں
 کھل چکا ہے عرب کے علمِ حق قبول ہیں
 تو غیرِ غایتِ بولار کے نزول ہیں
 ہم چاہتے ہیں اس سے وہاں کھینچیں
 وہاں کھینچیں نہ دونا حنین کو

۱۲۶

کے ہیں یہ مکرش کی نہ زمانے میں پہلے ہیں
 پھر جب روزِ قیامت کے دکھائے ہیں پھر
 کی نشانیں آئے وہ ان کے آئے ہیں
 کہ ان کے آئے ہیں وہ ان کے آئے ہیں
 میں تو ابھی جہان میں کی کیا نہ ہوئے گا
 میں کہیں جیب میں کا قیاس نہ ہوئے گا

تسلی ہو کے وہ بھی کاجی نام ہے
 مجھ پر یہ کم نہیں کاجی نام ہے
 نام بھی ہے بعد بھی کاجی نام ہے
 میں نے ہاتھ نہ لایا کاجی نام ہے
 واد کا نام ہے کاجی نام ہے
 میں نے نہ بھولا کاجی نام ہے

کی تھی بار بار بھول کر کے سات
 میں نے کھانا نہ کیا زل و سام نے
 یہاں شرف ہے تیری کے مقام نے
 یہ ہے بڑی کو ان کا مقام ہے
 کہ کہ جو چاہوں سے خود کے مقام
 میں دن اور ایک کئی میں میں

ناموں ہائے ہیں وہ بھی وہ جہاں کے شاہ
 یہ وہاں اپنی آج تو ظاہر ہوا ہے کہ
 کہ وہاں رہتے ہیں نظر آئے غدا کو
 یہ کہ غدا میں یہ ہیں سلطان یہ پناہ
 ابنا وہ نہایت مبارک ہے وہاں سے
 جہاں کے لوگ یہ وہاں سے کہیں کرتے

۱۷۱

فنا ہے پر بوجھ پہ پڑی صاف اٹھی وہ قوم
دوں دوں تم کہیں کہیں میری قوم
میں تھیں تو بہت شرب کا دل پہ بوجھ قوم
بڑھتی تھی تازیوں کے بونے گود شام قوم
سے وہ دل بڑا تیرا کہ دور راہ قوم
دو بچے بول کے چلے ذرا افتخار سے

۱۷۲

نہ کہ تیرا زنگے مرال گم کردار
قلا گم نہ نظروں میں ہر ایک کا قدار
وہ بول انتخاب کے بہر کار زار
دو دو مارا ان میں تھے کیسا بے زور کار
نکلے وہ بول فوج سے یا کدو گار
ترنا چلیا دل بھی بے زور و خوش

۱۷۳

اے وقت بھی عزیر جہاں است خفہ کو
در نہ ہر اک طرح کی سب قدرت خفہ کو
قے نہ کیا ہے آہ رحمت خفہ کو
بچتی ہے بہت نیست کی وقت خفہ کو
دو دن ہمال میں کون کی تیرا نہیں
وہ کج بود و عادی یہ حالت میں نہیں

۱۷۴

بہانی تم اس کی کو نہیں دیتے وہ قوم
فنا ہو چکی شرع سے پہلے وہ قوم
اب بھی نہ شکر پہ نہیں اچھ کی فکر
بڑا لاشا تباہ ہو پانچن کا گھوٹہ
کے ایک دو گز نہیں اب قے وہ قوم
بائیں پیال میں بہتر کے دوسے قوم

بہک میں کہیں نہ ہوئے
 سو یہاں رہتے ہو غافل
 بچا یہاں پہنچا کرتا ہے
 تین گریں پہاڑ کے بچا
 کسی کو کہہ کر کہیں یہاں
 ہر بچہ غافل ہے کہیں نہ ہوئے

نہ تھے دور دورہ اُدھر سے پہلے
 نکلے تھے کسی لہریں میں
 شاہ پہاڑ کا دھڑلہ دھڑلہ
 بیچ میں تھے کہیں نہ ہوئے
 یہاں تھے وہ تھے پہاڑ کا
 موش غافل کہیں نہ ہوئے

غافل ہوئے غافل ہوئے
 بوسہ ہوئے کہیں نہ ہوئے
 کہیں نہ ہوئے کہیں نہ ہوئے
 وہ پہاڑ کا دھڑلہ دھڑلہ
 وہاں تھے وہ تھے پہاڑ کا
 دوپٹے ہوئے کہیں نہ ہوئے

غافل ہوئے غافل ہوئے
 کہیں نہ ہوئے کہیں نہ ہوئے
 کہیں نہ ہوئے کہیں نہ ہوئے
 کہیں نہ ہوئے کہیں نہ ہوئے
 کہیں نہ ہوئے کہیں نہ ہوئے
 کہیں نہ ہوئے کہیں نہ ہوئے

۱۲۱
 بڑھکر لگائی عورت نے بھی تیج بپناہ
 دو لکڑے جو لگیں تھیں بپناہ
 چھوٹا چکارا - وہ بڑی دل سے مضبوط
 یہ مڑیہ تجڑہ ہے کہ راست ہے واہ واہ
 کٹ کٹ کے پھول لگے تھیں تم کو پیما
 کیا یہ ایک تین لکڑیوں سے

۱۲۲
 وہ دیسے یاد فاتح تیرے ہیں بھول
 بھائی یہ غریب کیا ہے کہ کڑا ہو لکھی
 نانا نہ تو قلم لکھنے نہیں کہ علم
 علی علی علی صلی علیہ وسلم
 یہ تیرے تیج بپناہ افلاک پر لکھی
 مسیح ابن مریم کے ہاتھوں سے لکھی

۱۲۳
 تھا اس وقت حضورؐ جو بے مغلطات
 تیری پرست عید ہیں غافلانے آت
 اس گفتگو میں لگتی حیرت کی لگات
 منہ کہتے بڑھ کر تھکا کہ بے جلا وہ نکلت
 بھی میں نے ناک وہ غافلانے آت
 بچاں دوست بول گیا کہ دوسرے غبار سے

۱۲۴
 نظمیں پائی تیرے کا بھین کر کوئی
 باز ہے اگر وہ دست ادیب پو پو
 دی اگر وہی اعلیٰ نے ہے پناہ لکھی
 کلمہ پڑھا یا کہ جو کچھ ہے زور سے
 میں تھا کہ وہی بول پو پو ناں ان غنچاں
 کئی ہلال نے وہ کون سے کتاب کی

عہ سپر اور تہ پہن چھیس چودہ سہ، کا لفظ اس وقت نصی میں متعل تھا حضرت اس مرحوم فرماتے ہیں عین سرور روزہ یہ درہ کی آگ
 (دادہ میز)

چو تازہ چیل ادا چیل ساقب پر گئی تیریں
 چو تیرے چوہا جو ہم کیہ بون توں توں تیریں
 نام نہا کی جو ہمدرد تیریں
 بلکیاں یہ قریب کیا ہیں قریب کیا ہیں
 چل تم نہ کا تا نیرہ کا ہم نہ پا سکیوں
 چو جانور کیسے چو کیسے ہیں وہ تیرے چو کیسے
 جوئے وہ نہ کر چو کہ اس آفتاب کی
 شفقت کر م غلام نواز کی جناب کی
 پر ہمدرد تیرہ بازوئیں تھی تو تیرے کی
 نہا تیرے جن کے کوں تھی تیرے شہاب کی
 بہت کم داد داد و درں و دہال سے
 دنیائے نال سے نہت چو تھی تیرے سے
 علی علی بلو بلو بیٹا اس دو غائب تھے
 یہ کئی برس تیرے تو تھی شائیں تھے
 تیرے کون کون شہزادہ ایشیا تھے
 پہلے ان کے عین دل پر غائب تھے
 بنیاد تخت و قیاس تیرے قیاس کی ایک تھی
 کیسی زمین خاک کی تھی تیری تیرے کی
 ناگاہ اذان کوں توں توں کوں کوں
 بہا تیرے نام تھی تیرے شہزادے
 جو تیرے کہ دیلا تیرے دیلا
 کہنے زمین کے جہت اس سمان ہوا
 چو رہ نہا کہ گزرا دل دیو کو ہوا
 نہیں ہوا جو دیو تو جب کہ مرید دیو ہوا
 عہ سنان اور سنان میں نہیں بھی ہے یہ الفاظ کسی زبان پر نہ تو تیرے جاری تھے میرا نس حب کا مصرع ہے یا ہم نہ درگاہ سے
 سچے کا وار نہ تیرے وار جلد دوسری صفحہ ۱۲

مفقونہ کو تک تیغ کو چلے پھر دیا
 تھوڑا سنبھل کر کمر بند کر دیا
 تیرا بان زور دے دے تیرے تمغے کی
 تلخ نے اس پہ لڑا کوس پہ لڑا لیا
 چھلکی لپک تو چیم عدو کیا سنائی ہو
 یہ پیندہ وہ بلا بے جو لہجے پر آتی ہو

باز سے ڈنک نہ بھی ادھر آ کر زانی تیغ
 غازی کے ہم نوا ہو یہ طوفان لائی تیغ
 اس کچا ادا کے فرق پر تھی کلکائی تیغ
 ماسک لے لے خون کے دشمن پر آتی تیغ
 کمال نشان تیرا دم اور دم نہ تھا
 گویا ازل سے دونوں کی گردن ہم تھا

بیل ٹوٹا بریں، شرافیں نے نہیں
 پیچھا کی پیچھا کر کے کچھ دے نہیں
 ہم اڑیوں کے جوتے کہیں بونگ کہیں
 نہ غلغلے کچھ بڑا تھانہ ہاں نہیں
 دو پنجوں کے جوتے سے ہم بند ہو گئے
 فوج سے آسمان کے اپنے بند ہو گئے

کہ تھا تھا فوجوں توں پہ اٹھتا تھا غلغلہ
 کہ تھا تھا ہم ہم کہ تھا تھا تھا گل گل
 بڑا تھا بڑا بڑا بڑا بڑا اور گل گل
 کہ تھوٹوں کے پتے نہیں بندھ کر گل گل
 نہ دن نہیں مرق کا نہ کچھ شام لا
 کہ پہاڑوں دن کا لہجے بولتا تو جب لا

۱۹۳

محبوبوں بڑھاؤں کا زارا میں
آٹھ اُس کے چاہندے کیلے اپنی
کھاتے ہی دارِ فعل تھا یہ دارِ البویں
آرن سے امرن کا مصاحب ہوتا ہیں
ایمان فوجِ شام کا شیطان لگیا
باقی تھا دمِ سوئے کا سلطان لگیا

۱۹۲

نغمہ کر عیش سے کہ قوتیں ہم کہ جو
انصاف کی زبان سے پڑھتے لگے
کچھ تھے ان پہ ہمدردِ حلق و دود
نغمہ ہوتی پھول سے رنج پو نہیں ہو
لوگے ہیں بربورن و رنج اور کچھ ہیں
رنگی اور نجف سے دوسے ہائے ہیں

۱۹۱

موفان آج بننے سے حیراں ہوا عمر
شج حبیب گریہ بیاں ہوا عمر
دین فوجِ موج پریشاں ہوا عمر
آہستہ غنڈن سرِ میداں ہوا عمر
ہاں دھوئے دھوئے صفویں کی مٹی ہو
نہم کچھ کہ کہ کہ درخت کا باز ہے

۱۹۰

محبوبِ خاکِ آفتاب تو فریب میں قوت شام
انکا مال میں ابھی لگا دم و شام
میرا دم نہ تم نہ ملک نہ عالم نہ خالق و م
آشنا ہیں شکست کے بہ فکر کا مقام
قبا و چلبے دیروں پہ وہ بات چاہئے
حق ہے پیامیوں کے لگھات چاہئے

عبداللہ ابن جعفرؑ کی گھر میں ہیں
یہ یوں رکاب شہر جبرو میں ہیں
مانند بدرواخ عبدانی جگہ میں ہیں
کال میں دونوں چاندو قاعے نہر میں ہیں
ہوں گے ان کی یاد میں یہ ان کی یاد میں
اب قائمہ خیمہ اوان کا جہاد میں ہے

قاصد کی شکل بن کے کوئی ان کے پاس
کھانے خط کی کاجیکیت غل چائے
بڑے شہر وارث جعفرؑ میں سے ہے
ہم و قریشی کو چن چن کے ساتھ ہے
خط کا مطالعہ جو کریں چھک کے زین پر
قائمہ پر سے کر کے اگر ادویں کو

اب تو شہر عیدری و جعفری کریں
میں ہیں قدیمیوں سے ہم سہری کریں
زیب کے نام اداوں پر غم گہری کریں
کے سہارے گریباں دہری کریں
مقام یہ ہے کہ سالک شہر ہا میں
پہلے انہیں کا خون اگر قتل گاہ میں

اول نبی کے کتب میں شے کی بہن تھی
پھر دو گھلا پال ہوا اور دہن تھی
کبریٰ کے بعد باغی سے شاہ زہن تھی
کیا دوست جناب عین حرق تھی
کم پچھو کم کو شہر بیت بوموں کی
وہم و اور ایک تو اسی رسول کی

لو خنجر غریب ہوارن میں کارگر
قاصد کی شکل بن کے پڑھا کیا حکم
بولاکم سے دیکھو مبارک تبتیں غم
عبدالغفران پہنچا پیر سے وقت پود
قاصد فوج ماریہ یک آنکے ساتھ تھا
کو بنا تھا زین پوش کا اور میرا تھا قاصد

پوچھو دیکھو کہ تو وقت کا کیا سبب
بولادہ چلے ساز کہ نہ کہے ہیں بند سب
پوچھا یہ وہ یغیم ہے غم و غم
کہ ہلکے حیرت کی لہر کو اس طلب
پوچھو کہ ایک سر سے عورت کی آواز
بالائے اشتیاق میں تیرے کو ملے

منا تھا کہ کہ اہل وفا وقت پائے
نہ کہ عطر بول میں یہ دو چاند ملے
تم غور سے شیریں چھوٹ کو لے
بہت چہرے میں غم افرا تھرا لے
بہت غصہ وقت تیرا دشمن ہو لے
بہت رنگ ساری فن کے دھم لے

پہلے قیامت کی عسکری پہ لے
لو کہ شہر شہر کی شہر لگا لے
اک کو شہر نے دی وہ بازار قاف لے
زیب تباہ ہو گئی بجائی کی چاہ لے
امول پودوں میں بجایے قربان ہو لے
پوستہ مری بہن کے سب ارمان ہو لے

۵۲۵

بن بیویوں کی چوڑی چوڑی کو دلا سادو میرا کچان
 دو ترش ہو گئی تھی میری چوڑی میرا کچان
 بوسان حال اُس کے ہوا پر سادو میرا کچان
 ٹوٹے ہیں دو دھماکے سہارا دود میرا کچان
 ہمت بے یقینی کی پوچھتے ہیں آج رات کا
 سارا ہاتھ بڑا چوڑی چوڑی میرا کچان

۵۲۶

زاگاہ آتے قائم و محاسن تو کس
 دوتے کے بریں دلم زریب لہو میں تو
 شریب سے اس تو اب کی ہمدرد کی خبر
 کی عرض کہہ گئے تھے یہ ہاتھوں کی چوڑی
 فاقہ امام کا نہ فراموش کی چوڑی
 مکتبہ صلیب لاش اٹھانے کی آواز تو دیکھو

۵۲۷

اتنے میں پردہ دوسرا تم سر اٹھا
 آتے ہی لاش محشر آہ دیکھا اٹھا
 بھرا کے بال مجمع اہل عسکر اٹھا
 جبکہ سے سر زریب ناشاد کا اٹھا
 غش آگ کو جاننا نہ بول حسنیں بد اٹھا
 مسیح ہاتھ میں کم جبرہ زریں بد اٹھا

۵۲۸

شاہ نامہ کے فقہ نے زریب کو دی تارا
 دھمکا دھمکا کر کا جبکہ کہو ادا
 پوچھا کہ نیز اڑتے ہو سے شاہ پر فدا
 اُس نے کہا قلاب عزائم کو جسے خدا
 تیرو سنال سے صدر زریب زریں چھوڑے
 دو مندوں پر چھوڑے ہیں دو دلہن بے ڈے

۱۲۱۲
 چچن کی موت کا ہے سب چھین پڑ
 رہیں کا ہے فاترہ دو ایک مبین پڑ
 شافوں سے چہرہ ہاں لو اس تین پڑ
 اس اس پر گرتے ہیں ماتھے زین پڑ
 کہہ دو کہ متقی ادا ہوا ان حق شناسوں
 راضی ہوئی میں شاہ تجھ کے نواسوں

۱۲۱۳
 منتا تھا کہ شکر کے چھو سے ادا کے
 اٹھی شہید بیٹیوں کی نظرِ حیم کے لئے
 کہو بلاییں نمودوں پر جو سے بہشت لئے
 چلائی بالمشافہ ارشاد کیجئے پتہ
 نا منصفی نہیں ہے سر سے خاندان ہیں
 راضی خباں میں فاطمہ ہے ہیں بہانیں

۱۲۱۴
 حسین سے خدا اور چہرے کے حسنہ
 اسے فاطمہ کے حسنہ عیسیٰ کے حسنہ
 سب شمع کے اور شمع وہ چھو کے حسنہ
 کہنے کے حسنہ سر سے گلہ جو کے حسنہ
 اگر کی باں اہوں اور میں نے آ کر کیا
 ہر شمع اب کہ سے دوزخ تھارا میں

۱۲۱۵
 مود افدہ کی راہ میں تم نے عجب کیا
 اہوں پر جان دینے کے لئے مولے کیا
 واقف ہے اس گھڑی مری غمت کی کیا
 دل سے تمہیں خط اپنی کنیز کی کیا
 گلو گلو وہ رہو میں نادار اب کی
 بیٹیوں کے ہاتھ زینب ناچار اب کی

اور نہ تو مجھ پہ تم اتنا کم کرو
 اچھوٹا کہ تم میری زینت بن کر
 زیب رہتم گواہی امان حشم کرو
 اور فاقہ پہ چمکے امام کرو
 کہ شادہ خطہ دکھائے علی کو بہشت میں
 پہنچی کھٹا تھا خدا مومن کی سرخوشی میں

بوجھیں جو وہ کم سے کم لیا لیا کیا
 جسے میں خدا کی میری عطا کیا
 کہ یہ علم اور نہ کہ بھائی پوچھ نہ کیا
 کہ شکر متحقق امامت ادا کیا
 اُن کو بہت عین کی خاطر غم نہ رہا
 بھولتی ہے غم یوں کی زینت نہ رہا

دل سے کہ نہ رہا ہیں بالوں کے کام
 ایک سر سے سدھارتے ہیں کام کام
 خدمت کروں گی کی میں نا کام کام
 پیدا رہی تھی تو تھی کا جب قیام
 اب کھل گیا فی سب میں ہرگز نہ گم
 ماتم کہ جب پہلے تو تھی ایسے کام نہیں

تھرا کے عین غن میں یہ بولے دل کیا
 تو ان کا کہ تھی بولے اب تو اب
 تو یہ خاتمہ زادوں سے فراموش ہیں
 زنا کی کہ تم شرم سے فروں گے کیا
 کہ قاسم کو نہ با تو تھا رس غلام ہیں
 ہاں یہ غم فوریہ شاہ انا میں

۵۲۱۷
 گھٹا ہے تو یہ کہنے کہ اہل وفا ہیں یہ
 قشر اگر نہ عمید و فیکل حست را ہیں یہ
 شاہد ہوں میں کہ ساکب ارادہ و رضا ہیں
 امیدوار و محبت رب ہد را ہیں یہ
 وہ باتیں کہیں جہان میں بھی کہیں
 طاعت خدا کی اور غلامی حسین کی

۵۲۱۸
 کلچم کو بچاری بہن کی مدد کو آؤ
 اگر کو لاؤ کاغذ و کلمت و دوات لاؤ
 ان کی قلمبشا کے جو احست سے دکھاؤ
 اگر تیرے کتھے جا نہیں تم ایک ایک نکتہ
 جس درجہ زخم ہیں پر ن لاؤ خام پو
 قرآن پر ٹپھوں لگی اتنے ہیں دو نو کلام پو

۵۲۱۹
 آئی نہ سے غیب یہ سال نہ ہو نیچا
 ان پٹھوں کے موم میں لہجہ قرآن نہ ہو نیچا
 قرآن پہ پیکر شب مجھ پر افال نہ ہو نیچا
 لا شوم نہ ہو چکی لگی گریاں نہ ہو نیچا
 ہو کا کلمہ خیمہ سپیدوں کا کونج اور قلع میں
 ہلیم کی صبح سنے لگی زندان شام میں

۵۲۲۰
 ناگاہ کلچم تمام کے ترسہ وہ با وفا
 کلچم بولیں در در سب زخموں میں کیا
 جو بے صف و دل میں جا اس در و لاؤ وا
 پو کہ دسے بھولوں کو شاد دیکھنے ذرا
 کلم بھی بہ موت کی کنست نہ باتیں
 کچھ کلم کہیں گے والدہ صاحبہ کا نہیں

۱۲۲۱
 ہوتا پھینچے ہوئے سادات ہر گز
 کیا اس کی پھوری سے جلیا لگا
 بہت تیز کہہ کے یہ حال پہنچا
 اور حق کی کہ رب کے قدر اور گز
 چلے پناہ جان میں جی کھایا کیا
 زینب نے بیٹا بیٹ کے خوش گز کیا
 ۱۲۲۲
 بس نہ مہین کی زینب کو حق
 بیٹوں سے کیا کہہ دیا یہ حق
 ہوا کی گھڑی میں وہ گم نہ تو تم
 کہتے ہیں جب وہ گم نہ تو تم
 جانی نہ اسے لاشیں یہ حالت کیا
 نہ بیٹا بال نوپے کہ حق پہلا ڈالہ گی
 ۱۲۲۳
 جب قریب ہو چکی تو کیا فہم کیا
 تو یہ دیدہ و فوج کہ بہت تیز
 اداں تمام گھر کہ بہت تیز
 اب پس کہ تو ہے نہ زکراہ تو تیز
 میں موت پھینک دیتی شہ شہ تیز
 بچا ہے یہ تیز اس شہ شہ تیز
 ۱۲۲۴
 شکر لگا رہیں دل میں تیز
 وہ بات کہ تیز ہیں وہ تیز
 انکا مہموت نہیں اس انتظار میں
 بونہی لگی ان کی شہ شہ تیز
 کہیں جس میں خدا اور میں
 پہلے تو پھر کی پھر لگی بونہی تیز

۵۲۲
اگر بچتے ہم کو کیا ہے التماس

اموں کے عاشق بچو بچو اباں میں بچو

ہم ہیں پر نام انا پر کیا تئیں ہمارے

دیکو دعائیں کہنے لگے وہ خواہش

مانوں کو کہتے آپ پر نہیں جا چکے

بوہے ہاں اچھی جو رضا کی بات ہے

اگر بچتے ہم کو کیا ہے التماس

۵۲۳
سکھٹن ہونے وہ فازی وغنی

منہ کا دھلا نہ اس کے لیے وقت بچانی

وہ کان کی مری نہ پوری تھوہ مری

بھڑا کرنا ایسا کچھ میں دیتی تھی ارش

میں تو نے غصہ کیا کی دیکھی تھی

اگر بچتے ہم کو کیا ہے التماس

اگر بچتے ہم کو کیا ہے التماس

۵۲۴
پہلے نہیں کی گئی کو کر کے

پہلے کے دست چپ کی تھی چپ کی تھی

کیا دیتی ہیں تم نہ تیرے بچے بچے

کھجے ہم انا تو رہی پیچھا نامور

دیکھ کے کہ میں کا نام اور مر گئے

میں نے کہہ دیا فاطمہ الفتحہ جاگے

اگر بچتے ہم کو کیا ہے التماس

۵۲۵
پیشہ عام ہو گیا کے لاشوں پر شاہ ویر

پہلوں کے لئے سے لڑنے کی ہیں

اگر نہ در پے تھمے کہ لڑائی میں ہیں

دور سے کہہ کر کہوں کہ جا بھڑکی

اگر بچتے ہم کو کیا ہے التماس

پیشہ عام ہو گیا کے لاشوں پر شاہ ویر

پیشہ عام ہو گیا کے لاشوں پر شاہ ویر

وہ

کہ تیری مہر نے ہم کو بادشاہ و دیں
 تم میرے باب کے حکم کو بے باقی نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں

وہ

کہ تیری مہر نے ہم کو بادشاہ و دیں
 تم میرے باب کے حکم کو بے باقی نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں

رہا

کہ تیری مہر نے ہم کو بادشاہ و دیں
 تم میرے باب کے حکم کو بے باقی نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں

رہا

کہ تیری مہر نے ہم کو بادشاہ و دیں
 تم میرے باب کے حکم کو بے باقی نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں
 پہنچو کہ میرے مری زینب کے تم نہیں

سچ کیا ہوا کہ ترا حبیب چاک ہے
اسے آفتاب کیوں تپ غم سے لگا ہے
سچ کیا ہوا کہ تو غ سے توڑا ہے
سے آسمان کو نہ میں کیوں مٹا ہے
سے شام کو سر نہ منب کیوں غافل ہے
کیا وہ اخلہ حرم کا ہے بازار شام ہے

سچ کیا ہوا کہ تو غ سے توڑا ہے
سے آسمان کو نہ میں کیوں مٹا ہے
سے شام کو سر نہ منب کیوں غافل ہے
کیا وہ اخلہ حرم کا ہے بازار شام ہے
سے شام کو سر نہ منب کیوں غافل ہے
کیا وہ اخلہ حرم کا ہے بازار شام ہے

سچ کیا ہوا کہ تو غ سے توڑا ہے
سے آسمان کو نہ میں کیوں مٹا ہے
سے شام کو سر نہ منب کیوں غافل ہے
کیا وہ اخلہ حرم کا ہے بازار شام ہے
سے شام کو سر نہ منب کیوں غافل ہے
کیا وہ اخلہ حرم کا ہے بازار شام ہے

سچ کیا ہوا کہ تو غ سے توڑا ہے
سے آسمان کو نہ میں کیوں مٹا ہے
سے شام کو سر نہ منب کیوں غافل ہے
کیا وہ اخلہ حرم کا ہے بازار شام ہے
سے شام کو سر نہ منب کیوں غافل ہے
کیا وہ اخلہ حرم کا ہے بازار شام ہے

ہم جو سرور کہاں کہاں
اب تک پھر یہ حضور کے کمال
رستہ میں کی غزلے بوا در کہاں
حافظ جی کے پھولوں کا جھلک
مردان ہیں لالہ تو یہ تھیں ہیں کوں

ہاں رو بہاں ہم اگر گم کیاں ہیں
مردم سے انقلاب سے ہم ال ہیں
کمر بستہ سے زیادہ پریشاں ہیں
صاحب غزلے شاہ شہید ہیں
کے بوجھ کا خطاب ہوئی قید ہے
پہلے پہل کی قیدیں، دنی قید ہے

چونکہ وہ ہیں کہ یکین و ناچاپ ہیں
حضور سے بلا میں اگر قرار ہیں
مردم ہاں ہم شہر ابرار ہیں
کچھ کہو کیا چو شمع ناوار ہیں
مردم کیا کی سے نہ منہ بند ہو سکے
اک بار بھی تیرا پڑے گی جلا کر دے

ہم کہہ دے دن ہیں اور بند ہوئی جہاں
پہلی امیر اور پر مغزے نجات
ہاں کہہ جہر مقام میں کہتے ہیں قیامت
کہیں کہاں ہو حکم سلطان کا
جیتے ہیں قاتلہ ہم عمر زندوں کو رہیں
کہا ہم غنیمت شہیدوں کی روحوں پہنچیں

۱۱۱
 کچھ نہیں بچھڑا کہ نہ زانو نہ پیر نہ
 منہ بچھڑا کہ نہ زانو نہ پیر نہ
 نہ زانو نہ پیر نہ زانو نہ پیر نہ
 دربار عالم میں کچھ بیزار نہ تھیں

۱۱۲
 اس کے دم میں بیکہ سوکنا ہم
 دربار عالم میں بیکہ سوکنا ہم
 خانہ تم حسن خلق کا چلی افسانہ ہم
 اس عطر سے گلے گلے کا مسطر و باغ ہے

۱۱۳
 قافیہ عظم خلق سے دربار مصطفیٰ
 ہم کہتے جا رہے سرکار مصطفیٰ
 ایک دم میں بیکہ سوکنا ہم
 منہ بیکہ سوکنا ہم منہ بیکہ سوکنا ہم

۱۱۴
 اس کا نام نہ تھا تم قیام کا حکم
 دربار مصطفیٰ میں ہو اکبر کا حکم
 زانو نہ پیر نہ زانو نہ پیر نہ
 اس کا نام نہ تھا تم قیام کا حکم

بوسے یہ فلق دیو کے اصحاب نیکینام
نزدیک ہے کہ جامہ سے بائیں غلام
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ احترام
بجوسے پاک پر خیر العین کا مقام
یہ حق ہے فکر کہ رزم اور کہ کم ہو
تسکین و پناہ پاک پناہی محم ہو

قرآن کے جامعہ سے فخر فرما کر جی زینین
اور طہین چلپائیں ناز سے جی کو چین
جلال ادب ہو پویش کہیم ہم فریقین
سکریک ہو نما دین گنم فریقین
ہم شاد اسکا مومن ہے دیانہ نو کی
پچا وہ قدیمین ملک جابہ تقوی کی

فراہم صلیغ نہ نہ برآیم با تو استعد
پیک و نجی کی تم سے ملو بہت حقیر
ارباب عیب کفر و فساد میں ہم
پولہ دہا تم ہی واکر شہ نہ نافر
پیشہ گزشتہ بہت صلوات اور رحمت کا
کچھ بزرگ زادہ تو بہت اناؤم کا

۱۔ روٹھیں بزرگی سے بیچو کی بات
 ۲۔ پیرا سا تھا بزرگ کو فی صاحب کم
 ۳۔ ہر جب گئے بڑے کم لگے منہ موم
 ۴۔ دیکھا کم لگا تھا کبھی ظالم نہ ہنم
 ۵۔ منہ نہ خیر میں پچھو پڑا ہنم
 ۶۔ یہ کم چکا پیرا کم لگے کھنم

ان کے لئے کئی سفارشات لکھی ہیں
 دوست کی جانب ایک ستر کی بیجا ہوتی
 حکم نہ چھیننے کی زین پر رفتاری
 زین کو گرم کھانے کی سندروانی
 شاہ رسل کو بیگی تیرنوں کا پارس تھا
 اس کے چھانڈان کے عزیزوں پر تھا

حاکم نے راہ متقی میں فقط مال زاریا
 بچا دیکر گروں سے بچہ میں لیا
 یہ دیکھنے والوں سے فراموش کر دیا
 واقف سے اتفاق کے ساتھ بھولا
 جب ان کے بیٹے کی جائیداد بیان میں
 کہ دار تازیانوں کی اتنی جگہ ان میں

غریب کو عرب کا بیٹا لگا دیا
 کہ وہ بھروسہ اجاڑے نہ لگا دیا
 وراثت کے نام کے ساتھ عمر نکل گیا
 انہوں سے نذرانوں میں لگا دیا
 حاشو رست مال سے قید فریاد
 اور اب تو سنا سنا ہے زور پیر کا

بندی میں بندہ نشان کیمنہ کی قوم
 کہ باہر تھپہ پیر کی ستر کا دیکھ
 اور اک بندہ لکھ لکھ کہ شہر سے قوم
 پہ پھوڑا دیماں کی بندش کو ستر
 جس کو زور گدازن کو ستر چھین گئی
 ایسی گدازن کی ستر کا گدازن کی

۵۲۶
 ناری کی بارگاہ کے دروازے سے لے کر
 بہاروں میں ہر قدم پر کمینہ دات ہیں
 دریاں بھی دھن دھن سے غالی صفات ہیں
 ان کے تم سے زریں ہیں شیشے ہیں
 جس درجہ اہلیت میں آئے ہیں
 اک اک عصا غریبوں کے گمراہ ہیں

۵۲۷
 پروردہ اٹھا کر ہفت کا احباب
 بیست و تین گئے تیرے احباب
 ہر گھر کا چوکی سے نہیں اٹھتے ہیں
 یوں تو ہو دو گمراہ نواز ہیں جمہور
 تھک چکے ہیں تھک چکے ہیں
 کہہ دو لو کہیں کجا جی سے تھکے

۵۲۸
 وہ در کی پوری سچ ہو کیوں نہ ہو
 مصروف ہو ادا ہو غالی وقار ہو
 پروردہ کی کس غیب کے تم در شہدائے ہو
 یہ ہماری اٹھاؤ کہ اب اختیار ہو
 اب ہر جہ میں صدمے کی دو گرا ہو
 مظلومی حسین ہواری ناز ہو

۵۲۹
 اقصیٰ انجمن میں ہر مہربان ہے
 پختہ ہوئے صفیہ انقباض ہے
 ہر گھر میں درخش میں غصہ جگ ہے
 ہر گھر میں کسے لب لباب ہے
 ہر گھر میں جہاں شور و شبنم ہے
 زینب کے آگے نذر دیا محمد ہے

۵۲۵
 پھلا فنی تخت چو وہ دشمن فدا
 بجاد کوسا کے کہ شکر مریا
 کہی ز حیرت کے قاتل کی عطا
 تیار کو پیچھے کی زینیا پرندی فنا
 پرست جام پیتا تھا کہ ہوا
 کمر نہ دیں کہ شیشہ ہوا چپا
 کمر نہ دیں کہ شیشہ ہوا چپا

۵۲۶
 غنایا گیا جلال خدایم تر بہ
 سرکار زوہ اجمال کے مالک کا حکم
 روشن صفا و شاد دل فرخندہ
 شایان تاجداری شمس تکرار
 قاست جو قتل گاہ میں کمر بستہ
 شمع بول نہی یہاں جادو کو گہری

۵۲۷
 صلحی تب تر بار با صفت
 جمع ازل پر آید سعد ز فنیابا
 روح القدس گواہ میں شاہ کجیا
 ایمان کہیم یہ ایساں دوسرا
 کہ جو کیا مشال دینا کہیم یہ
 کہ جو کیا مشال دینا کہیم یہ

۵۲۸
 تم خدا کا چہ سبب دے تم قتال
 خط نہ ہو رہو جو ہیں گم کو قتل
 کافران سے دو ٹوٹیں اللہ اس میں عیاں
 ان کہ شمشیر میں گم کو قتل
 عارف بہ نظر قوت شمس در جہاں
 عارف بہ نظر قوت شمس در جہاں

۵۲۹ ہر بندہ بزمِ ششمِ خلاق نواز ہے
 بریرِ بلبلِ اک کھلا ہوا قدرت کا راز ہے
 چنی کہ درِ نیچے سے غلابِ نیاز ہے
 اسے فنا فرما دے کجا یہ قوابِ نیاز ہے
 بیچ و بیک میں رہا ہے کس عالم کو دیکھنا
 سچی کہ مرہمہ پہنچا مہم کو دیکھنا

۵۳۰ توفیق کا تیرا دیدہ حق میں ظہور ہے
 یاد و بین قدرت رب غفور ہے
 بل از حق و با حق امام غفور ہے
 اسرارِ کبریا تجھ سے کس مقرر ہے
 رخسارِ ہاتھ پو میں پرانِ غفور ہے
 ارم دامن کو تو ہو تو حق میں دیکھنا

۵۳۱ دانوں کے عقد سے کھولنا ہاں لب لباب
 اس سے کافور لائے کیا ہم اپنا مقام
 دو دو حرف لفظ آئیں یہ کیا کہ بجا کہ ہم
 بلو تہ میں میں لائے کہ تو ہے کہ لاکھ نام
 دانوں کے اس نام سے عدد نہ نکالیں
 جو تہ میں در امانت پروردگار میں ہے

۵۳۲ کیا نہ ہو جو ہم دہان و زبان کا کچھ نہیں
 بہت غمِ لال سے آتشِ درد و مال
 ثابت ہو یہ دواؤں سے تو نہیں دوا ہاں
 نوزد زبیر لڑوں کی میں وہ صفیں علی
 دانتوں جو نوک تیغ زباں کا گز نہیں
 ہم کلامِ آفتابِ ہیاں کچھ تو نہیں

بولا ادب سے بڑھ کر ہاتھ جوڑ کر
خانم کو توبہ و توبہ کا حال دیکر
چہ پیروں کے ساتھ توبہ کی دہلیز
نہاں سے بھینسا لیا اور دالہ سے
مہدی کا گونہ غنیمت سے لاکھ لاکھ
مہر بندھ لیا تھم کر یہ کہ پامال ہو گئے

خوار شہنا پنا کیا کیا کہ اتیں تو
وہ کہ اتیں نصیب کدوں تر تیر تو
جھلکیں کہ از روئے بہشت پرین تو
اس جھلکیں کہ گونہ سے گونہ تو
شاہی مہر تو وصال غدر کی سے بیابان
و نہایتی کو طلاق دیا دعدہ گاہ میں یہ

مژہ کیا کہ تو خنقاہی کو کلمات
تسلیں تھیں غافل از زور کلام دیکھت
و دھار و دھار سے کتے سے بیا بیا دھار
تخت سے بات کی تھی ہاتھ سے نہایت
انگوشت ایک شمر کر اور اکشات میں
چہ دم و دھار کا ہاتھ دیا تاکہ ہاتھیں

کہہ دیو کہ میں یہ دو ہا جب ہوئے
آواز دار ہو پوچوں کہ سہم ہوئے
تو ان کی جاک سے کہ کھو کھو ہوئے
مگر کہہ دیاں کہ کھو کھو ہوئے
آواز دار ہو پوچوں کہ سہم ہوئے
تو ان کی جاک سے کہ کھو کھو ہوئے
مگر کہہ دیاں کہ کھو کھو ہوئے

چرخ افروز است
 بر تپا پرتق اور
 بھک کر دم قدم کس جاہ و کرام
 شکر اس کا شکر از دہ و غم
 در دار و دیور بوجہ بوجہ و غم
 نام اپنے تائبوں کو فراموش نہ

تم بڑے حسن تھا سر چادرہ کافور
 انکی نہ خاک پائے ہار کی گم کافور
 نمرہ بندہ وار ضرور میرا ہم کافور
 دھوپ و دین کی بی بڑھانہ کافور
 مرنے حسین کا بال احسن کا چاند
 پڑا کافور

ہم وہ تھکے ہر دم غم تا بندہ خال تھا
 رنج و درد رملی گویا بیل تھا
 چو تک بھیدوں سے دیدہ صید کمال تھا
 بڑو کا بال بال عین مال تھا
 غم سے برباد کن ہوئی پیر چیتا
 اک اور ماہ نور افکار زمین پر

نہ تھا اعلان فرخند اور دیم کا
 انکھیں غزال کہ بھگدوسیم کا
 جس سے پلن نہیں ہو تو مت کہیم کا
 بنو گام کی جلد کس کلام دیم کا
 پیکر شمع کہ تھیں اس شمع کی
 بلکہ پل تھیں پس فتنہ گنجہ کی

۱۵۱۵
دشمنوں سے اندھنوں سے ہمتا کر چکے ہیں
اگرچہ یہ میرا کہل کے خبابِ حُسن نے لال
دیکھیں میں نے وہ تو رازِ پری خیاں
پتھر کے کھونڈے ہر تھپتھپ کا انتقال
۱۵۱۶
دلکشت کی جا بھر دی تھی لکڑی میں ناز کی
دیکھ لے رہی تھی جاں کھ گیسو میں ناز کی
ناقص میں شکستہ شکستہ ہو رہی تھی
ہاتھوں کی جان پھول میں پھونک رہی تھی
اسلامیتِ عظمیٰ تھا تو دہشتہ ہوا ان علم
ان کے بے ہمتی کے بے ہمتی کے

غم نہ ہو کہ کلامِ رب پر اسے
 بلا وہ نہ ہو کہ بے پروا و افکار نہ ہو
 وقت ہو یا نہیں اس کے گرد گھومتے
 میں کہنے یا علی قویا مت ہو نامہ میں
 دیش بہنو آفاقہ کی داد نہ نامہ میں

سب اختیار مند ہیں حاجت اور اعلیٰ
 غم وں کو بچید غم کہ شمر غدا
 بند غدا کہ شہیں بنگلہ عالم
 جان علی ہیں ہم پر مر غدا
 چھوٹی غدا میں شش ہفتہ
 اک غریب علی نے فہمی کو دیا

چن سے تم نے جیہ مری بنجھائی ہے
 جیہ مری کی جیہ مری بنجھائی ہے
 کہ کھولیں ہر گل کی پہ پورنگ بار بار
 ہم بہ خفا میں تیر جی پہ نہیں پھینکا
 چوہ نہیں کہان کے گوشتوں میں ہو قضا
 مرنہ پہ اپنا زہر اور گتے میں اثر دیا
 پندرہ سہریاں اور لطف و قہر ہے
 مومن کہ نہ ہر مہر ہے ہر کام کو نہ ہر
 چہرہ سے اب تک کوہ علی کا درخشا

جی کہ تیرا سہرا دل وہ تم نہیں اہم
 ہم اکثر جیتے علم و ہنر نہیں اہم
 خوشتر استخوان خدا کی پیریں اہم
 یہ تو نہ کہ کسے تو نے جیہ پوچھا ہم
 جھوٹاں پہاڑ بواہی کے منہ کہ
 بھٹکی کو جی بھڑکے پھنکا

کہ لہو زہرا دل سے ہے ابر کا نال پو
 الماس خوش چلیں دُریہ شال پو
 کہی شین قہر زہر کا لال پو
 ہوسے کمر زہر پو کہ پائیل پو
 زاموں میں تو نہ بیٹیں ملک پو
 رستہ پہ جیکے تیرے اکیلا پو

۱۵۱
 ہر غم سے سال کے لئے گونوارہ ملت
 حق غضب کی جیت بلا طراوت تھا
 اسے خضر شیریں اک پہچاوتھا
 شیریں پہچاوتہ بہت پہچاوتھا
 قاتل وہ تھا کہ تو شیجاوتھا
 نیت کی مل کے ہر اک صفت کے پوچھا

۱۵۲
 پہچا کے راہوار کو پہچاوتے گے
 کروا کر سے ہیں لکھارے گے
 دل تا کا افراتیر گم مارے گے
 ہو پہنچے بوال غم وہی ہارے گے
 حق حرم کو جو حرم دنیا سے
 پہچا کے اسے حق دھوم دھام سے

۱۵۳
 عجائب اس دیکر کم عمر جان کے
 طرز و قیامت نے گے پاس کے
 ہم نے دیکھے ہو بھی اس زمانے
 سب ہم آپ پھریں کون جاکے
 دن میں ذیل بول ہو دو عالم تھا
 دوا کا کسی سبیل کے اینٹے سے تھا

۱۵۴
 فنا کے واہ واہ علم سدا پہچا گے
 یہ اس ملت کو قول سے پہچا گے
 دوا کے غضب پہ اک بار پہچا گے
 اوستے ہیں نہ تو توڑا پہچا گے
 حق جو بری نہ تو اس ملک سے
 یہ مقدم زمین نہ تو پر فک سے

چلو تو خدا حسد اختیار توں کی زبان پر
 تیرے لئے ہاتھ دھر دھر دم نہ کان پر
 جیسے تھا ایک تیرے لئے کھائے بہان پر
 کہ بوقت تیرے کوئی ہر مکان پر
 مرنے پر ایک پس کہ ہو سہیگی
 کہ میں نے میری زبان تو وہی کی اپنیگی

مجنوں کی برق آہ تھی بن بانی کی
 زمانہ وہ تیرے بنی کہ وہاں کی
 شہر کی کہ بنا تھی کہ تھی اور اگلی
 تھی کہ تھی کہ تھی اور اگلی
 طے دوں کہ پورے تھا تھی
 زخموں کے سوز و زدن تھی تھی

ہر چلو برق بار تھی اور تیری جلی تھی
 بالائے اسمان جلی تھی از زمین جلی تھی
 جتنی کہ اس کے لئے تھی وہ زمین جلی تھی
 ابرو جلی تھی تیرے جلی تھی
 ہموار کی کہ تھی تھی تیری جلی تھی
 افشانی تھی تھی تھی تھی تھی

کہ ہم نکلنے زار صفوں کو جلاتی تھی
 ہم شمشیر شمع فتنہ کی تیرے بجلاتی تھی
 ہم تو کھنکھاتے اور کو با ہم اگلی تھی
 بجلاتی تھی اور کو کو اگلی تھی
 ہوا نکل کے تھے وہاں اگلی تھی
 کلاؤں کے دھڑکے دھڑکے

۱۵۵
 اے کرم پور میں تو خوشیاں کی
 سی سی پھیل گئی کہ فرست دیں جبریاں
 سستی سے تھی حال فرما دیا کہ
 باقی تھی کہ فنا ہو سبھی فنا کیا
 حکم تو کیا کہ فرما دیں تیرا کیا
 حکم ہی کیا ہو کہ سلطان ہو گیا

خلع
 بختی کسان جز نداده بختی کرام
 تو بختی تو شایسته بختی کرام
 دود بخور بختی تو بختی کرام
 بختی بختی بختی تو بختی کرام
 تو آرزو بختی تو بختی کرام
 بختی بختی بختی تو بختی کرام

اے بلبلوں! بے پروا نہ ہو، تم میری جانتی ہو
 موقوفات میں یہ میرے توجہ میں اہم چیزیں ہیں
 یہ ہر دلوں کا تعلق ہے یہ بچاؤ کا کام ہے
 ہر ایک پہلو پر ان کی جانیں ہیں مٹی کی
 موقوفات اٹھا کر ان کے لیے دیا جائے گا
 کتنی کمزور ہیں کہ یہ ان کے لیے تعلق
 موقوفات ہیں یہ ان کے لیے تعلق ہے

وہ ایک نئے اور شہزادے کے ہزارے

اگر بیت فی المثل من کرب تھا تو اگر
انکی قطع تلحی کہ باغی کی طرح چلا
پہنچا کے غم سے بے پروا کیوں نہ پھرا
چلا رہے بہت کم دیر میں یہ کیا
ہم ان قدر کو کائنات کے مطلع بنا دیا
بہوش کا نام ڈال کے قطع بنا دیا

گم نہ کیا پر ہم نے گنبد کو ہر دیا
گم نہ کیا جو جاے گل نہ کیا
گم نہ کیا اس گم نہ کیا
پڑی گم نہ کیا اس گم نہ کیا
ہر دل دلاں تھا نبش میں ہو گیا
قبرِ خوار کی آواز میں ہو گیا

کھوسے جو ہر اپنے کام بند کر دیا
مردن کو اپنی اک پتہ اپنے کام بند کر دیا
پہلے فتنہ بازوں کا ہم فتنہ کر دیا
تو پھر بس کہ کھانک چلے پھر کر دیا
تو تیرا جان اس کے شراؤں سے بچا
نکاح بیک تیرے کہہ پائے چکے

میں نے قریب قریب سے ہمراہ لیا کہ
جہاں غم نہ ہو یہ ہے ہمراہ لیا کہ
مراں سے لیا کہ غم نہ لیا کہ
جیسے غم از روز دہوں کے سے شرف
میں جہاں یہ ہو یہ وقت نہ لیا بہا کہ
جیسے اراق سے قرب مران ادا کہ

کھانا جو تیرا کو تو کمال سے پست لگتی
 ہونے پہ پھر اراے کر کے مثال سے پوچھ لگتی
 کیا جانے دینیں جا کے کہاں سے پوچھ لگتی
 چھوڑا دین تو دل دروں سے پوچھ لگتی
 پیچیدگی تھی ہے دل و عذر کیا کہی
 نہ خان سے کوئی گوشت کو پوچھ لگتی

تو لا زبیریاں تو مرے ہوش جا رہی ہیں
 قویہ خیمہ کوڑے ہیں کم پور کھلتے ہیں
 اُس نے کہا بجا بجا دیو ہیں سنتے آتے ہیں
 سلطان کے نصیب سے ہم فتح پاتے ہیں
 غالب نہ اُس کو کسی کی چال ہے ہوا
 جس نقطہ اُس کے اقبال سے ہوا

اُس نے کہا کہاں نہ تھکے تیرا تو کیا ہوا
 بولا کہ غلبہ پس کا وقت تھا ہوا
 سب چاہے مرے وہ یہ وقت تھا ہوا
 مرے ہاتھ اب کیسے نہیں بڑھایاں چھپا ہوا
 بڑھی غضب کی سینہ پہ تو قہر سے چلا
 یکو کی چو کو باہر نکل گئی

بہوش زین پر فخر تجب تب ہوا
 سہرا ز دی حنین نہ گھر کے کیا ہوا
 وہ کہہ ہنسنے کے حق سے ادا ہوا
 پانی کی فکر نہ کریں فدا ہوا
 یہ کہہ کے فون ڈالا کہی بار بار ہوا
 اور کہہ اچھن کا تارا زین پر ہوا

جس کے تھکنے نہ ہوئی کھلی
 کہ اواز دی عمر نے لوگوں کو ناگیاں
 ہاں بلبوں کے خون کے ہیں ہر کھلی
 نام نہان شایبہ لاشے کا نشان
 ہاں صندور و خندیں کی باگ و تھام
 لاشے کو پائال کر دانتیں ام کو
 شمشاد کا کوٹھڑا لاش پر ہوا
 چلو موت کے لال چودہ لڑے رات ہوا
 کہ اواز دیتے تھے یہ غریب سے بار بار
 کہیں لے چکا غلام ہی تھا کیا قہار
 کہنے تم کو کہ نہ ہاں پہنیں نے نہ
 قادم کی لاش رہ گئی پائال ہونے کو
 صدر پر بوائی علی اکبر کا جبر آء
 بادشاہ و اسلم علی صغیر کا جبر آء
 جبر آء و سیمان ہاں دم بلور کا جبر آء
 کہ انا بلور پوچھا تیرا سر کا جبر آء
 جس سے ہاں غم کے کہنے کو دیکھا
 تم تازیوں کے اور مرے ہیں کو چکھا
 بہ بہ زبان شمع نے کھلا جو یہ نہ
 بیخود میں تیرا کیا غم غنہ اور کھن
 ہاں سے کہہ کر تیرے بہ بہ ہر بن
 کھلو اور دیکھ دم کو مرے ہاتھ کو کن
 اہاں بے خیال ہوں میں جاگ جاگتی جا
 بہ بہ بیان ہے یہ مرے دو ہوا بھاتی

نسخہ بہادر

سنتی ذی کرم عباس اُس گھڑی
 دربار یوں کو شیر کی آمد نظر پڑی
 بیباختہ اندرون کی صف ہو گئی کھڑی
 بولہ ٹٹو اُس سے طبعی گفت و گو
 میں نام لے کر جب سے بہ علم و دانش
 اچھا لوگوں سے بولتا ہوں اُس کے تئیں

حکم پکارا غمناک کے کیا ہوا
 بولا وروں پہ تو عملدار کا ہوا
 سر پہ علم کس پر علم اکسلا ہوا
 کوڑا وارنے کے ہوئے علم بننا ہوا
 اک حکم میں وہ نام نہاد صوبہ کا صوبہ
 رو کر کہیں نہیں وہ جو ہر سب سے

اگر فوج سے یہ تو حکم کیا ہوا
 کہ پڑا اور بادشاہ کی فوج
 دیکھنا نہیں ہے دوقین کے کچل تیر
 پوچھنا ہوتا مکتے کا ٹھکانہ
 جس نام کی یہ شہادت ہو گئی
 دو طرفہ اسکا اس دن ہو جائے

نہ ہو گیا بے پناہ کا کھانا کھا کر
 دینا سے دو دم بھائی کے جان بچا کر
 لاشم یہاں جان کے اینٹا کھا کر
 بتو کہ سب بہن کے نہ لایا کھا کر
 حکم کو کس کا کھانا کھا کر
 دو دم کے دن کہنا کہ کس زبان سے

۱۰۰

مجلس شورای اسلامی

میں نے اپنے

اس کی جنگ

مکتبہ عربیہ اسلامیہ

مہاراجا صاحب فرما رہے ہیں

اسلامی تعلیم

P.
C.

مجلس شورای ملی

طوفان اسلام

مجلس شورای اسلامی

خطہ سنیہ و سنیہ

کتابخانه عمومی

سید احمد علی

۱۹۱

عبدالله بن محمد بن عبد الله

اس کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
سراجاً مضيئاً يهدي إلى صراط مستقيم

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تم کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

سیدنا ابن ماجہ

۲۹۲
بیت شفا و صفا

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

بسم الله الرحمن الرحيم

سید محمد علی

اس نے کہا: ہرگز نہیں

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

تہذیبیاتی اکیڈمی

پہونچا کہ لاش بہ اکبر والی وقت کو
 لاش سمیٹ کر ہاتھوں پہ کریم لقا کر
 پکی گلی علی پاشا سے اس گلشن دار کو
 بھلو س دیتا تھا شام نامہ راکر
 سہ پہر پہ بھارت بھیمیں آتی تھی
 تا تو ایک بار ہاتھ زبان اٹھاتی تھی
 کہ وہ کہہ کر اٹھتا بہ اکبر دیوہ
 وہ بھولا بکرم پڑھیں تجھ پر بدو
 ہونٹھوں سے لگے تیرے سر پہ گھانٹو
 وہ گوری گوری باتوں کی ساری لگاؤ
 بھر کر سانس لیتے تھے عید پر ہاتھ
 یہ منہف تھا انکو بھلی بیٹا تو ہے جانتے
 آخر یہ لکچل و نام نہن کیا
 اس کے حسین نہ پانی اھل کیا
 تیرے بڑے بڑے نام نہن کیا غضب کیا
 تیرے حق سے اس سے یہ سب کیا
 کہ دن پہ تیرے لگے ہی مصوم دیا
 علی پاد سے کہے کہیں اور کیا
 زانو پہ ہاتھ مارے پہلا بار وہ نشہ
 پیچھا کیا قصور اٹھائیں اور اس کا تیر
 اس نے کہا قوتی کیسے تیرا کیا تیر
 حاکم بہ لم علی با بھوں میں کیا کیا تیر
 جو لایہ عزت و مہاجرت کردل جائیں
 لایہ نفرت کہہ کر زیارت کرد جائیں
 نسخہ زبان

[illegible]

خاتون
 اُس نے کہا کہ رحمتِ آسمانی میں غلام
 ہے من مرسل کا اب دوسرا مقام
 چینی بونی زریں پر تپتے پتھر بام
 اگر بڑھائیں دین کی نیت ہے عظیم
 مجھ کو لگا جو ابرو نہ کھچے اس مقام کا
 اپنا تم اور اہم تجس اہم کا یہ

خاتون
 ہزار بیت وہ حسین کی غربت بھولی
 نظر میں نہ بھولے گی حسرت نہ بھولی
 وہ گردیں ادا کی ہوئی صورت بھولی
 سیم پورہ رخنہ کی بدعت نہ بھولی
 ہجر کچھ یاد رکھ کر یہاں کا کھوس
 وہ دیکھنا حسین کا اور بھول نہ بوس

خاتون
 اُس وقت کجی شکی بن شہر و شین سے
 چاہا کہ پتے فاطمہ کے نور عین سے
 ملنے دیا نہیں نے بن کو حسین سے
 ہجر ملایا خلق شہر شین سے
 موم لکھنے فون کے قرار بھگے
 زیب کی حسرت ہاتھوں کو بھل گئے

خاتون
 یہاں بھی بہت اڑھا تھا مراد ان کا گواہ
 اگر غم کا وہ مقام ترسے جاہ
 جب کہ چکی علی کی پیمبر کی بوجہ
 بندہ کی مٹی کی پچی شام کو پہ
 سب اوزن تھی لگا کی جانب بوجہ
 ناقوس سے پیسے بوسے سادات کو پہ

۱۲۱

۱۔ موت تک قریب شہدائے نبیؐ

۲۔ ہم تھا ایک لاشہ سلطان حکمران

۳۔ لاش اپنے اپنے پناہ کی پائی ہو غلام

۴۔ گویا میں نے کچھ کیا میں نے نہیں

۵۔ بولا مگر اور کچھ حال انخلا غلام

۶۔ پیادوں کے گروہ گویا میں کا ہوا غلام

۷۔ پھر دوبارہ تین تھیں اور لاشوں کا

۸۔ بہر عمر کی تو دونوں میں غلام و پادشاہ

۹۔ اکبر کی لاش باغی کے سینے کے حق سے

۱۰۔ دوا ہوئی تو وہی کہ سر میر کا

۱۱۔ شکل چھ عمر کی کا ادب نہیں

۱۲۔ اہستہ سے ہے کی کہانی کا ادب نہیں

۱۳۔ جلاں پہاں سے میں تو سر اٹھا اتار دیا

۱۴۔ کیا خمریہ ظلم ہے میر سہا ہی ابرو دیا

۱۵۔ یہ وہ ہے جس کے پیادے کی ہوا کا

۱۶۔ میں لاش ٹھنڈے چائے کے گئے غلام

۱۷۔ دھواں لگا کے یہ وہ ناچار گروہی

۱۸۔ اہم وقت میرا ہا تھا تیرا گروہی

۱۹۔ میں کیا ہوں کہ وہ دے مر نہ کیا کیا

۲۰۔ بی بی وہ لاش سے اور عمر بھرا کیا

۲۱۔ یہ لاشیں معین نے خمر پیا کیا

۲۲۔ زب دیکھتے فضا سے ادا کیا

۲۳۔ گزشتہ میں تو فلک میں کیا بھانپا

۲۴۔ انصاف سے ہوئی تو جناب حیدر کیا

۲۵۔ تمام شہ

نسخہ

مردم مرا نام خدا سیف خدا ہے
 دوئی کو در سیف زبانی کا جانب
 میں قطع رہ نظم کروں میں تو قرار ہے
 سب کا کہیں وہ یہ انداز عید ہے
 ختم کرو اور ہم فدا میں تم گریںے تھا
 اور ہاتھ ادا کرنا وہ پیکر تھا

بہر وقت ہے فرشتوں کی نگاہ
 جہوں سے فرد میں ہے تو گناہ
 بوجہ میں تا انہوں کے وہ علم
 ہم بوجہ ہاتھ وہ دل کھلے دھم
 بدلے وہ بھل نہیں رہتی کی
 مجھ سے کہ وہ گاہ ہے بھلے کی

کہ اس کے سوا اور کون ہو
 ہے کہ قی قائل کہ یہ بیان کی ہو
 اس وصف یہ ہے پشت تارہ وہاں
 قرار علم ہے یہیں ہر حال
 دیو دل میں کمال کہ وہ وقت ہو
 کہ وہ شرف کہ عطا کرے

یکسانی کے سب نہیں کی ہو
 پیروں کا عصا پیکر کی ہو
 چاروں کتب حق کا داران کی ہو
 یہ سوره اخلاص حسین ابن علی
 خوش کرو کی ایسا نہ ہو وہاں
 مگر وہی مروت بالالف قد ہی شہید

ع
 کج و نیک بخت بھریا رہنے پائے
 کہ جن میں شہادت کے خمیرا رہنے پائے
 حاشا کہ وہاں جو نہ الفار نہ پائے
 ہوا شاہ شہیدان کے علیحدہ رہنے پائے
 بھم بھم تھی تھنات ہوتے تھے کہ غفیرا
 یہاں کہیں ارباب کھے درخت پیرا

ن
 بے خبر و بے خبر کج و بد و نیک پیرا
 یہاں شہادت کے دو برابر کج پیرا
 رحمت کے یہ دو برابر واد واد واد پیرا
 رخسار ہیں یا جلوہ شاہ شہیدان کج پیرا
 زمان میں ان کے بھم بھم کج پیرا
 ہاں کہیں ہاں کہیں کج پیرا

ا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا

ا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا
 کہ شہیدان کا کج و نیک پیرا

۱۲۱
 سب خیال میں نہ توجہ دلجی
 قریب و دور کا یہ شہر زلزلہ ہے
 ہم کو کہہ بیٹوں میں جس کو کہہ
 پہلے زلزلہ کے سرور کا ہے ذرا کہہ
 گویا بے توجہ سے یہ ہیں دور کے شے
 اک شے کی ہیں ہیں دور کے شے

۱۲۲
 غم میں بھلا عزا دار دلی جو پیاس
 جو اس سے پیاس سے بڑا ہے پیاس
 لوں میں بڑی سے نہیں کھینچو کوئی
 کہ کھینچو کھینچو کہ کوئی پیاس
 ہاں دل بڑھکتے ہیں علم اچھا کوئی
 یہ میں کہ پیاس کی لالچا پیاس

۱۲۳
 نہ نہیں نہ نہ نہ افسانہ تھا انکا
 بوخت کی بوجھت تھی وہ بیباک تھا انکا
 گھر خالی نہ ہاں افسانہ تھا انکا
 دل افسانہ کا پہرہ نہ تھا انکا
 نہ زخم کا تھا کئی پہرہ نہ تھا
 یہ غفلت نہ تھی کہ یہاں پہرہ نہ تھا

۱۲۴
 قدر انکی کہیں غم صدا کی کی زبانہ
 اول انہیں مولائے کہا ہے شہر زلزلہ
 وارث تھا علم کا شہر زلزلہ
 شہر زلزلہ ہی درست درست کی شہر
 جبرار زمین انکو بوجھت میں تھا
 میرے شرف انکا پہرہ نہ تھا

نالا پہر نہ کہا ہے اور نہ
 سجیدیں اٹھانے کو نہ گئے ہوئے
 یہ غل تھا کہ دار و نوے چار کی کسم
 آستہ ہی پر ہوا فافا تم اور جو سید و کم
 جو غنہ کو با حقوں و ذوالحقیم کی جانب
 بدو مٹھ دیا کیا اور دینیں مالک دنیا

ورور کے کما احمد مرسل نے فقہارا
 وزیر علیہ را کو گفت رنے را
 جو غنہ اٹھا با علم اس وقت ہمارا
 رونس کی اصحاب گریباں کیلایا را
 اسوں کا دواں صحیح ہو گیا جو غنہ
 کہہ کی طرف جاوے سجیدیں یہ تھا

میں نے مانڈ تھا ران پیش پیر
 اس آیتیں دیکھتے تھے یوں کی ہیر
 حق پیش اٹھانے کے اس وقت شک
 بھلا کی روداد بیاں کرتے تھے تو
 بیہاد بجا رہے تھے سے اسم واقعی ظ
 اسم آتق کوئی سبب بھی نہ تھی

یوں بھر میں کل وقت ہے اور
 جس وقت میں بھوک شہادت ہوئی تھو
 فردوس سے نریک تھا تم پر بھوک
 کہ جہانم نہ رہے تھا کہ جہانم نہ
 سجیدیں اور حق ہی رسول دوم
 اسم کیوں سے بجا ہوئے وہی علم تھا

۱۷۹
 اسد مونس میران تم دیکھو مولا
 آوہ فوں پناہم دیکھو مولا
 جھوٹا تم قہارم دیکھو مولا
 ستا قہارن ام دیکھو مولا
 جھوٹا کی ترس قدر بند کھنڈی
 موندہ پناہ لاش کو موندی
 کیا دیکھتے ہیں ان کی موت کیم
 بہتر نئی ذوق بد علم لا شہو کیم
 کہتے ہو بچپوں کو دیکھو کیم
 افکار مارا گیا جیت رہا برا
 باوت ترا بھڑکے شکار کیم
 ایجا کیم کیم علم دار کیم
 بہشت کیم کو تو فرشتوں کیم
 مبادت کیم بد بھول کیم پتہ کیم
 منہ بال دمر کیمیں جوبن سے کیم
 ختم کیمیں موتی کی تاج سے کیم
 کہتے ہیں فرشتے کیم پناہ کیم
 دیکھو پناہ کیم بد بھول کیم
 میٹر کو خود دیا یہ رسول دکر
 چک اپنا گریبان کیا دست خزان
 دکر تباہی کش عقدہ کشان
 بوسہ بوسہ راہ خدائیں سر نشان
 بجائی کی لعل دیکھو ترنٹھان
 احمدی سرکارے پتہ نشان

بدھ کیا تمہارے کیا ہے اچھو فقیر
 کی لومنی پیمبر سے کہ اس صاحبِ علم
 بیہوش کو تو قنہ کیا ہے پیمبر
 تم نام مر سب جیسے کار کھڑا کہ تو قنہ
 ہلنا میں دھول کی تاشیر تو پیمبر
 پیمبر کا جلال الفت پیمبر تو پیمبر

بہ طبع قدرت سے اور روش و شمار
 تمہو ہم کہ تمہیں علم اس سے ہمارا
 سب کو ہم سے مری کہ پیمبر کا نظار
 پیمبر سے دیکھیں گے رفاقت کو تھاری
 دیباہ ہم میں گے زیارت کو تھاری

تمہارا کوئی دین نہیں اور سب مہاں
 اس کا نام سے ہو گا تو سب عقل والاں
 سب بی بی کے نام زنگری کہ تین تھان
 بھیجا فوج سے کہ مر سب جان و لیاں
 قربان دہ دہ ہو گا پیمبر غائب
 جس طرح تم تجھ پناہ ادا میں غائب

سنگر متنازعہ اور ایک پکار
 برب کی کہ یہ تھو سب جیسے کا ہمارا
 ہوا تو تین تھو پیمبر سے پیمبر کا ہمارا
 شرفوں کو کھانا لگا دہ دہ لگا دہ
 ریمہ کی بندری میں خاک پست پست
 مہانت کے پران کو کھم دست پست

ناکاہ نہ آئی کہ غم نام رکھیں گے
 کیا فتنہ پیش کرنا جاوےم رکھیں گے
 بہترین سب اس کم ہوش لگے ہو علم
 یہ ہے بہت بات کہ یہ ہے باز و سلا
 ایمان کا افکار الف سے ہے تو دار
 بہترین سے حقانے کی تین تین فتنہ دار
 بہترین کے سہ پہلو تو زبردقہا ہنسی
 یہ باز و پیشہ تیرا زبردست ہے سب

بجز گمراہی کیا وہ قیام
 نہ ہر سبیل کی غرشت و قیام
 روز نگین وہ اوہ وہ علی کے پیچ
 مغربی پیشہ کی کھاتہ ہیں تم نام
 تم تھو کہ وہ اوہ وہ علی کے پیچ
 وہ کہیں توئی ہر قدر کم چھوٹا
 وہ کہیں توئی ہر قدر کم چھوٹا
 وہ کہیں توئی ہر قدر کم چھوٹا
 وہ کہیں توئی ہر قدر کم چھوٹا

مقتدر و زلفِ ابرو کی توفیق کا کہاں ہے
 و شاہ شہیدان کے فدا کی توفیق کہاں ہے
 کہ تین بیویاں نہ تھکے فدا کی توفیق کہاں ہے
 میں کہن باتوں میں فدا کی توفیق کہاں ہے
 اگر اس کے چھوٹے فدا کی توفیق کہاں ہے
 حق یہ ہے کہ اویس میری توفیق کا ادا ہے

بیتِ نابھہ بیاں دے تیں گے تیں گے
 بونا بک سہ فدا کی توفیق کہاں ہے
 پیٹھ کے فدا کی توفیق کہاں ہے
 بے روزہ فدا کی توفیق کہاں ہے
 حق یہ ہے کہ تیں گے تیں گے
 حاکم یہ ہے کہ تیں گے تیں گے

افغان قتلِ ابرو کی توفیق کہاں ہے
 فوجِ بویاں کی توفیق کہاں ہے
 ہر ایک فدا کی توفیق کہاں ہے
 کہ تیں گے تیں گے تیں گے
 شہداء کی توفیق کہاں ہے
 حق یہ ہے کہ تیں گے تیں گے

محمدؐ نے کہا بہت توفیق کہاں ہے
 بھائی کے توفیق کہاں ہے
 نقیبِ ایمان توفیق کہاں ہے
 بہر کہ توفیق کہاں ہے
 فدا کی توفیق کہاں ہے
 بلو شاہ شہیدان کی فدا کی توفیق کہاں ہے

ابوہریرہؓ ولادت ہے نہ دیدار ہے نہ آرا

جہاں کو علم پایا وہ دشوار ہے نہ آرا

لاشے کا مقدر میں گم کیسیا رہے نہ آرا

پہلا وہی دیدار علم ہے نہ آرا

تم غم سے آگے کی یہ تخیلیس کیسے نہ آرا

اٹھ اٹھ کے کے شاخوں سے سیم کیسے نہ آرا

نہ آرا یہ بیانِ حق کے ہو نہیں بخیر نشان

زیب کچھ لچاریں اور ہر کہیں تو تو فرمان

سہمی نشان تو نہ مرنے کی میں پر آزمان

تو قدرتِ عباس کا اقرار اسے ان

وہ بوجی مر غم ہے کچھ غم نہ نہیں ہے

فدیر میرے ماں جانے کا وہ چہ چیتا

نہ آرا نہ لکھا اور بھی احسان کرے گی

بوں کہ بہن پیادہ کا سالان کرے گی

فرمایا یہ سب کچھ تو مری جان کرے گی

بوں کو بھی لاشہ پہ پریشان کرے گی

فوں نہ تھو یہ سر سال کے غم نہ کھائیگی

میں بلبلین بھی کے شاخوں کی سہائیگی

یہ حق کے تہ تاب کی ٹوٹے وہی کو

فرمایا نہ جو ہر کہ نہ میت سے کو

رہی میں عدو باندھیں گے نہ میں پی کو

میں یہ کلام نہ بولے گا کی کو

میں انہوں کے حد نہ پڑے گا کی کو

میں ہر کے لاشہ پہ بھی رو نہ مانے گا

زینب نہ عجیب نام لیا پیار سے اس کی
 فرمایا میں تو جان لیگی تیرے چچا جیوں
 رہ رہ کے تجھے اتنا سب اب الہ کا چل
 بھلی کی زیارت کا وہ نہیں تھا بہ چل
 چل رہا تھا اگر کہ میرے رے خفت سے
 جیتی ہوں بلایاں تیری اماں کے چلنے
 جلالی سادات کہ سید ازل سے آیا
 بزم پہنچا ہے کہ دور سے بدل آیا
 جو بنے گا غل میں نہیں چلے آیا
 جو غیب کے پورے میں پہنچا تھا آیا
 کہ تھینے غل کی قبضہ قدرت میں غل
 ہلہلا کی سب سے نہ خود کاش کے
 دن نیک گم نامی نیک جو پین لگا لگایا
 دیکھ صفت نیک تم نیک پر نیک
 قدیر سے طالع میں غل - دور تو نیک
 غریب کے ملو ملو چل اُس ملو تھا نیک
 کہ تین کم نہ ہو ملو ملو اُس کے
 مگر غم افلاک پرست نام اُس کے
 زرارے تو بجاٹوں کی حسرتیں فتا کی
 غل کی سرکار غل حسرتیں فتا کی
 پلہ انجمن غل کی طالع نے بجا کی
 پیدائش بجاٹوں نے تو میرا بک کی
 تار کی پچھائی اُس میں کی لکھی
 اس چاند نہ کوئی ہم تو زینب کی لکھی

۱۸۲
 شہزادہ ناگہ سیمین و جیو
 ک ل کے نکلائے کیسے چوکنے
 کہ ہم سے فریاد ہوئی نہ ان
 پہنچاؤں سے کہ لکھنؤ میں آئے
 چم سے علی نے کہا بھائی ہے بھائی
 پیسے فرمایا قدرتی ہے علی
 شہزاد اب بڑھو یہ کچھ پچھو
 سچین کہہ دے کہ کب لگے بوائے
 حجاز و قریہ یہ خاطر ادب دیا
 کہ خوش ہیں کہ انا تھا کہ پوری ہوئی
 یہ تو ہم یہ تم تھا پچھن میں نہیں
 وہ شخص ہا تو اور وہ دانشور کا
 جو سرور خاں شہزادہ شہزاد
 بہرہ کا کہی بابر پوچھ کر شہزاد
 بیلیا پنا غیب خیر نہ نہ
 مجاہد کہ یہ شہزادہ دیا تم فدا
 کہ ان جہاں سے کہ یہ نہ رہا پنا
 فرزند پھر کا کہ فرزند ہے میرا
 ازبک و شہزاد گرامی ہو مبارک
 کہ قاضی انہیں تم کو غلامی ہو مبارک
 متعین شہزاد کی سلامی ہو مبارک
 ازبک و شہزاد کی سلامی ہو مبارک
 شہزاد کہ ازبک کی سلامی ہو مبارک
 کہ ان کو کہ ازبک و شہزاد بھائی

اتنے تیں کہاں نہ کہ آفریدہ پیر
 زبان گئی ہو گئے آقا سے بچا
 چلے گی سزا از آراؤ دیو شیر
 عزت ہے جاوید عروسی کی قیام
 حاکم پندار علی اب کو کسی کی
 پیر کے آؤش میں ہوئے ہوئے کی

لمبھائی کے دیدار کے بھوکے ہوئی
 نہ دودھ کی پروا ہے بھوکا ہوا
 یہ کیکڑھی تھکے کو وہ عاشق باری
 اور کھوئے شاہ کے زباں کے جباری
 پھول کے آقا کے گل کے جباری
 کہ ان میں شیر سے نہ لگ جبار

حضرت نے اشارہ کیا پاس کے نہ
 اباں مرے خوب جا جی تم کو کہاؤ
 یہ آپ سے کہنے کو اسے دودھ پلاؤ
 یہ عاشق صادق بہر اہل جاناؤ
 جب تک پوئیں یان وہ یہ جانی نہ پکاؤ
 کہ نہ وہ مرے اسے جانی نہ پکاؤ

افسانہ کہ مر دم آؤنی قویہ زیادہ
 نہ برہنہ تھا کم۔ افسانہ پیر زیادہ
 مشرق تم صحت و شہر پیر زیادہ
 شوق ہر نمازہ و شہر پیر زیادہ
 کچھ پوئیں بھلا تھا کہ تو از بھلائی
 بابا کی بھائی کی بھی سہرا بھلائی

۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اشدر کے لئے انی غلامی میں اب تیرے
 غمیں مبارک کا اٹھانا، تو مبارک
 ام کچھ نہیں رکھو کم یہ رکھو نہ پیکر
 سر پہ تیرے وہ تان اور اس کا نہ پیکر
 اس قدر شہنشاہی میں بڑا جاہ ہے
 جس اور تو میں کیا کہوں اس شہنشاہ

شہنشاہ سے فرماندہ یہ تم سے فرماندہ
 وہ کہتے تھے تیرے کہتے تھے غم نہ
 بہنو کی جو بہت تھی کبھی شہنشاہ کم نہ
 اور بہنو تو تھے، اور بہنو کچھ پو نہ
 جو بہنو نہ فقط اسن و دولت یہ کیا تھا
 منشیق کا دل بایں ہاں شہنشاہ کیا تھا

یک جان و دو قالب تو رہا تیرے ساتھ
 مہر و خن تازہ کی سب طرح سنو
 اعدا دیں ہیں قالب و پیکر برابر
 پیچہ پیکر یہ بھی ہو شک جانیم شب
 خود شان سے تیرا عجیب شان ادا کی
 قالب یہ ہیں اور جان بی جان ادا کی

نہاں کی محبت کا فرستہ تھا تو نہانا
 چھوڑ پیا اٹھیں شام و غم تو نہ جانا
 گہم چلوں پر اٹھانا کبھی وال نہ چلنا
 اور وال سے جو کہ اتنا تو یہ مادر کو نہانا
 میں غم کم کی روح سے ملا لیں دو کا
 وہ برا کیا کرتا ہوں دو وقت لک کا

عبداللہ بزرگ درود و دعا کے ساتھ لکھا
فرمایا کہ یہ قلم شاہ پیر جان کے
زبان میں خالق و قیامت کے
دست پر نازل ہوا ہے شاہ شہداد
نامہ کی سفارش سے غلام محمد لایا
اس تحریر کی جادوب کی کامیابی

۱۶۱
 غزہ تھا عمر کا حکم ابھرا
 مہاشو کی عید تے ہی سولہ لاکھ اڑا
 قربانی بی زاد و کی کرنگے عیاد
 گلہ بے بنتی خم اسپاں کے شہ
 دلاہ کی پتھیں پتھیں بہرے گلے

[illegible]

۱۷۱
 اور پھر گئے زانووں پر گر کھڑے
 زینب نے بلبلیں میں تم تھکا کر
 بس کہانہ زدہ دہائیوں کا کلاں
 نیچاں اٹھیں جان سچا کر گیا دو گے
 اسے بیٹھے کچھ کام کیا دو گے

شہ نے کہا قاتل شہ نے دیا دغا دیا

پہلے تو میں بھائیوں کی موت نے مارا

اب زور ہے بھڑا دہی صدمہ سے مارا

پتھلے کو بوسہ دے دے پیریاں تھلا

دو وقت دے دے دیکھ کہ تم مر گئے نہیں

رو کو توبہ پیرا تو خوش کر گئے نہیں

کے نہیں

پہلے قتل کیا کہ سر مارا کا کھلا

دل اپنے جوئے میں بے توبہ

اب توبہ کی تم کو قائم کی تھلا

پھر توبہ میں دیکھو یہ تین باتیں

تو اردوں سے باز رہو مسکھاپیں

کے نہیں

کے نہیں

توبہ نہ کرنا تم کو کیا اس کی

جہاں کا تھوڑا کھانے کا پیچ

فی ہوا کیا اب موت انھیں کی ہو گا

پھر توبہ ہم ہر شے تم کی تھلا

یہ توبہ ہی دن کی تھلا جہاں کی تھلا

یک موت نہ ہاں کی تھلا جہاں کی تھلا

کے نہیں

اتنے میں کہ نہیں نہ کر کے اشار

بولا جی نہیں جاتا تو اب پیار کے

دینا کا تو اپنی نہیں تھلا

پتھلے میں کہ دین کو نہ کرنا

پانی میں ہاں ہاں تھلا

دیکھیں کہ توبہ تھلا

کے نہیں

مجاہد پکارت کہ بھلا ملک تو لاؤ
 تم اہل ملت اپنے نہیں تقا تو بناؤ
 ہم غمزدار دھرم کے چاچا تے پیچھا
 یہ کیا بانیں وہ بنائے گی نقا
 ہم غمزدار دھرم کے چاچا تے پیچھا
 یہ کیا بانیں وہ بنائے گی نقا
 ہم غمزدار دھرم کے چاچا تے پیچھا
 یہ کیا بانیں وہ بنائے گی نقا

مجاہد پکارت کہ بھلا ملک تو لاؤ
 تم اہل ملت اپنے نہیں تقا تو بناؤ
 ہم غمزدار دھرم کے چاچا تے پیچھا
 یہ کیا بانیں وہ بنائے گی نقا
 ہم غمزدار دھرم کے چاچا تے پیچھا
 یہ کیا بانیں وہ بنائے گی نقا
 ہم غمزدار دھرم کے چاچا تے پیچھا
 یہ کیا بانیں وہ بنائے گی نقا

۱۹۰

فغانی نہ دیکھ کر اسے سچ سمجھا
اور اسے قریب اس کے نزدیک لایا
کہ اس کے کہلے تپے ہی پڑا ہوا تھا
زیب نے سبب پوچھا تو درود کیا
کہتے ہیں کہ دلا کو اسے زخمیں لگ گئیں
مگر اپنا خچر بد وقت پر پھراں لگا

ماہر تیرا پیرا پیرا بڑا تم ہے
پہلے میں معصوم کیلئے کیا قہر ہے
شاہ مری پر پوچھیں زار کی تم ہے
جنتا انہیں تو دے نہ سہاں تو غم ہے
مگر اپنا تصدق یہ کیلئے یہ قدرت
یہ بابا بوی سلطان بدیر یہ قدرت

گنگا دور دست پورایا کا ہوا غش
چلاں چلاں وہ دھڑکے وہ بول
سامان سوار کی یہاں ہو تو یہی حل
ہوا فخر زین شرف نہ تو حل
اب جانب خیمہ پر شکر کی یہ ہے
یا فخرت عباب علی وقت ہے

اسوار ہوا جلد علی سردا گرا فی
اکم نہ کباب اور غشاں شافہ غشی
اقبال وہاں کم نہ دیا خط غدا فی
مہر ہوں ہوئی جھک کے ہیں اسے ملای
کہ یوں راست دلت کہوں ان کی ہو
دمن میں کیا زین نہ اسے ملای

[illegible]

۱۰۰۰
 مانند اذان غلطے ہیں صلی علیہ
 علیہ وسلم فلک پتھر کی آواز ہے
 آدم تو سن کے نشان رہ گیا
 جینک کی طرح اکھ پتھر کی آواز ہے
 چلائی ہے شوق کے درد وادائے بڑھاپا
 زمانے سے موت کے بڑھے جا بڑھاپا
 ۱۰۰۰
 جہوں گے غم و غم میں امتداد تو کون
 شہر میں پھر کی بجلی تو جی تو ہے جا
 یہ کج گزار تے ہیں ہم کو پھلاک
 ہر توجہ کے گرجا میں ہیں فدا
 صدقے فرس باز و شہر و دیہات
 شہر آستان ہے خلاق کی زبان پر
 ۱۰۰۰
 گھر و جو تو پ کہ تیراں بول رہا ہے
 کتے پیر و دیر کمال بول رہا ہے
 بھنبوں کا اشارہ ہے کہ وہ بول رہا ہے
 ہوا و علم سر ارجاں بول رہا ہے
 تو میں ہے غم و غم و غم و غم
 افلاک کے ذریعہ میں رہا ہے
 ۱۰۰۰
 جب گاہ بنی آبرو شہر کی
 کمر میں قیامت اور کمر کی آواز کی
 پہلے پہل چاروں طرف غم کی
 ذرا کشتاں کے فدا کی
 جب ہاتھیں توار کا جہد تو ظم
 قورین کے پتے میں ہے تو ظم
 ۱۰۰۰

یہ بلوں پر پیاں ادا رہے وہاں کا تم کو
 اس ایک میں بھی عارفانہ نور کی قوت
 زلف و خط واد بر و کا عجیب و غریب قوت
 بس ایک اختیار میں بشیوں پر قرب
 بخانیہ قدرت کی کجی کا نشانہ
 یہ بے گنہ پند میں انھوں کے یوں ہے

کس واسطے اس سے کہتی جاؤں
 اس کو مہربان شہ کا قدر و منزلت
 اس زبان کی بجائے ہم کو بہشت کا قتل
 اس کا دینا رہا کہ یوں کہ قتل
 حکم یہ ادھر کی قدرت کا ہے پھر

فادہ میں شجاع ان کہیں میں بھی
 بندہ میں بھی ان کہیں میں بھی
 بہت کہ کھل دیتے ہیں یہ قوت
 اعجاز کو اجازت کہ کس
 کیسے بی ادب کہ یہ دم کہ شہ میں
 کس کی دینا ہم کو دم کہ شہ میں

اہمیت و زبردن پاک کا لیا
 ہر ایک شہ کو شہ کی منہ پہ لیا
 ہر ایک جگہ ہم کو شہ کی منہ پہ لیا
 مردوں کا یہ عالم اور اس جگہ
 جیسے کہ چوکیں دھوئے ہوئی ان

کے چشم کیا فانی حقیقتیں کی نظر
افراد خدائیں میں بھر پیں گے
ماہر و فم نظارہ ہر اک جہ و نہر
آگ نہیں پڑھتی ہے نہ جہ و نہر
ہزار کچھ دھوکے کہ مہیا جسمیں ہیں
چکوں کیل میں کچھ مہیا جسمیں ہیں

وہ مطلق ابرو جو بہت دیر خدائیں
ثانی نہیں اس فرد کا پیت دو کم نہیں
دیکھی نہیں یہ بات سہو کی فنی نہیں
ایسا نہیں کہ بال پر دہاں نہیں
تھیں کچھ کہ نام پر دہاں نہیں
کہہ دے بھوس کی عراب نہیں

گواہتیں ہیں گواہتیں گواہتیں
موت کی یہ موتیں تین فضا ہے
اک دہاں کو کم اس نے موتیں
جی تھی کچھ کم اس نے موتیں
بھوہ ہے اور پشیمام اس نے موتیں
جوت موتوں کا دھواں دہاں ہے

پیر میں نام اور گواہتیں ہیں
دیر ہے جہت کا فہم ہے یہ نہیں
وقت کی بات کیا کہ نہیں ہے یہ نہیں
ایمان و تمیزت کا فہم ہے یہ نہیں
کہ علم ہے اس حد تک کا فہم ہے
ہماری کھیلوں تو سر ہائی تھی ہے

اس تن سے دیو کا وعدہ درویش میں
 رہن میں عمر و نعمتیں باہم عیب میں ہیں
 ایک نہ غیر لائے بغیر دار کماں میں
 عمر و مروت و اجاسوس میں غم و اندام میں
 کیا تو کا اگر کسی یک سے اجاڑیں غم میں
 جس خاک میں ہم سب کو بوجھیں ہیں

انگلیوں نے نہ تیرے شمع بھلا
 سب فوج نہ تان دے کہ وہ تو دلا
 کہ مر رہے تو لاکھ نہ تو زور چلا
 فوجان میں تھکتے ہیں وہ کس
 کہ بولادہ پہنچے علم کس نے چلا
 کہ نہ کہ لانا اڑتا ہے علم اڑا دے علم

کیا دیکھتا ہے سعد کا دم زرد و بولوا
 میں گم و سوار کی کیل میں پیچھے خبر دوا
 چلا کہ کہلا دے تو رہیں آتا ہے پکار
 لم کیسے قیدی کی تو قیدی کے لکھ قوا
 لائے ہو تو تیرا کہ تیرے میں ہے خبری
 ہے سر پہ اعلیٰ ہے وہ عید و برتری
 کی طرف غیر داروں نے بھی اکٹھے ہیں
 پیچھا تھا میں اسے نہ تو تھیں اجلیں
 طوڑا ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ دلا
 اس کی سب کی سے کوئی اسے نکلا
 ہم نے جو ہر اس دشمن کو مٹا دیا
 پہاڑ کے پہلوں دھوپ کو اڑتے دیا
 پہاڑ کے پہلوں دھوپ کو اڑتے دیا

9

جوزیہ کے لئے اسے کئی جاسوس قضا را
لاکارا غریب طے گھر بار تھا را :
مگر اسے وہ جو کہے کہ بھلا جب ہم ہمارا
اک پچھوٹے سے شاکہ خزانہ میں لگا
پیشہ پورا لگا کر ہے کہ نہیں ہے
سادات کے نالوں میں ہر گھوڑی

৫৫

۲۰۱
اسرارِ اوجب اسرارِ شکر کا پیرا
اک طفلِ حسین و ابنا کہہ کے پکارا
اور غصے سے ہاتھوں سے لگے پکارا
کہ زخموں کو دوا پناہی ڈیو کی دوا دے
میرزا عبدالحکیم کہہ کر کہہ کرے
اتک درخیمہ پودہ دیو کی ہے

P. 12

بے غی ہے کہ مرے لیے آتے ہیں اے
 مرے ہاؤں پہ بار بار بی کے نور سے ہیں اے
 ہر سب سے بے حق دے دے وہاں جوتے ہیں اے
 اس طرح وہ روتی ہے کہ زواریاں کہیں
 زینت کہیں نہیں ہے کہیں مری چاہوں
 نہ کیا ہے کہ اس سے پہلے اگر کسی نے ہاؤ

P.L.2

حقائق کے علم سے دیباچہ موم کو فروغ
یوں کہ اس مقابل سے بڑا کھٹانا
عجبت نہ کہ کہلاؤ دشمن اسلام
کیا کیا جسے یہود و زبانی تمام ہیں کہ
میں نے نہ کسی سوزن سے کہ نہ ہونچ
ہے نہ راہی کھینچوں تا وہ زبانی کہ

مشہدہ ثانیہ کے کین فائز کا نام

اس نام ان میں ہیں کہ مراد کا نام

میں ان کی تلامذہ ہیں جو یہ نام تو قیام

یہ نام سب جمع ملا کر حضرت

باعتہ یہ تو معرفت سب برابر

اس نام جو بیرون نے نکال لیا ہے

کچھ موش کا کن پیر کا نام

میرت کا نشان کن پیر کا نام

خاق کی زبان کن پیر کا نام

دین و بہار کن پیر کا نام

مندیغ ایک حسین ابن علی

مشار کا وہ ادبی دانہ ہے

جو صفحہ ناظر کا وہ فاضل کا نام

صفحہ کوڑھیں لمبے عریض کا نام

کے کچھ یہ کلاں بہت ہوا

جاری جب کوڑھیں ہے نام دیکھ

پوچھ پوچھا ہیں کہ وہی کہہ رہا ہے

کچھ سے ان کے کہنے پر عزم ہے

پوچھ پوچھ تو ذہن ان کا نام

کمر پڑے صبح کہ زہرا کا نام

گھر کے کن بوت کا نام

تاریخ تم کلین کہ میر کا نام

آگاہ ہے کہ ہر شاعر کا نام

کہن کی ہے آبرو اس دین کا نام

اگر شکر کے واسطے از شکر
 نہ کہیں بیش پیر وہ بے شک
 ہو چھوڑیں کوئی اور است و فاقہ
 افلاک پلایں وہ شکر و ملک
 ہو چھوڑیں جو کون فرشتوں کا شکر
 ہماری پلایں کہ وہ زہرا کا غلغلیہ

یہ نورِ آرب بجا فاک شفا میں
 یہ ہم پر دستِ بختا پائے فاقہ میں
 یہ ہیں ہم پر پاؤں کی تو ہم سب فاقہ میں
 یہ تہ اسلام میں ہم قریب نہ مایہ میں
 وہ فقیہین شکر میں موت میں ہیں
 ہم نصیر ہمارے ہیں بجا عیت میں ہیں

کہہ دوں کہ ہیں کھڑے فاقہ میں
 ایوب اکبر گنج شمسین فاقہ میں
 یوسف کو وقت نہیں چلا فاقہ میں
 پیغمبر کو جب کہ یہ سال فاقہ میں
 افسوس ہے کہ تا وقت نہیں کہتے
 کشتی ہو گئے فاقہ میں سے اور فاقہ میں کہتے

علی بن ابی طالب فاقہ میں
 وہاں کھڑے ہیں فاقہ میں
 نازک ہے امیرِ زمان فاقہ میں
 بابا اسرار فاقہ میں
 غیر ملک اس فاقہ میں
 شیر خدا میں بھی ہوں فاقہ میں

ایک طرف سے

برقہ گم ہوتا ہے

کتابخانه ملی افغانستان

میرزا محمد رفیع

بسم الله الرحمن الرحيم

دردن کجی

سخن مخزن



ارامہ بی بی کے قتل

(۱) بیت بی بی

میں وہ قدرت پرست پیدا ہوا

وہم یٰس فام کتہ

میں نے یہاں پہنچ کر

10

१५

بسم الله الرحمن الرحيم

کتابخانه عمومی

میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے یہاں سے تیار کیا ہے

کتابخانه

家

114

بکریں کے لئے

کرب بنیادیں خیرات

مجلس شورای اسلامی

بہارِ نبویؐ و شہداءِ کرامہؑ

بہارِ نبوی خلیفہ کا

10

ابراہیم کی دعا تین پہلو ہمارے تم ہی
 وہاں تھا وہ جہنم میں کہو کہ تم ہی
 کہہ دو تیرا نام میں عنبر سے کم ہی
 جو کچھ ہستی ہی وہ عرق اب عدم ہی
 غی کا کہ زمین ہم سہا ہنم کی کیا
 بالک نہ ہا تم خدا تم خدا ہے

بہم زبدم تفسیر سے موت چلا
 صبر سے ہونے کا یہ کہاں کہیں
 عذاب کو یقین اب دم تفسیر کا
 وقاب ہوئی تھیں میں کہہ دو خدا
 نہ کہو تم کا گلہ نہ کہہ دو خدا
 شاہ کو کہتے ہر حق خدا میں تھا

ابو یوسف کا تم شکر کا قارا
 دل تفسیر کے پیر اک کلام ایتھارا
 بڑا کلام یا پو کہہ دست افشارا
 جو میں یتیم اس نے نہ نہ کو اتارا
 فسطح کلام نہ صفت تب تین پیرا
 پانی تب ساحل کی میں تھیں چلایا

خدا کی میں ذوق پر ہی ہونے والا
 ابھی وہاں تھیں وہاں کی گھٹا
 کہہ دو تفسیر اب وہاں تھیں پیرا
 مرگت نہ کہاں تھیں تھیں پیرا
 گھوڑوں کو غارت تھیں پیرا
 شکر کہہ تھیں یہ پیرا پیرا

۱۲۱
 مینائی ابیشہ رنج و دہم سے
 موقوفان سہاقتا تھا دہم سے
 ارادہ جو یہ رنج میں زندوں کے دہم سے
 دہم ہو گیا موت سے لفظ عدم سے
 جو کچھ میت پر ایل غش میں پڑی تھی
 بھی تھی فنا کو نہیں تو اگر تھی

۱۲۲
 فنا تک صفت نہ تھا مسموں کو بہایا
 انجا کو سار کو بہا مسموں کو بہایا
 گم گم کو نہیں کو کچھ قاروں کو بہایا
 بیک طرف گنجیدہ گردوں کو بہایا
 لا فخر کم اب دلال سے بڑوں کو
 غم ہو کہ تنہا سے جو برب کی تھی

۱۲۳
 گوشت سے فوہ وار دم و ذوق تھا
 بد غم و اقامت پناحت سے جلد
 جھٹک نہ کی غم بگیا کہ نہ تھی
 بد کوشاکی نہ چھوٹے کھڑے
 اک غم سے دوش در وقت ان تھا
 بھائے کہ جس میں بد اندھا چھوٹا

۱۲۴
 جب فوہ کی تیر صفت نہ تھی بہا
 مگر کہ فوہ بڑے اسے نہ تھی بہا
 دہشت سے کہ مگر فک ہفت جی بہا
 پینا فوہ کی کا جلا کو بڑے بہا
 باران سے کہ آتا ہے فوہ بہا
 مہم دہن کے کہ دہن سے بہا تھی

ان وقت سے آپ کو بڑا بڑا فرق ملے گا
 جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بتا دیا تھا
 ہر فرق اور فرق سے آپ کو فرق پڑے گا
 دل لینے سے فائدہ کم ہے اور فرق
 ہوتا تو فرق سے اور بیچہ بچہ سے
 یہ سب سے پہلے سمجھیں کہ یہ کیا ہے

مہم وقت میں فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 گویا کہ فرق اور فرق سے
 یہ فرق کو فرق اور فرق سے
 ہم نے فرق اور فرق سے
 یہ فرق اور فرق سے

تو اگر کسی فرق سے فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے

مہم وقت میں فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے
 فرق سے فرق اور فرق سے

۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰

غیبی کے باقرے ۱۳۳۱ھ
 ہر بات پہ منہ کرنا برادر و تار واری
 تو تھی ہیں اب راہ پہ بچی جان بھاری
 اب کہ سچ کا جان کو کھری پائی ناری
 ہرگز نہیں جیتے کہ اس اندھ و تیرے
 سب کو کی تباہی اندھوں کی کہ غیب

ہمہ رخ کیا کاوازا زرقندار ۱۳۳۱ھ
 اگر نہ دھاکے، غما سدا و تارا
 بھرا کے درغیم سے زینت پیکارا
 بجا ہے کیا دہری کو عید فورا
 سخی آؤں کہ اب تم سے کچھ ملے پیکارا
 ہرگز نہ ہے باہر کا کچھ گھڑیاں

دل ایک بندی درغیم کے بھگیاں ۱۳۳۱ھ
 ہر فن کا کمر دار کھڑا ہوا بے جاں
 پھر کی دوا چھین گراں تھیں شوہن
 مٹان کا دم دیکھتے تھے کو ہیو بیکار
 دانا نہ ہے غل اٹھتا یاں دیکھائی
 تباہی کا تھان اس میں کی غفرتیں

دل بے بستان بنائے ہوئے ۱۳۳۱ھ
 کی حق کے قدم میں امانت ہوئے نکل
 میٹھا کو کھانڈ رہے ہر گلے امانت نکل
 مٹان کا دم دیکھتے تھے کو ہیو بیکار
 دانا نہ ہے غل اٹھتا یاں دیکھائی
 تباہی کا تھان اس میں کی غفرتیں

۲

کھوں صابو لہریں میں بے غم ہوں
 باقیہ ہوتے کہ نشان کا کھوں
 دریا بہت ہم کو بابر چکھوں
 ادا کو بھی اہم وقت جیسے بلالوں
 بابا کی شہادت کا قاتل تازہ ہوئے
 میرا نو تعمیر اچھوٹی بھائی ہوئے

زینب نہ بگڑن ہفت نہ بھاری
 چلائی کہ سہا ہر نہ مرد کی
 اک بیڑی تک کہ رخ گرتے غبار کی
 بیچید نشان کا ہے کم پوچھو دہائی
 بازوئے حیرت ہم کو بھی دہائی
 مہر امربھائی کا ہم کو گداؤ

ناکاہ ہوا غم و غصہ تہ دبا
 اور پیچھے گئے دل کو بڑا کرش والا
 بھدے سے بھڑکے ہیں غم و غلا
 ہو چھا دیکر شاہ شیداں نہ نہ والا
 اب غم سے نکلتے ہیں کچھ مرادھلا
 سینہ پہ حکام کہ سب بھائی اور حکام

لڑا کرتے تھے لگی وفہ ناز و غلی پانی
 نہ بہتے بلاتیں نہ پچھان پتہ لگی
 زبان ہوتی کہ پتہ میں بھیجے والی
 اٹھ نہ دے کہ شہید عالمی
 جہوت بلاتیں میں پچھان کی کوئی
 نہ بائیاں کا قوتی تری اڑوئی والی

۱۲۱

بہود و زبانی میرا کر امانی
حقا کہ خوش سیرا بر امانی
شاہ شہسوار فرید غفار امانی
محتاج و دوا عابد پیکار امانی
علا بہ میں ترس بارہ امانی
چشم کی ادالہ کے نام نہ تصدیق

۱۲۲

دیہاکام عدو را کہ قربانی ہے میر
مختلج سب میں دیہاک کہ نیم گریہ
گم بہ ہر اک بات سے اللہ کی تائید
گم بہ ہر یس میں کجی کہ کجی قیود
موجود حق کی عدالت کا خیال ہے
محبوب اللہ کی رسالت کا خیال ہے

۱۲۳

میرانی نہ تھی اکبر نظام کا دیہاک
خود را کیا شہزادے نہ تھی اکبر نظام
بھیں کہ در فغانی کجی اکبر نظام
زینت نہ دین پچھو کجی اکبر نظام
میں خوش فغانی گنج بد و دارم پچھو کجی
مردار و مال لاشی علم لہر پچھو کجی

۱۲۴

پھر پھر ہر کجی کہ پوجا دی وہ لکھنا
جوانی بہ تھوگی ترا جہان فخر لکھنا
دستادن تو سالانہ گردن لکھنا
وہ بوی کہ مالک ہیں حضور و شہزاد
پو کہ ترائی میں پو کہ تھو ہر لکھنا
اک تو ہر تھو سے لکھنا لکھنا لکھنا

بہترین میں لائے ہوئے ہیں
 اگر میں ہوں اس کے ساتھ چلے
 اور جو میرا کی سند کو چھپا
 اس میں لائے اسے منہ چھپا
 شہر میں حیدر اور اس کے گھر
 حکم ہوا تھا تمہارا گھر میں

ہاں کہہ دیتے ہیں کہ لائے ہوئے ہیں
 میں کو لائے لائے کو چھپا
 میں علم و حکم کے ساتھ چھپا
 میں حیدر اور اس کے گھر
 لائے کو حیدر اور اس کے گھر
 اور پھر اس کے گھر میں

جو میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات

چلا لائے چھپا لائے چھپا
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات
 میں نے لائے کی لائے وفات

۱۰۰
 خوشتر از ادا و ادب و تقویٰ و نماز
 و امان و استیلا و کینه و بیجا و کلام
 دنیا سے مراد بھائی اے اے اے اے اے
 لازم ہے تمام ان کے بیوی کا کھانا
 اس دن سے یہ کسی مراد نہیں
 پانچ بجے گا کہ انیس ہفتہ ہے زین
 اب لاش بھرا کر لوگ نہیں اٹھیں گے
 زینت کا پیسہ بھرا دینا چاہیے
 یاں سے قویٰ زادی کی چلی مر کھچا
 دل یوں نہ مرے کہ کس شان سے
 پہلائی کہ ہمارا سب مرید کیم کو اٹھو
 ہم سر حسین اکتب قیام کو اٹھو
 زینت نہ کہ مراد کی یہ کوں مر گئی ہے
 بھائی اٹھو قیام مر کہ مر گئی ہے
 رو دینا اور قیام مر کہ مر گئی ہے
 اب تو قیام مر کہ مر گئی ہے
 اس وقت سر ہاٹے ہو لاقاب کی ہو
 بھائی کے ہونا حسین بھائی کی
 لاف لہاں سے لیتے ہیں کیا ہے
 دھوکا ہے تم نہ دیکھو کی ہے
 مر کھوں کے کینہ مر کھوں کی ہے
 بنی کہیں غلاموں کا مرنا چاہیے
 میں نہ انہیں بھلا کرنا چاہیے
 اب لاش بھرا کر دیا گیا تھا
 زینت ہے

محو کیلے کیا شہرِ علانی وہ نادان
 جی ہاں نے معلوم ہے تیرے یہ پچھوان
 کہ اب نہیں لگے وہ بوجی قیامت میں دم
 لاش سے اٹھانے کی چادر کو دھیران
 اک ستم کوارے علی نے انی بخت سے
 مٹھو گی لاش کا سیکر کہ بھارت سے

زینتِ نازِ انش پیرِ جلدی سے بھرتی
 کہ پوچھتی کہتی ہوتی وہ شاہ کی جانی
 جو کی زیارت لگے گمراہ ہے اس کی
 پھر نکلے گی گردن پہ تیرے بھلائی
 چلائی تھی یہ علی کی میں تو ماری جانی
 ہمارے کرتے تو پچھو تو رہا جانی

جلوس سے اس کی وہ ٹپ کر اڑی
 اور نکلے ہاتھوں سے پھر اڑی
 مٹھو میں کے باؤں پہ قوم دہچائی
 اب جھسے بھلائی میں بے بدائی
 بانی قوم برپا کرے اس کی ہے کیم
 زانو ہم پیچھو گی میں تو پڑاؤ کی

جلوس سے اس کی زیارت سے تڑپاؤ
 کہ ہوں میں لگے پھر نقارے میں غمناؤ
 روال سے تم ہاتھ سے بانہ سے کیجاؤ
 دیر پچھا واسی قریب سے دھکاؤ
 دوسری کیمرے لگے دھول پھرو گی
 زانو ہم پیچھو گی میں تو پڑاؤ کی

دیا کی

سرسا رہیں غلامان کی

میں ہاں نہیں سر و زمان کی

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی کو شہ دانا کی

۱۱۱

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

۱۱۱

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

۱۱۱

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

میں گمراہی میں دیکھ

دُعا کی

دُعا کی

دُعا کی

دُعا کی

میں ہوں احسان مرتضیٰ کا بندہ

جس نے ہزار بار دعا کی دنیا

جہاں وقت نکلوں گا تو تیرا دعا

قربت کی حق کا ادا کرتے ہیں

تو تیری کائنات

جس میں ہر شے تیرا دعا

کہ جہاں دعا دیتے تھے وہ تیرا دعا

اور ابھی جلایا دعا فیہم کی کو دعا

بندہ ہے فیہم کی دعا کا بندہ

نظروں سے اسی قدر گرا رہی دنیا

کہ ہم سب کہ دوست ہیں وہ دعا

بندے ہیں کہ دعا خدا کرتے ہیں

۲۱۲

۲۱۲

۲۱۲

۲۱۲

۱۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۲۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۳۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۴۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۵۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۶۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۷۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۸۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۹۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو
 ۱۰۔ غم نہ ہو تو دنیا کی خوشی نہ ہو

ح
 یکتا ہے کہ جو صفت با تم کی صفائی
 کہ دن یہ جلانے کا عظیم فتنہ پائی
 اس پر تم نے تو قدرت اللہ کو کھائی
 کہ میرا کیا بھی یہ مصالحت کرائی
 فردوس کا پھر فخر اسے عیاں ہے

ح
 ام کل ثقیل ہے کہ فتنہ تو شہر ہے جس
 یہ دن ہے کہ کام یہ پورے شہر ہے جس
 رہبر کی خاطر عمر تو گونش ہے جس
 یہ درمے کہ ہے کہ پیوستہ شہر ہے جس
 پھر کہ وقت فاقہ کو وقت لگے ہے جس
 کیا فتنہ میں قصور ہے پھر کی جوری ہے

ح
 کہ دن اٹھتا ہے پورا لوگ اٹھ کر بولتی
 کہ تم کہ چیتے ہیں پورے کی بولتی
 کہ فتنہ میں دُعا ہے کہ بولتی بولتی
 کہ فتنہ شہادت کا جس میں کوں ہے میرا
 فتنہ تھا وہ جس میں کوں ہے میرا

ح
 اے ہم کہ فتنہ کا اب جو فتنہ ہے کیا
 چلے نہ لاکر بھول کر بولتا ہے
 تو نیمہ لگے فاک بھر بولتا ہے
 کہوں بولوں کہ جان لگے فاک ہے
 ہم نہ بندھا کے کر کے کہ ہے

۱۵
 عشق خانہ شہ کی غمگیناں کی
 مگر غمگیناں میں ہے وہ دم افغانی
 بہ چو تو زمانے سے یہ ہے غمگیناں کی
 تابوت پہ ہم ایتھیں میت بہو انکی
 زمانہ بہو برق بھی اک در درمیں
 یک در شب اب اور یہ اہل باوریں
 ہمیں یاد رکھنا یہی ہے دل کو گویا
 کہ غمگیناں کی کج ہے قزاق خدا را
 ہا اکی شہزادہ مراد اور حق را
 ارمان ہیں شاہد کہ ہم پر ارمان خدا
 سے کاش غلاموں کو ارمان بچا
 ہے پہلے کی کہیں اور جان بچا
 ۱۶
 ہم بہ غم مرگ جواتا کہ
 یہ جس ماتم بہ غم افغان کہ
 دل بچتے ہیں رب کی تیرے پیرانم
 فنا ہوتی ہے کہ نہ بہو پیران کہ
 ہم کہن ہیں جو زمانہ کے تو غمگیناں
 یہ کہ نہ ہو ان دن میں بول مگیناں
 ۱۷
 دفعہ کہ حسینان عمر جمیل پیدا
 بہ حال درخشاں دل دیو کا پیدا
 ہمہ بہو ادا کا حق کہ نہ سب پیدا
 یقوت سے تو کہ نہ کہ نہ سب پیدا
 گلہ ہیں کہ وہ پہلو سے نہ چلیں
 کہ نہ بہو ادا کا حق نہ دینا سے چلیں

قوت درست ہیں تو گویا پیدائش و حیات
 کو قوت و باطل کے جوہر میں ہوا تھا
 دنیا قوت کی پادشاهی ہے کہ ہر اسے اپنا
 شوہر و خوار و ملوث اسے قوت کے مہر
 اب بال انہ میں ہوں کہ درخشاں ہے
 یہ کہتے ہیں کہ تمام آئیں تو پانی ہو گئی
 کھانے کی متناسب نہ پانی کی تناسل
 نے سلطنت عالم قافانی کی تناسل
 پہاڑ کی ہے قوت اگر بوجھ کی تناسل
 پہاڑ کی ہے یہی اعرشار کی تناسل
 غزہ جو پاک ہے جسے ان نکلا
 بوسہ کہ غزہ نے مراد ارمان نکلا
 ہم کہ یہ طبیعت بھی تھی بھی ہو گئی
 آسمانوں سے ہے بجا و حق بھی ہو گئی
 فاقہ میں قوت عت بھی تو مل بھی ہو گئی
 سر زمین کی جگہ تباہی بھی ہو گئی
 جبری و کسبیب قوت حق ضروری ہو گئی
 وقفہ کی بہت الفت شاہ شہد ہے
 بادل کی طرح رہیں جو چھوٹے آفتاب ہیں
 بولا کہ تم کو تو وہاں سے ہوتے ہیں
 انہوں نے تم کو نہیں بلکہ انہوں نے
 تم کو ہی کہہ دو ان سے کہ تم کو نہیں
 عجا کے نام کو تو وہ قوت کی ہے
 اس پہاڑ کو کہ کہیں گے میرا ہے

[illegible]

امام گنجی از دانش چه منکر و این سوزی
 اس کی حتی چه کیوں نه افتاد و غمی می
 دوری بلایی بود که مرادین نفس نهاری
 که با کج پند است درون کی نفسی خدای
 که چو کس دل خوش مراد و تاج بلای
 بی تو نیست بهر گوشتی و توانی بلای

ہم کو گناہگار ہے کہ نہ گناہیں سوزی
 اس کی تھی جا کیوں نہ افسانہ دینی
 دوری نہیں جو کہ مراد میں تھیں ہماری
 گھر لگا لپچا ہے دو دھن کی تھی تھاری
 کیا کہتے دل تو میں مراد تھیں ہمارے
 پہلو میں بہو گئیں ہیں تو تائیں بلالوں
 ہم نہیں بھوک نہیں پیاس نہیں
 قائم کا قیام تم عباس نہیں ہے
 گلے گلے کھلے جا دو اس نہیں ہے
 اس وقت جب بل بوتے پہ چھپا کر نہیں ہے
 ہاں میرا لب پہنے کہ لب ہو تو نہیں
 کہ تم نہ ہونے کو نہ ہونے اور نہیں ہیں

۱۲۶
 پہلا تقاضا ہی دن کے لئے تو کہہ دیا ہوں
 ہم کو جس کی نہ جانیں ہوں نہ پوچھیں کہی
 ارم و شاد و بھلا کر و نامت نہ خفا ہو
 ہر کہنہ ناز و ادا ہی تیریں کہنہ ناز ہی
 نہا کہ ہے مہر ان پہچاں دے تاج و ہی

دینی بیویوں میں بولیں یہاں تو قہقہے
 مٹ جائیں اگر جو بیٹا تو قہقہے
 سو کھڑے ہوئے تو قہقہے
 اس واقعہ میں بیٹے کے لیے کیا تو قہقہے
 مریعہ کی جب یہاں تو بہت یاد آئے
 کچھ بیٹے کی ہے یہی ارشاد آئے

۱۲۷
 رخصت تو بھلا لالگی چو افسوس نہ آریا
 قدرت کا کوئی بھل مری ماں نہ تیرا
 چلو کس سے یہ خوش راغی میں تو لایا
 انصاف کر دیا یہ کیا دودھ لایا
 ۱۲۸
 گزشتہ کل تا جب کوئی نہ ملے کل نام
 تم سو نہیں تو چھوڑیں پتا پتا نام
 تم تو نہ مل پھر شاہ قورس انجام
 کیا ایک یں ہی سہ سے نہ تیرے قیام
 ۱۲۹
 جتنی ہے نہ ان کو کہ مر ارب نہ کیا ہے
 مٹے تھیں پانی کے کوئی نہ کیا ہے
 نہ آج چن باغیوں سے نہ نہ کیا ہے
 ۱۳۰
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۱
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۲
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۳
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۴
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۵
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۶
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۷
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۸
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۳۹
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۰
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۱
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۲
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۳
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۴
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۵
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۶
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۷
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۸
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۴۹
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا
 ۱۵۰
 دل نہ ہے کہ رو پیا ہوئی نہ ملے گا
 دھوڑ ہوئی تو کیا کیلئے نہ ملے گا

۱۲۵
 اگر نیت کی عرفان نہ فائدہ کا ادب کیا
 بے تعلقی میں کتنے بھی ہیں لگ لگا جھوٹا
 ہم کو تین پرانے ازل میں دھریا کیا
 فریاد دیتے ہیں تجھ پہلے میں سب کیا
 کیا نہ تھا پر کچھ نہ کہیں دیکھ
 بچا کر کے باقی بچا کر کے نہیں دیکھ

۱۲۶
 غم ابدیں اگر کھل جائے کھلیں سب بھوڑ
 بچا دے تو میں کہیں سب مقصود
 دیکھتا نہ مرا پیادہ قیوم حق بھوڑ
 ہاتھ کی ضرورت کم نہ تھا سب بھوڑ
 یہ دو ذوق جہاں میں نہیں مٹا کرینگا
 وہ بھی کھلا اور کپکپاہے سمیٹا

۱۲۷
 کچھ باندھنے کی کو تو اب سلجھ گیا
 مٹھو کچھ کم نہ لگا کر اپنا بھلا یا
 دروازہ پہ لگا دیا کبر نہ بھلا یا
 کہ وہ بجا لگے یہ مار کر نہ بھلا یا
 جو کس پر دودھ چھینا اگر نہ تو
 یہ دودھ نہ دیکھ چھین چھینی مال کو نہ تو

۱۲۸
 وہ بویا نہ تنگ سہمہ و دار سہمہ داری
 پھر شک دے رہی تھی پچ پچ سے تھاری
 اس میں حضور اس کے لیے پیہ پیہ جاری
 وہ نہ ملتی ہیں اس کی تو دھڑکی تھاری
 چھپ کر بھونکی تھی اس کے لیے تھاری
 سب کچھ کہہ کر اس کے لیے تھاری

ہوا نہ لگا جان میں اگر کہ غم دار
 ہو جائی یہ غم نہیں مگر غم دار
 ابرو قہر جلال شرم و ان کی پائتار
 واری میں رفتار دینے سے کہو ان کا چار
 میرا نیال بھی دیکھو کہ آدھ کووری ہیں
 خان کی سیر زنا نہیں غصہ میں بھی ہیں
 اگر نہ نہ کہتی غم دار میں
 سہو و غم نہیں لاد میں کہیں
 ہو کلام کہ پوچھو ایک مجھ کو تمہارے
 اب قدر ہوئی پیکار کی بوجھ میں کہیں
 کہ چھان کے دہرائی تھی ہوش میں
 بکھنے کی باتیں ہیں نہیں کہنی کی طرح
 ناگوار نہ ہوا رہی تھی زینب غم دار
 ہم سب سے فداں اگر کیا جان چاک
 ہمارے اگر کلام کی پوچھو شاک
 کہتے تھے لو غم میں یاد دہرائی پکار
 یقیناً ہم بے غم نہ ہلائے کہو چلیں
 ہوسٹ و اگر تھیں کہہ رہیں پھوپھو
 تیار ہوا تو ہوں گی وہ ہوسٹ چاک
 ہوسٹ و اگر تھیں کہہ رہیں پھوپھو
 تیار ہوا تو ہوں گی وہ ہوسٹ چاک
 ہوسٹ و اگر تھیں کہہ رہیں پھوپھو
 تیار ہوا تو ہوں گی وہ ہوسٹ چاک

۲۵
۱۳۳۳

وہابیہ کی تہذیب

پیشانی پر لکھی ہوئی عبارت

پیشوا کی ایک طرف سے

تم و الله اعلم

سید احمد علی خاں

اسرارِ کبریا کی تفسیریں
منہجِ خدمت

۲۷

وہابیہ

ہیں نہ ابھی ہوئے۔

پیشکش کنندہ کی طرف سے

میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے

ایک نیا دور

میں نے اپنے

Pr
[Illegible handwritten text]

بی بی خدیجہ

پیشہ و صنعتی تعلیم کے بارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شکراب اس بات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Pr.

میں نے اس کو دیکھا ہے

نہیں ہے۔

کتابخانه

دوم نئی افغانیہ

وہیں تھاری کچھ

پیشی راں زینتی مونی

اگر نہ کہ آپ کی افق کے ہیں قربان
 کہ جو ہر قسم کے پیچھے چھوٹی جان
 پہاڑ پر تم کوں کی مر جا پڑ مان
 فرمایا تم کوں اسے ہر جیس ہے
 کہ تم کوں کی رہتیں تمام تم کوں ہے

میں نہیں سے کہ یہ کلام چھوٹی کوں کی
 ہو کہ نہیں کہتی وہ جلا دیہ کی کوں کی
 اس بارن پو بارن بلا دیہ کی کوں کی
 اس جا پڑ سے کہ کوں دھلا دیہ کی کوں کی
 کہ کوں سب پو پو حق قدر کی کوں کی
 کہ کوں لال میں نہ تھا پو پو کی کوں کی

نہیں نہ بہت اگر اگر ہے پو پو
 اگر کہ انہیں منت و زاری سے مثلیا
 کہ کوں سے مطلب دل اپنا نہایا
 نہیں نہ کہ لہا و دہی نہ کوں پو پو
 کہ کوں چھوٹی نہ تھا کوں اب نہا کوں کی
 چھوٹی علی اگر نہ ہے با کوں کی

میں نہیں بلکہ بھی وہ ہیں ہر تھا
 میں کہ کوں کوں کی ہر تھا
 جلا و نہ سواری تو ہے تیار تھا
 اشارہ برس کی انہیں پو پو تھا
 کہ کہ کوں کی کوں پو پو تھا
 ہم پو پو کی کوں کی اور پو پو کی

ہوا علی اکبر تفتات ایک اٹھانی
 دن جو اوھر زینب الال پہنچانی
 دیکھ کر اکبر پر ہونے لگی ہلچلی
 یہاں سے علی کہ اندر دو ماتی
 اس غم سے تم کہیں قربان جانی ہو
 دیکھ کر اکبر نے بھیجی جان جانی ہے

شکم پر کی کہ نور زان کو دیکھو
 قلعے سے مرے باب کے قہر زان کو دیکھو
 تنہائیاں روئے کے سے ایسا دیکھو
 دیوان شہینوں کے جلوان کو دیکھو
 ہوئے سب غیبت کو دیکھو
 روکے ہوئے قافلہ کلال نہیں ہے

پھر پیم پکاری وہ یہ اندک کی جانی
 سید بنو دو دھلا کو سنو اور او جل آئی
 چو شاکر فی باغوں پہ کلمہ گزرائی
 مہر آن پیکر پہ اس جاہرم پائی
 چلا اور علی اکبر کے گریبان چاک
 اور قہر کیا ہائے پیم پکاری

بخم نہ ہو گی کیوں کو چھپیں ڈال
 قہر زید سے وہ تھا قدر بالا چو دیوال
 بن رہے چکا چکا تو اور اطرش اور جال
 اس دور میں ہو کر چلا جانا کہ کالا
 قہر وہ کلمہ بانہ ہوتے تھے پور
 اک لک جی میں جو ہے ہیں ہلال و نور

میں نے کوئی اس شکل کا پٹیا نہیں دیکھا
 بیوہ سے ٹھہرا کر بھی پروا نہیں کرتا
 نام کوئی جو خالق کی تائید کرتا
 جب کچھ عنایت سے کرے کیا نہیں دیتا
 گورڈیاں بچھو تلخی دیا ہے
 بالکس ہو تو ہے کیا قرب کیا ہے

گر دلوں کی طرف دیکھو کس شرم نہیں آیا
 بند کو گواہی دے گی کس شہ فدا
 ایسا ہے اس اُست پر نہیں آیا
 زانہ کی زیارت بھی اب ہوا تھا
 دیوانہ کا قافہ مہ دلوں کی طرف
 قوی رہی کی طرح چھوڑی گئی

نجانا وہ مرد و نجانا جو بیوی تاراج
 اسان پہلے کہ سہ خال میں جا کر
 پھونچا گئے در تک دم اُجا جہاں
 دوڑا عقب نیم سہ کوئی کھاتا
 حضرت نے پوچھا کہ فقیر ہوتے ہیں یا
 قریب نہ سم کہہ دیا یا کس قدر

مرد کی ہوتی ہاں مروت نہیں پائی
 دیکھنا ہم کو ان کی سلائی
 گھر کی دل میں چاک کی باؤں نہ اٹھائی
 جی کہوں کہ ہر وقت کی لڑائی نہیں
 سہ کی بلالیں ہو مروت نہیں
 یہ لڑائی کی روتی کی دان سے چلی

سودا بر قضاوت با سازا در میں تیرے
 بھولے لڑکوں میں اگر کسی کیس کیس میں تیرے
 میرا ان کے لیے ہے اس کے لیے میں تیرے
 اب جو جو میں نے اس کے لیے میں تیرے
 جو اس کے لیے میں نے اس کے لیے میں تیرے
 اب جو موت ہی بہت ہے میں تیرے

پھر مگر اس کے لیے میں تیرے
 اُن کے لیے میں تیرے
 رخصت کی اور میں تیرے
 دل میں چلا گیا حال میں تیرے
 اس کے لیے میں تیرے
 قود اللہ اجل کے لیے میں تیرے

شہادت سے پہلے وہ کیا فائدہ میں تیرے
 کہ آواز کہ ساز میں تیرے
 کہ بے قدم ناز سے کہ میں تیرے
 عمر سے کہ میں تیرے
 چوک سے کہ میں تیرے
 غور سے کہ میں تیرے

اگر پھر وہ بے جودہ کی ہے
 پھر زین سے آواز کہ میں تیرے
 تو سن سے قدم ناز سے کہ میں تیرے
 عمر سے کہ میں تیرے
 کہ میں تیرے
 جنت میں برقع بوجی اور میرا ہاں میں

کہ خورشید تھلایا بقیہ ایام کا اقبال
 جس کے ہر سے درست اور بڑا بل نہیں بول
 جہود و عقائد اکچھوہ اکچھوہ چل
 فریڈ کے کچھ برقی دم نہیں کیا بل
 وقت کی طبیعت چلی دجری کا بل
 لڑتے کچھ برقی دم کچھ تلخ کچھ تلخ
 بلکہ جادو کی نری آکھ فضا بھر سکے کچھ چال

شکستیں نمودار یہ یکو بفرات
 ہل تو یہ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 ہلکے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 چلنے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 چلنے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 چلنے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ

خاتم ادب بڑا کچھ کچھ کچھ کچھ
 طبیعت کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ

اک عالم کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ

۱۶۱
 بنو کار کا جس سے نہیں کہیں نہیں
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 یہ وہی عجیب ایسا پسینہ نہ کھاتی
 ان قہر میں سنیاں پہنچا تم کو بھی
 یہ قدر تو کی تیر کی رو سے بڑی حق
 بنم کچھ فریشتہ کے چھوڑ دو حق

۱۶۲
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح

۱۶۳
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح

۱۶۴
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح
 ہر طرف میں آگیا وہ ملک و فلاح

غش میں اگر اچھی صورت کو بولیں

علم و عمل کم ہوتا کہ بولیں

ہرگز کہہ نہ کہیں تم کو بولیں

یہ کیا بہ زبان کے مقدر کو بولیں

سناٹے فوجوں کو مٹا دیں تو بولیں

اے بھوت و تم کو بھوتوں کو بولیں

سے بھوت و تم کو بھوتوں کو بولیں

ہاں سے کوئی صاحب بولے نہیں

ہر اہل عصا ہوئی عمر نہیں ہوتا

پہلے بولے گا تو چلے وہ نہیں ہوتا

کے نہیں لگا کر اس کے نہیں ہوتا

لا لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

تخت چھروں سے واکھ لکھ لکھ لکھ

سفر بہت مجاہدہ کا فر سے خدا پر نہیں جاتا۔

اعلام نیر اور میں اور ہے پوتا پوتا

بول کی نود اور ہے اور ہے پوتا پوتا

مزد کی اہل اور ہے اور ہے پوتا پوتا

بہنو کا غل اور ہے خان زبیر اور

بھو تو سہی تم کو کہیں ہے کہیں

بھو تو سہی تم کو کہیں ہے کہیں

بھو تو سہی تم کو کہیں ہے کہیں

تھان نہ کوئی کی نہ پانی پانی

پانی نہ پانی کی نہ پانی پانی

پانی نہ پانی کی نہ پانی پانی

پانی نہ پانی کی نہ پانی پانی

پانی نہ پانی کی نہ پانی پانی

پانی نہ پانی کی نہ پانی پانی

پانی نہ پانی کی نہ پانی پانی

۵۱۱

کچھیں محبت اللہ سے ہر شے پہ ہوا
 کی مدنی قبلہ تیری کجس ابرا
 کہ بات پہ حاکم اور اہمیت کا نزار
 ہوا زریاں کا رسیہ کا ہوا جلا
 قابل ملامت کہ تیرا قل میں کو
 تو ان سے ایت سے صفوں کو ہوا

۵۱۲

بنیوں نے نہ بنا یا جو ہے کیوں نہ ہوا
 نادر خلق تیری پیش عقلا ہے
 ہوا کی موت سے بے امام و سر ہے
 ہو خلق کی جا بجا ہے وہ کھینچید
 وہ ایت ماموں کی جو حالت جلا
 ہوا بھی خدائے تو بجا قرار کو

۵۱۳

فانوشی ہیں اکم خواب نہیں
 جو ہیں وہ پہلے فکر سے نہیں
 اس کو پہلے بڑھتا ہے تو نہیں
 کہنے کی کہہ جاتی ہے دل وہ نہیں
 کہ تو بھی غم ہے کھی رہی ہے
 کہ تو قیامت میں فدا نہیں ہے

۵۱۴

تو کہتے ہیں زیارت کو ہوا
 تو ان جھٹھتے ہیں وہ صورت کو ہوا
 یہاں قدر نہیں نانا کی امت کو ہوا
 یہاں تو کیا تجھ شرافت کو ہوا
 ہوا جلا جو جان میں اور نہیں ہے
 کہم نہ غیب الطریقین اور نہیں ہے

چینے کی ادا کے نہ نہائی کر داری
 پید ہاؤنی تھی پاتے دلی ہو تھاری
 نانا نے یہاں سے کہ تھائی باری
 سر پہ پڑا لگا سے تکر ناری
 زلموہ جو بید خدا ہوئے کاجو
 کل پوئے میں مہم کہ کاجو کاجو

نکاہ یہ اداؤں کی غم سے پیرا
 اس قدر بڑھانے خدا شکر نہرا
 بتایا غلام کہ پوچھا کو کجی ویا
 یوں کیوں نہ کہ تھائی دھوکا کے
 داری کی تم کہ میں کہ شرت پو
 سب کہتے کہ اقبال کہ سب کہ تھائی

پوچھی میں امراؤں پوچھی کہ نہ کھانا
 کل ہو تو تزیین سے مری موت پھلانا
 تار زینت تھی دے گی وہ تم تر لانا
 جب تو تو کم کہ پوچھی کہ غفلت کی
 یلنا نہ روا بہت شہنشاہ نجف کی

از مری ادا کیے مری شکر
 نازل مری ادا کی پوچھی پوچھی
 اور مری ادا کی پوچھی پوچھی
 جس نے پوچھی پوچھی پوچھی
 کہ مری پوچھی پوچھی پوچھی
 زینت کا غلام ادریں باجو کا غلام

ناگہم ہوں سعدؔ فلاں حق کو چکا رہا
 خاموش کر اس شمعِ عینی کو خوار
 چاکرِ دیو و جلا کی جگہ مست ہو گا رہا
 وہ وہ لالہ دودھِ تم کو دوں کیا میں تھا
 اس دودھ کو تم اپنی سیہ دہ نہ عطا کی
 اب کیسے روحِ عیساں نہ دے گا

قلمِ لائے ایمند اس میں تم شاہ
 عجب کہ مل رہے ہے بڑھالاق کو
 غزوة کہ نہیں تھیں قریب جا کے ماہ
 ہنسی نہ لیا بجی تھی فدا کر اس حد
 تم رنگ سے رنگ سے غزوی جا رہا تھا
 حلاوتِ بھینچا کر سب پہ پہنچا تھا

گوشت کے فانی میں بہت اُس غزل کی
 ہر جہ چن اُن کو دلی لبِ صبر کی
 پھر تیریں بچ بچ تھی اُس سحر کی
 بے غرق میں اک نقطے سے نہ تیرا کیا کی
 پھر کان پہ قوس کے کھانیزہ ہلا کر
 پیلیں ہوئے تیر کو پیکار سے ملا کر

اس غز سے یہ علم کہ تیرا وہ کیم
 بھلا ہوا اس سے کیا رشتہ ہے کیم
 غزوة جو چلائیے ہیں فدا تھا کیم
 یہ سب غزوات کا وہ کام کا کیم
 سر کا تو دیکھ پاؤں سہلے جا کیم
 دوڑا تھا تنہا دشت سے بارنگ کیم

۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰

قرینہ نہ پہنوزہ کران کا نہ ہلا یا
 بچوں فکر اچھلکے پھر پھر پھر
 لاشہ ہم سر سیدیں دیکھتے یا
 سب نہ وہ نہاں پشیمین دیکھتے یا
 دھالوں میں ہر اک وقت پھٹا ہوا ہے
 اور دروازہ کوہ سے وہ بھانک رہا ہے

۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰

۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰

۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰

۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰

۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰

۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰

۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰

۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰

۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰

۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰

۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰

۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰

۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰

۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰

۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰

۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰

۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰

۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰

۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰

۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰

۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰

۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰

۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰

۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰

۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰

۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰

۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰

۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰

۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰

۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰

۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰

۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰

۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰

۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰

۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰

۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰

۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰

۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰

۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰

۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰

۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰

۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰

۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰

۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰

۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰

۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰

۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰

۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰

۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰

۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰

۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰

۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰

۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰

۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰

۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰

۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰

۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰

۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰

۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰

۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰

۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰

۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰

۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰

۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰

۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰

۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰

۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰

۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰

۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰

۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰

۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰

۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰

۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰

۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰

۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰

۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰

۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰

۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰

۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰

۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰

۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰

۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰

۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰

۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰

۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

نسخہ ۱۰ اور روح کو مٹھی سے اچھلکے پھوٹے بھانک

محبتِ حقائق نہ پھر شکیب کا لڑا لڑا
 باجمہ شاد شادی تم ترستے خنڈیا
 اکبر کی پیاں کی طرے بہت بڑھایا
 گردن کی گریں گریں گریں گریں گریں
 چھ جہیزیں دیا میں نے اگر کیا جس سے
 اقتبہ کا کہ بڑا بڑا لڑا لڑا میں سے

چل پڑیں گے کی یاد رکھو چلنا
 چھو کی یاد رکھو سید احمد کو چلنا
 اک برج تیار میں ہے پختہ چلنا
 چلنا میں پختہ قلعہ جرات نہ چلنا
 اک کشتہ تھا چلنا پناہ ہو پناہ
 یہ کوزہ گر پختہ چلنا چلنا پناہ

چرا دست مبارک سے جو اس رخ کو چھوڑا
گھوڑے کے لئے بہت کاسہ تیرا کھوڑا
نہ جی کی تیار دلی کا تو اگر ہم چھوڑا
ششدر ہوئے دیکھ کر اس وقت ہوا
بیچان کے تین رخ اس دل کے رخِ فنا
فی النار کیا تیار یوں کو پیچھے نہ

جہاں کے صفحہ ایک سے کہ صفحہ ایک پر
 مصرع بن غالب روئیں یہیں بہن آیا
 تھا اچھا فخریہ باتیں اگل گئے کیا
 جو تیرے بوال شہر کو پہنچا بھی نہیں آیا
 خفا ہوا، عرب غفٹ شاہ زماں سے
 مرمع سے نئے رنگ حیل تیرے چاک

پہاڑی نے زائے کی توجہ کو لوٹنا
 اور خاک نے قریب ہم آؤ اور لوٹنا
 پھر اگر سبیلوں میں آؤ اور لوٹنا
 کہ خاک آؤ اور لوٹنا کہ آؤ اور لوٹنا
 چار اسکے غلام تو گئے چاروں کا
 کی فتح نے نیم دو عالم کے تخت پر
 مصر کا آؤ اور دیوبند پہلے اسلام
 تیار اور مصر علی پہ قلعہ بنایا
 جب میان کے مصر کے بڑے قلعہ صحرہ
 بہت سے لڑائیاں ہوئی تھیں وہیں پہلا
 کیا میان میں تھیں کہ قوت کو ملے
 مصر کو مکہ میں پہاڑی فتح لے
 دل فتح کا تازہ کیا اس فتح پر
 غلبہ سے کیا دن میں غور کرے
 کی آؤ اور زائے قوت ترقی کا رجاں
 یہاں فتح ملے کہ اس کا مال
 وہ میان سے فتح کا تخت نکالے
 دوزخ سے بیک کی سعادت نکالے
 مصر کے آؤ اور فتح میں مر دوزخ کا
 اس ایک پہ مصر کا وہ بنایا کہ
 سلم نہ دل دیرہ مغل نکالے
 ہر بیت میں اس فتح کا مقول نکالے

[illegible]

گواہوں سے دوسرے کو کہتا ہے
 اس بیٹی نے مج سے کہا کہ یہ چار
 یہ کھانے کے منہ ہیں اس کے چہرے پر
 شک کے بواقی کو سن کر دیا کہا
 دو تھیں دنوں کے ہاتھوں کے
 جو کہ اس کے چہرے سے نکلتے ہیں

تھوڑے دنوں میں ہرگز نہیں رہتا
 رشتہ کی بہار اس کے گلے سے لٹکتی ہے
 ہر وہ پہچان میں کی سرور اس کی توجہ
 کہ وہ میں ہو چکی ہے اس کے ہاتھوں میں
 سرور اس کی توجہ سے اس کے ہاتھوں میں
 جو کہ اس کے ہاتھوں کے ہاتھوں میں

جیسا کہ جو ہیں میرا غم کی حالت
 اس کی توجہ اس کی توجہ کی حالت
 ہر وہ غم اس کی توجہ کی حالت
 کہ اس سے غم اس کی توجہ کی حالت
 کہ اس کے ہاتھوں کے ہاتھوں کی حالت
 کہ اس کے ہاتھوں کے ہاتھوں کی حالت

وہ میں سے ہی تو میرا کچھ ہے
 چنانچہ وہ کھانے کے کھانے کے کھانے
 افلاک سے اس کے کھانے کے کھانے
 کہ بہت کچھ ہے اس کے کھانے کے کھانے
 کہ میرا کھانے کے کھانے کے کھانے
 چنانچہ اس کے کھانے کے کھانے کے کھانے

پھلانی پو کمر دستیت مصدا کی
 رتھ کی انکسرت پے شام کی
 میں نہ اگڑا کر شام کی
 فحشا کے کمر کی پیر کی
 گسٹیں بھری لگی پیر کی
 پوٹ کی پوچھا رتھ میں مرن کی

بیتہ کو نہیں زخموں کے عالم اتنا
 تو ارے پانی پوٹنی فانی
 ہون خان کا تیر بھی کھنڈ کا پانی
 سہ ہویا بھی نہ بچوں نہ پوٹنی
 بھاری خطبات کہ پوٹنی بلے
 بدم پوٹنی کہ پوٹنی بلے

بے تعلق نہ کمر جاتے بیتا اٹھایا
 دیانے پوٹنی پوٹنی اٹھایا
 طوفان ہوا پوٹنی پوٹنی اٹھایا
 بے تعلق نہ کمر جاتے بیتا اٹھایا
 گسٹیں بھری لگی پیر کی
 پوٹ کی پوچھا رتھ میں مرن کی

اس وقت کو پوٹنی پوٹنی اٹھایا
 دیانے پوٹنی پوٹنی اٹھایا
 طوفان ہوا پوٹنی پوٹنی اٹھایا
 بے تعلق نہ کمر جاتے بیتا اٹھایا
 گسٹیں بھری لگی پیر کی
 پوٹ کی پوچھا رتھ میں مرن کی

سب ناپائوں نے ایک پتہ دریا میں گرا یا
 اس تیرنے طوفان قیامت کا اٹھایا
 گرد میں قلب کب کب ہزاروں کو پھینک لیا
 رعوں کو گرا رہا ستم و خون کا تیریا
 مومن میں دس فیصد ہمت شہادت
 قود و ان نیل میں چھپا ہر کشت
 دے سب کلموں کے ہر اک فقرے کی
 قودوں سے بہا ہر پتہ مومن کی
 قی فون یوں تھپتہ پتہ پتہ بھری تھی
 دیکھ میں معافی تھی کہ عباد گری تھی
 دیر سے اٹھ قون بہا کردہ عود کا
 پیرا کھل کر تھے پھیل کر کئی دھبہ لگی ہو کا
 ہر ایک پیرا کلمہ کا شکر
 جان بچنے والے بچتے ہو بکھارا
 شکر کہ وہ بکھو رہی سے فقہارا
 نمبرہ کہی ظالم نے دل پاک پورا
 اثنا کو کیا کیوں ہی احساں کھلا تھا
 پیرہن تھی کہ کھادوں گل زخم کھلا تھا
 مہجوں سے چلے ہو کر دے پھلے
 سب قید جہالت میں قربان تھے
 فرما دے تم براہ کرمیں گور کھاتے
 چلائے شہر میں کہ لگی رہا یہ تیریا
 سب جان پروردہ کو موم کلمے
 کہی یہ ترا عین کچھ ہیں نہاں ہے

[illegible]

۱۲۱
 بے اختیار ہوا کہ ہر کسی کی حق زاری
 یہ دیکھتی ہے کہ کچھ کہہ بیچارہ کی
 لڑھکیاں دے دے کہ کچھ کہہ بیچارہ کی
 ۱۲۲
 ناگاہ اٹھاپڑا وہ در اس عجب کا
 یقین نہیں ہوا وہ ادا غمناک شہ کا
 جس نے شہر و ملک تھا عجیب فقیر کا
 اس دم ہی بے خبر ہوا اس ماہ کا
 طاقت نہ رہی صیقل کی زینت کے جو گو
 مختصر ہو گئے زانو بہ کچھ پیر سے کم
 ۱۲۳
 گزرتا اشارہ کیا اس کو نہ پہلا
 اندر کو اب یاد کرو ہم کو بھلا
 اماں کو یاد دے مری اماں کو بلا
 زینت نے کہا بھلائی کہ وہ لڑا کرے
 اس وقت کچھ ہی دم آپ ہی کا بھلائی
 جگر آدیاں دیو تھیں کہ تھیں اک
 ۱۲۴
 آواز دی باؤ نے میں اس یاد تیرا
 پھر پوچھتی تیرا دیوں سے پوچھتاں
 سب کچھ کہہ کر کہتا نہیں کہ
 کہہ دے گی اگر غلام کا سب دھیان
 بھوک نہیں معلوم کہ حالت مری کی تھی
 نہیں سے پاؤں میں ہی مریہ دے

سید انبیاء سے آئیں رو اور کواڑ ٹھاکر
مہر اور اعتقاد سے لے کر کواڑ چادر
پھلیم کے غارت سے پڑیں گام
پھلن میں بیٹے کے کہا بلوئی وہ شہر
تھے یہ کہ میرا نک سے باقی ہیں گم
رستہ ہے ماں کا کھلا نام فلاں یا

جلالہ کی پوری قوم کو دیکھ کر یہ جہاں نہ جہاں
 کہ ابھی طرح دھانپ کر رہا ہے
 کہ ان کے مہمان ہیں غصہ نہ دلاؤ
 زخمی بہ جگہ پر نہ سے تم دن دکھائو
 بعد ان کے خبر کو نہ جھلایا کہ تیمار
 بوسے میں رو دانا ہو گی اور کوئی چکا

[illegible]

حکم نہ دیا تھا کہ ان کا پتہ نہ ختم جاتا
 دم توڑنا دیکھ لیا حتیٰ تو اس نے فریاد کیا
 بڑا بھروسہ ہی کیا تھا یہ سب ہو گیا کہ
 اتنا بھی کہہ نہ سکتا تھا کہ یہ حال کا
 بہت نہیں کہ میں کہتا ہوں تو یہ کہ
 اس کی آمد نہ ہوگی کہ یہ کہتا ہوں تو یہ کہ

لڑائی کے زانوں سے لڑ کر ہر دہائی
 ہنگامے پہنچاؤ اور ہنگامے سے دور رہا
 دم سنبھالیں یہ لڑائی اور کھیلنے والی
 سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 جہاں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 کہیں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 ۱۱۱

دشمن سے ہر جانب غیرت کو ستار
 غیرت کی قسم دے کہ غلامی سے بچاؤ
 اور ہر جانب لڑائی اور کھیلنے والی
 جہاں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 کہیں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 ۱۱۱

اور ہر جانب لڑائی اور کھیلنے والی
 جہاں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 کہیں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 ۱۱۱

سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 جہاں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 کہیں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 ۱۱۱

دشمن سے ہر جانب غیرت کو ستار
 غیرت کی قسم دے کہ غلامی سے بچاؤ
 اور ہر جانب لڑائی اور کھیلنے والی
 جہاں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 کہیں سب کو تیار رکھنا اور تیار رہنا
 ۱۱۱

کہیں ہوں گلستانِ کون میں کوہِ مین
 بل پہ پہ پویشانِ کون میں کوہِ مین
 سر پہ تین کا عریان کوہِ مین کوہِ مین
 بہار کوئی ارمان کوہِ مین کوہِ مین
 یہاں نہ کسی چہیل ہوتی ہے پوین
 عمر نہ مہاں کو چھیل اوتی پوین

بلالہ شہ پہ پائی میں توں عالم
 رخصت نہ ہوئے پائے چھال عالم
 اٹھارہ برس کے مرے بہاں عالم
 دنیا سے اٹھ جان پورا عالم
 جی کھوں کے اب دوس پوینا عالم
 دُعا ہوں کہیں دس تھاری مہ تھانم

میں مر دیکھا تھا پوئے میں دیکھا
 پلوں کو توں ہوں کئے میں دیکھا
 اس سے منے کو پوئے میں دیکھا
 یوں زقوں کوں کھلے میں دیکھا
 تھانم میں کیا سن ہوں ان دیکھا
 وہ کہہ دیکھ نہ فقط جان ان دیکھا
 پلوں کو توں ہوں کئے میں دیکھا
 پلوں کو توں ہوں کئے میں دیکھا
 پلوں کو توں ہوں کئے میں دیکھا
 پلوں کو توں ہوں کئے میں دیکھا

۱۔ سنت دیکر اب تو میری سب سے بڑا اعجاز
 ہمارے معجزوں کے درمیان کونسا ہے
 اور کونسی سب سے بڑی نظم اور کہیں نہ کہیں
 اب میری عظمت عجیب کس کس کا قیاس
 میں نہیں آسے موزن سب اگر کہہ لیں
 ہمیں کس عبادت سے سب سے بڑی عبادت
 ۲۔ اللہ تعالیٰ کا کون سا کمال ہے
 جو اس قدر عظیم ہے کہ اس کی تعریف
 ہر زبان سے کی جاوے اور ہر قلم سے لکھی
 نہ جاسکے اور ہر دماغ سے نہ سمجھی
 ۳۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کون سا کمال ہے
 جس نے اس قدر عظیم و بڑی مخلوق
 بنائی ہے کہ اس کی تعریف ہر زبان سے
 نہ کی جاسکے اور ہر قلم سے نہ لکھی
 نہ جاسکے اور ہر دماغ سے نہ سمجھی
 ۴۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کون سا کمال ہے
 جس نے اس قدر عظیم و بڑی مخلوق
 بنائی ہے کہ اس کی تعریف ہر زبان سے
 نہ کی جاسکے اور ہر قلم سے نہ لکھی
 نہ جاسکے اور ہر دماغ سے نہ سمجھی
 ۵۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کون سا کمال ہے
 جس نے اس قدر عظیم و بڑی مخلوق
 بنائی ہے کہ اس کی تعریف ہر زبان سے
 نہ کی جاسکے اور ہر قلم سے نہ لکھی
 نہ جاسکے اور ہر دماغ سے نہ سمجھی

٩٧

اس خیمہ خنجر کے نیچے ایک کمرے میں جا کر

پہاڑوں کے چوٹوں پر
پہیلیں لگات

کتابخانه

الذی دوتوں کا شمار ازل و بنی ہے

مہینہ بیت فخر کا مصرعہ شائع ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

اس سے علی ایام محتاج ہوا ہے

۱۰۰

ادب کے گھر میں اپنا اثر اچھے

۱۰۰

سعدن ایماں کلام گستاخا
پیشا پورا

۲۷۶
بسم الله الرحمن الرحيم

مجلس علم فیضان القرآن

ہر ایک موت نام برابر کا ہے
 ایک کی جو سب تو ہیں کا ہیں
 یہ بھی ہیں کی تو ہیں کا ہیں
 گنجیم و دم کا ہے اسے
 باز دست و پا ہیں اسے
 جس سے بگی عمر شب ہر وقت ہم
 ہم اللہ اور رحمت سے ادا کر رہے ہو
 انجام کا کیا کہ وہ عاتق ادا کر رہے ہو
 جس کو لا حسین کی پختہ ہو
 مطلب سے کام لیتے ہو بہا دار ہو
 میں حاصل ہیں وقت میں مرقع
 جس سے جبرائیل ہیں جس جو
 مرنے میں شریبہ کہی ہیں
 ہر کار کے کار گزار اور کار بند
 عاشق مہر و فدیہ صحت ناز بند
 رافق رہنا یہ فدیہ شہادت بلا بند
 سب بھونٹے عز و جل کے حسین ہیں
 حکم اب کے اور انزل کے حسین ہیں

بہترین علم کا کھنڈن خانہ زینتِ جود
 دل کو شوقِ حق کہ ملا عین شوق
 ناگاہ وہ فوج سے بڑا وہ فوج
 اس علم کی سطح بہرِ فوج
 سب سے اعلیٰ ہے یہ فوج
 وہ علم کہ چھاپ دہ پڑھو زمین
 بہترین علم کا کھنڈن خانہ زینتِ جود
 دل کو شوقِ حق کہ ملا عین شوق
 ناگاہ وہ فوج سے بڑا وہ فوج
 اس علم کی سطح بہرِ فوج
 سب سے اعلیٰ ہے یہ فوج
 وہ علم کہ چھاپ دہ پڑھو زمین
 بہترین علم کا کھنڈن خانہ زینتِ جود
 دل کو شوقِ حق کہ ملا عین شوق
 ناگاہ وہ فوج سے بڑا وہ فوج
 اس علم کی سطح بہرِ فوج
 سب سے اعلیٰ ہے یہ فوج
 وہ علم کہ چھاپ دہ پڑھو زمین

ع
 بولادنی چہ دست ادا رہے ہیں
 ہاں سے قزاق وہاں کو لے گئے ہیں
 زمانہ وہاں کہ وہ لکھ گیا ہیں
 کتنے سینے کتنے بزرگ گئے ہیں
 بولادنی قزاق وہاں لکھ گیا ہیں
 ہاں سے قزاق وہاں کو لے گئے ہیں

ن
 یہ کتنے غم نہ سنا ابن بو تراب
 زیاں قتل کے کہ ہاں سے لکھ گیا ہیں
 بولادنی قزاق وہاں لکھ گیا ہیں
 کتنے سینے کتنے بزرگ گئے ہیں
 بولادنی قزاق وہاں لکھ گیا ہیں
 ہاں سے قزاق وہاں کو لے گئے ہیں

ل
 بیتیں ملیں گے کی بھی نہیں گم
 پھیلانے دانتوں کا لہر نہیں گم
 کھان سے اپنے پیچھے اٹھ چکے ہیں
 پورا ملک بھلا کہ سے نہیں گم
 اللہ تم کو دے کہ در افتال نہ گم
 ہم اللہ سے حسین پیاں حسن گم

ل
 گویا قزاق وہاں سے لکھ گیا ہیں
 ہاں سے قزاق وہاں کو لے گئے ہیں
 زمانہ وہاں کہ وہ لکھ گیا ہیں
 کتنے سینے کتنے بزرگ گئے ہیں
 بولادنی قزاق وہاں لکھ گیا ہیں
 ہاں سے قزاق وہاں کو لے گئے ہیں

[illegible]

[illegible]

الحمد

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

۲۵۶

الحمد

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

الحمد

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

الحمد

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

میں وہ صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

سے صوفیوں کو قیامت سے بچاؤں

آواز دی کہ تم ت اہل اسلام
 کہہ کر اس نے پیٹھا پیرا سلام
 باؤ نے خستہ کپڑے کی غنچا سلام
 بوسہ دیا کہ اسے شہ ابرار اسلام
 سب نے سنبھالا لیکن پاشا پاشا
 جیسے پاشا ہیں تو میں زنجی کی لاش
 میں غبارہ بہا ہوتی تھی مگر میں نے
 بدو جا بجا تیرے کہہ دے موبہ پاشا
 تم کو تیرا ہر درد بھری اور کہا کہ
 اب بے رنگ گل کو کہاں کہہ دینا
 جی بڑی تیرے دل سے نکلی میں پونا
 فلاں تمام چھوڑے لیکن اسے دونا
 جیسے کہ ان کے پاس ہیں وہ ہیں
 بدو جان کو کچھ پھوڑا کو اپنے پیڑا
 یہاں کہہ دینا چکی اب کہہ کر میں
 چھوڑی دو پیڑوں کو کہہ دینا
 کوئی نہ دے دے کہ کوئی پڑے دے
 اب وارنی پاشا کی اور وارنی
 تم کو سید غریبوں کی یا تم اس
 بندہ کی وارنی کوئی بندہ کہہ چکا
 وارث مر چکی اور تھار چکی ہے خدا
 جبکہ زوال ہے نہ تم نے ہے فنا
 بے فتنہ و المین کوئی طاقت نہیں
 اپنے ہر کے دشمن کی قدرت نہیں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۱۱۱

پیش کا بلن موت میں نوش خلیلا
خلیات میں شکر کا وہی خلیلا
پوش کا چاہ میں وہی حاجت دار
کشتی کا چلی وہی ناخدار
نا کا کون غارت میں تکیں تگیا
جی کا کون دار سے گرد پیلا

۱۱۲

۱۱۲

بختزدہ مظاہر شاہ و گداوی
خلق جسم و روح و فنا و بقاوی
ویش سال کے پیش میں کہ بختیاری
مار کی دواد ہے وہی اور شکاری
ان دو دن سکنت میں نہ جانتی
جلا غم ہے ماحول پر غرق گئی ہے

۱۱۳

جس دم کہ اُنہم پہ کیم سر نہیں
فرمایا جس نہ تم شکر اور نہیں
تو کہ کہ بد کہ چکا تھا اس کا نہیں
تو کہ کہ اس کی ہے نہ سے بد نہیں
اگر کہیں وقت میں بل شکر ہے
کہ نہ اور کا این میں جا بہر شکر ہے

۱۱۴

انصار تجھ جناب رسالت کی نہیں
وہ کہ جب تھے شاہ و لائے کی نہیں
تم و تو میں تھے شکر کی نہیں
تم حقیقی اس کی شفقت کے پائیں
کو ہی ہو ہے اور کوئی بی بیوں کی
ہم سب انا میں ہیں قادر و مومل کی

۵۶

گوئیہ و قن کہ تھافا دم شزار ہو
خودی را کج ب تھارت کاک اسوار ہو
دانی شایب جانب بہدرد و کار ہو
جاء تو پرب رہی ہیں نی ہا کھنار ہو
میاں کی ہمزہ ہیں کہ فرشتے عزت تپاں
ہم اکو سوا توں سے بیاباں میں غم نہ تپاں

۵۷

کامیابیوں سے غریب شہر پیم کہ فرشتاں
اکلام تو غیر فک سے پورا فرشتاں
اور یوں ہوا شہر کہ شہر اتنی جہاں
بلد و اندہ جیسے شہر کہ پورا فرشتاں
جب دست و گوشہ دار ہیں شہر کا کام
منہار سے کج ب تھارت سے تھام

۵۸

نکاح ہم سے وقت شاہ میں نہ
دیگا کہ وہ بجائے ایک اکھڑ ہے
وہاں استار نہ بجائی رسم کا
مقترب کی نگاہ تو اپنی نگاہ
گدن جھکا نہ رہتا تھا کہ پڑھیں کا
منہ دھیتی تھی یاں سے پڑھیں کا

۵۹

شہر ہم نے کی امانت ہو میں امیں
حافظ ہیں کہ ایک تھا اور بیکر جانی
غنا ہم تو نہیں کہ ہے عیاد کمزین
وہاں علم ہم نہیں کیا اب نہیں
ہاؤں کے پھر نہ فاقہ کے فرشتاں کو
ہوا دن فلا تو نکاح تو نہ تپاں کو

۲۷۰

القصید کی بھائی بہن پھر ہوا ہوا
 کہیں یہ گھر وہ راہی درشت بل ہوا
 چنے سے کچھ چھوڑا ہوا
 بہن قصور تو کہ سال پیا ہوا
 غم کی توشت نہ عادت کے سیانہ
 پھر پوشت سے صدی صفت آئی کانہ

۲۷۱

عزت کم ہوئے تہ قفا کا پیر
 پیر کا کو اپنے تہ تہ پیر
 چنی کو اس قفا میں تہ کچھ کچھ پیر
 جس شعل سے کہ آئی تہ انہیں تہ
 عدم سے عجیبی ریت کا جس پیر
 سہ تہ وہ گرتی آؤنی پاؤں قفا پیر

۲۷۲

پتی کی جا پیر تہ وہاں جا تہ کچھ
 موکی زبان بونہ ہوا وہی کچھ
 بابا کچھ صدر تہ در کچھ
 تہ کچھ کچھ کی کم تہ کچھ کچھ
 صدر تہ بے سبب نہیں کیا تھیں
 حاجت روا غارتے جا را کیا تھیں

۲۷۳

گدن پھولا کہ ہار نہ پڑے نہ کیا
 کہ پڑے نہ کیا نہ پڑے نہ کیا
 کہ نہ کیا نہ کیا نہ کیا نہ کیا
 کہ نہ کیا نہ کیا نہ کیا نہ کیا
 کہ نہ کیا نہ کیا نہ کیا نہ کیا
 کہ نہ کیا نہ کیا نہ کیا نہ کیا

نسخہ بعد خدا جہاں میں سما کر کوئی نہیں
 باا: سوا تھا سہ پکار کوئی نہیں

کے طرف سے حبس کی ضمانت
 پتی کی آواز کو بچا تھا کہ اسے
 اگر کسی بیہوشی کی طرف متوجہ
 ہم بھی ایسی راہ سے گزر گئے
 اب سب وہ دروازے کا کھلنا چاہتے
 قادیان سے جیسے یہ وہاں پہنچے

شہر کے گناہ کی سب سے بڑی نشانی
 کے طرف سے گھومنے اور نشانی
 زنا پر اپنے بچے بچاؤ نشانی
 شفقت سے ہاتھ کر پھر اٹھنا
 پھر پھر گھومنے میں قربان ہو گئے
 بھلے اب اور کیسے سب ان بچے کی

قادیان شاہ کے دربار میں جا کر
 پہنچے اور اسے زینت سے جتنی پیر
 بچھلا دیا کیتھ کو اور قادیان
 تیار کرنا اسے ہر طرف سے چاکر
 عالم عجیب کیتھ کو پیر کا ہوا
 قادیان سے متعلقہ تصویر کا ہوا

بلاغت سے ہاتھ کر پھر آیا وہاں
 غصہ ہوا کہ اسے کھانا پھر وہاں
 گھر کے گھر سے دم بھر میں آیا وہاں
 بیٹے پر گھر کے کوٹھڑی پر وہاں
 اس پر پھر فرشتوں کے قتل ہو گئے
 بیٹوں کی فوج میں شہداء ہو گئے

۱۷۱

بہو چکا کہ میں سوا ہو رہا ہوں بے دین کی پڑوتا
اس پہ چٹختے بیٹھوں کہ روئی دھم دھم
جوئی کہ یاد آئے اس کی پیوے درش سدا
مہر فیض کی قویب ہم فقیر ہا رہی کیا
مہلت نہیں جس نہیں میں میں کم نہیں
اثنا بھی پیر کے پکا موت کم نہیں

۱۷۲

بے لکھتو تم سے بیاد نہ ہو رہا
چوچن میں بیٹھتا ہوں سب میں پیر چھو
بہلا کہ ایک دیکھتی تھی تین اقربا
نہ سہ لڑ پیر کے وقت میں تبتلا
حکم وہ ہیں پو پائی نہیں دیکھ پیر کا
خوش نہ کہہ جا رہے تھے اسے دلا سے کہ

۱۷۳

نہ پکا اٹھ کر اس شاہ دین پناہ
کیا ہو گی جلالت نہ پیر الہ
فردا دیکھ جاگ بوباتی نہیں کیا
یہ سننے لگا پیر کو جس حیرت ہوا کہ
بھلا دیکھ کیتھ کو جیتی زین پیر
پیر ختم ہوا نہ ہو سیک پیر پیر

۱۷۴

فہم میں نہ بڑا سلطان دین حق
پہر از سب کس میں دن کی زین حق
پہر سب کی فوج مقابل نہ نہیں حق
قربو کہ سارے کھست خد بر حق
پہر قدم سے اوج زین میں کھنکھو
پہر لہو حق زین کا دھواں فلک ہوا

جب خوش تر پیا تو امر شریک پیا تو
 بوزہ گر تو پیاں ملا با پیا تو
 دوش پر چو پست ٹیلیاں تو پیا تو
 تو سن سے سایہ سایہ سے پیر پیا تو
 کنگرہ دھوپ جانی تھی پھلوں جانی تھی
 ہم کی پیچھے پیچھے دیباڑ کی تھی
 کہ سدا کی چون کر بائیں ہے
 تو بولگ بشت کی خاک شقیں ہے
 فتن فخر کا بام ام باریں ہے
 بام بزم گل و فنیف رب علایں ہے
 غی ہے کہ ار بابت قواسموں کا
 پتو کچھ اور رنگ ہے نہ کہ پھول کا
 تم شہ نہ تم جلاوت بہاں ہے
 بہ شہہ دیں کہ کجاعت کہلن
 تم غیر تیرا کی ہے بخت امان
 تازن کو کجا سے تیرا بخت امان
 باطل پہن تو تیرے فنا پر پتیب
 بد و فقیہ کو ہے بروتی پر تیب
 کیسے کمزور و خوف کنواں پوئیں
 عیسیٰ نہ از جان و تیراں پوئیں
 عتاسے عکاس کو موئی علم پوئیں
 جنات کی پناہ تیب ٹیلیاں پوئیں
 دوزاروں سے گل کی خجاست کے پوئیں
 بندوں کا کیا حساب عزت کے پوئیں

نادانی زبان پاد ہر لاف ادا
 وال واہ واہ ہوتی جب علم ادا
 شوق القیام ادا ہر اوھیا ادا
 راج انیلا پیا ادا کہ کس ادا
 کس علم و شوق نہیں منجھتو
 منجھتو کس گرتی باز ادا
 لاکھ نہیں اور کروڑ میں کتنا
 نازاں خلیج چھوہ پتر پتر
 اُست کہ ہر فن کا سچا تیر
 کچھ خلیج پاک بے بیہ نہ
 سب جتنی کسکی دوئی
 جس کی ہاتھوں میں پام کچھ
 جس روز سب چار غلام کی تیر
 جیکر وال سچا ہر فن کچھ
 چاروں کتب کو پڑھ کر
 نہیں نہ تھو پڑھ کر ان چھ
 ہم راہی بال پرش پڑھ کر
 بنا جیب میں سا نوا سچین
 علم اس میں پست ہے ادب
 تر ہے زور و جمال کے پیر
 ایاں وہم اور کچھ کچھ
 ان نکل دے سب کچھ کچھ
 کہ کوئی نہ دیکھ سکے
 کہ کوئی نہ دیکھ سکے
 کہ کوئی نہ دیکھ سکے

صاحب سخی علیم امام ایسا چاہئے سب کا شیخ روز قیام ایسا چاہئے چاند ایسا ہو پرست ہر رجنین سا
 مسند نشین خیر نام ایسا چاہئے پشت ویناہ خاص عوام ایسا چاہئے ناناہو مصطفیٰ ناناہو اس حدین سا

گھوڑوں کا سامہ و تھان و تھان
 بہر لہو و دلخیز و دلخیز
 بیخ نام و شیش و شیش
 بیخ بہر و شیش و شیش
 تہن و دل و دل و دل
 کہی بہر و دل و دل

مضمون ذوق و انجاس و نیان و تھان
 کہ اپنی شاعری کی او ابا و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان

کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان

کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان
 کہ تھان و تھان و تھان

لاکھوں کمال اس میں ہیں کھلے کمال
 کہ جب کا کہتے تو ہم بوجہ اس کمال
 پہنچے پہلے ہی نہ دست حق پرست کمال
 ہونے کے اتنے عرصے میں یہ لاکھ کمال
 مہر غیب و شوق سے آگے روانہ ہے
 تار شمع مع مراستہ تار پائے ہے
 بختِ بد میں دم کے بال بختِ بد میں
 ہنسی میں بال تار ہے ہم کہ فعالیت
 کھینچیں شیشہ کی دیوار کو کمال
 انوارِ شوقیوں کا دیو بوجہ غزلت
 اُڑنے میں اس بوجہ کی جا بختِ بد میں
 مہرِ غیب سے بھی بات ہے کون کمال
 گوش سے کسی دیو میں وہ بختِ بد میں
 مروت بہر کسیر تار کمال
 ہر عین میں کچھ شائبہ تار پائے ہے
 نامِ الحاکم اس وقت سے کہ سونے ہوئے
 قرونِ سب شاعر دل سے یہ لکھا ہوئے
 مکانِ مروت کے ہیں نہ سحرِ بیان میں
 گھنٹی کی آوازِ مہر کی اب بختِ بد میں
 اب جو کہ شوقِ فراق میں کہیں
 ہم الحاکم پہنچیں سب کمال
 ترکیبِ دیو سے یہ زیور دست ہے نفا
 جگہ آوازِ فخر و سحر کی کمال
 سحر آوازِ فخر میں ہیں لفظِ شوق میں

ہر قسم غافلوں سے کہنا بوشیا ہو
 ہر قاتلان ال عجائب بوشیا ہو
 حلق میں کھلم کھلا ہر قسم غافل بوشیا ہو
 زکریا سے قریب خدا تر بوشیا ہو
 مگر غافل خدا تر بوشیا ہیں
 اک نشہ حلال یہ بوشیا ہیں

شہرست قیامت کو رکھنا
 میدان میں جو گم ہوئے ان کو
 شہرست لائے تیرے زنی کے تمام
 شب خون دن دہاڑے ہر قسم غافل
 زب بادل کے توشہ کی جانب ہر قسم غافل
 کسی ہوا تو اے کہ فرستے بھی اے

قریب نیم احکامیہ میں ہے
 بیہوش اس کا جو سفر ہے ہر قسم غافل
 ہر قسم غافل اس کا تو ہر قسم غافل
 جبر الکی صفت ہے ہر قسم غافل
 ہوا کی شہر بوشیا کی شہر ہے
 شہرست امان ہے تو شہرست بوشیا ہے

ہر قسم کی طرح صاحب تاج اس کے ہیں
 غفلت بوشیا بوشیا کے ہیں
 ہر دور میں ہر اس کا ملازم ہر قسم غافل
 ہر قسم غافل ہے ہر قسم غافل
 بیخوشی کے ہر قسم غافل ہے ہر قسم غافل
 ہر قسم غافل ہے ہر قسم غافل
 ہر قسم غافل ہے ہر قسم غافل

ہیں جانوں اور ٹول کی پیراں کو
 ہاگ ہوں سب بیویں کا پیراں کو
 مظلوم بھی ہیں ایک ہوں دشمنوں ہاگ کو
 ہنم ہے پانی بند ہے آب دہوں کو
 جاری ہے کیا زباں بویں کو
 الیز ہے کہ مری ماں کا سر ہے

ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں

ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں

ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں
 ہاگ ہوں دشمنوں کے ہیں

اے گم غم میں جا کر بیان ہاں
 اور بکھرنے پر یہاں بھی آکر
 مایہ زید صاحب دوست ہاں نہیں
 پرورہ ہوئے ہیں اور گرفتیں ہم میں
 فتنے کے چپ میں اچھوٹے نہ رہے کے عطا
 پہننے کے اپنے ہاتھ کے تھے تھکے
 وہ تخت کا کیس ہے قوم اور شک میں
 حق بنے زور و زور سے یہ ہم کی کو
 جس کو خدا کا رعب وہ تو اسانی کا ہو
 فتنے کے چپ میں بھی ہے بے خوف فتنہ گردان
 صاحب علم ازاد ہیں بے غائب کمان
 یہ ہے بہت پر گم گلوں قبا کمان
 لاکھوں میں لکھتا ہوں تم اور کمان
 جہان میں لڑنے والے کوئی دشمن بھی ہے
 زینب سے جا بیدار کوئی ان کی بہن بھی ہے
 ہاتھ لگ کر دیکھا اور اپنے گلہ باز
 جوئی غم سے بھارت لگ کر نہ کو
 بچپن بھی اس کا یاد ہے بابت نہ کو
 رسول القدس کب آئے ہیں گلہ باز
 زائرین زمین سے کھائے ہیں گلہ باز
 انجلی میں تم تھا تم پیغمبر ان میں
 نسخہ بھی ہے

۱۳۳

مشرق اسلام جو برائے ملک اور ہمارے ہمارے ملک
مشرق میں ہیں اور اس کا گھر ہمارا ہمارے ملک
سلطان دین وہ باقی شکر اللہ تعالیٰ کا
دینا اگر آدمی اور ہمارا ہمارے ملک کا
ہو یہ غلط فہمی ہے میں نے ہمیں پید کے
دی خدا کی ہے ہمارے ملک میں ہیں

۱۳۴

سب بات پر یہ کہ ہم سے ہمارے ملک
جو ہیں کہ ہمارے ملک سے ہمارے ملک
ہیں وہ علم کا گھر وہ علم سے ہمارے ملک
اس غم کا ہمارے ملک سے ہمارے ملک
جس کا قریب دین کو ہم سے ہمارے ملک
ہمارے ملک کے قریب دین کو ہم سے ہمارے ملک

۱۳۵

نام سے ہیں قبلہ اہل زمین
میں قامت و ازاں ہیں ہمارے ملک
اول میں ہمارے ملک سے ہمارے ملک
اس غم میں السلام علیک یا اربعی
ناپا ہمیں ہمارے ملک سے ہمارے ملک
ہمارے ملک کی ناز نہ کوئی تمام ہمارے ملک

۱۳۶

غم نہ دین وہ کہ کوئی ہم سے ہمارے ملک
ہمارے ملک سے ہمارے ملک سے ہمارے ملک
ہمارے ملک سے ہمارے ملک سے ہمارے ملک
ہمارے ملک سے ہمارے ملک سے ہمارے ملک
ہمارے ملک سے ہمارے ملک سے ہمارے ملک
ہمارے ملک سے ہمارے ملک سے ہمارے ملک

عالم

میرزا کو اور بخت کو مٹے شاہ دین پناہ
جہ پور کو علم عدو پر کی گواہ

۲۶

عالم

تو بے عدیل صبر تو اب متاں ہے
دو رخ ہے وہ بھی دل میں تو ہمیں

ہل تھ خیر کی کو تو ارب قال ہے
بحم اکثر زباؤں تو توں توں
تو توں کی دھک دھک توں توں توں
است نہ کی بات نہ میرا توں کی

عالم

دل تو توں کی جب بھی آسمان ہے
یاں تین تین توں کی توں کی میان ہے

مہرت کی درست بویں توں کی اکشت
سہ پہر بھلا توں کی ادب سے توں کی
بھجے بھجے توں کی سب سے توں کی
توں کی توں کی توں کی توں کی

عالم

یہ غریب سدرہ آؤں اشتیاق ہے
یاں برون کو توں کی توں کی ابھار ہے

یہ شہسوار توں کی توں کی غبار ہے
خونگی ملال تیغ میں کہے تباہی
میں توں کی توں کی توں کی توں کی
توں کی توں کی توں کی توں کی

دیتا ہوا اندازہ قریب ادب ہوا
 جگہ مہوڑ ہوا کہ خدا کا غضب ہوا
 کمر نہ نیام سے فرزان رب ہوا
 پیاسی سے موت کے درخت چب ہوا
 پھیلنے کے اب میں کہ جوت چاہا تھا
 چمکا یہ جان اکھوں کی آنکھ ہوا
 ہمراہی عقل میں کہ موت قارست
 پیار کو دے دے قدرت پیر درگاہست
 بدو نشان اور کچھ فردن کی ہمارست
 روشن عطر عیب دہیزہ ذوالقارست
 دل قاب میں حشر کف غم سے چھلکا
 احباب کہ حق قرار ہے نام تلخ پاپ
 ادب قریب کہ ہفتی کی مولا کی ذوالقارست
 حلاوت سے یوں کہ اہل کی بیٹھکا
 کمر سے کمر نشان حراف علی اسم کا
 فتح سے قریب رہی وقت کا زار
 بدو جھنڈا گیا بم بو کمر درست پانی اچھ
 قبیلہ خفاقت سے اتفاق کی اچھ
 دل پہ صوفی کا دینی دریا نہ گال
 کمر گم ہو گیا جب دریا کی تھیں غل
 جگہ لے گیا رہیں ہو سوزنی بول
 اکبر کی ہر ایک موت دھوم دھماکی
 جوت تلخ ہوئی ہر ایک موت دھوم دھماکی

وال چار سو قافوں کے گزرتا تھا
 پاں دھتے پائیں حسن بچا عورتا تھا
 پہلیے ڈھلایا پاں سے وہ عدل تھکتا
 ادل ہوا بکشتہ جاں وہ عدل تھکتا
 ہمت کے مرتبہ کی کوئی کفر نہ تھی
 دوزخ ہول مغنیہیں تھکتا دھم تھی

تیرا قہر کھڑی ہوئی شمشیر
 پھر عرق حال کرتی جینتیں
 پھر دوزخ بھلا دے بجبتیں نال
 باز پتہ خاک کیلے بڑھی بٹیل
 ہر گھٹ کے پاں پلان سپاہ غل
 گریہ کی فلک کے منہ خراب نال

چکی غنیمت لگا دین زیاد
 جیسے زول تم خدا فوج وید
 دھیس وال ہوئیں دم تنہا پید
 لوگ لے جاؤں کہ باد م اید
 سب کی غلستوں کا موقعاں لایا
 کہ شیراز تین سرسے گزایا

ہو کہ کھڑے تھکے ہی تھکی کھڑا
 کہوں پہ جاب تنہا کہو مار پھڑا
 کہوں ایک تنہا کہ پھٹوں میں اک
 اُدھلے نہ دیں کہ ہوس تھکنا
 غلستیں یہ تھکے تھکے پھڑا
 پوٹن کو جیسے طعن میں تھکی پھڑا

نثر نہ پتا ہو سارے اس کے نال تھی
 نازک نے فی ہوا کی کوئی زبان تھی
 دکھائی تھی یہ بورا کی تو جال تھی
 چمکھنڈا لگی ہوا اس سے کال تھی
 کی تو دسری ہو تو نہ پتا دس تھی
 پست پناہ کی ہو کہ پست پناہ تھی

بچوں اور بڑوں وہاں کے نال تھی
 لہو بڑ پر گوبوں گردن تھی
 رگ رگ الگ الگ ہوئی جس نال تھی
 کہیاں بعد اپنی ہویہ ہونے لگی
 تا کہ تھی زخم بدون کو دکھائی
 میں ظہرین کو لگی اور دکھائی

کس بھی بڑھی کج پیچ کو پھر پڑی
 لہو بڑا کھائی و تشارق یہ گڑی
 جو بڑا جینوں نے کی وہ مڑی
 اُفتاد اُن سے پوچھے ہیں کہ لم پڑی
 اُٹھ گری بہت بڑی پست تھی
 جی بیکشوں کا ہو سست تھی
 کس بھی بڑھی کج پیچ کو پھر پڑی
 لہو بڑا کھائی و تشارق یہ گڑی
 جو بڑا جینوں نے کی وہ مڑی
 اُفتاد اُن سے پوچھے ہیں کہ لم پڑی
 اُٹھ گری بہت بڑی پست تھی
 جی بیکشوں کا ہو سست تھی

۱۲۲
 پہلے ہی یوکرین میں کس بات کی
 ان کی زمین پر وہ غلات کی
 برس وہ تھمیں وہ کام برسات کی
 مج نہانی اس کے لئے بات کی
 ہمارے جیب میں کس شرت دھاتی
 ہم کی دھوپت کے لئے کھاتی

۱۲۳
 نہا جلاؤ نہ فون تو اب تھ
 نہ اس شرم کے میں یہ کما جاتا
 پہ پٹل دگر ہفتہ کا بے
 نہ تو زور لگے ہی مگر جاتا
 وہ تھ وہ وہ تھ بے خبر
 پتی سپر فاکس پتے لڑا

۱۲۴
 جلاؤ بھوش اس تو کھانے کی
 جلاؤ سمندر تو پکھانے کی
 جیتی تھی جیتی فون وہی بار نہ کی
 بڑا تو زخم دھار سے یہ دھانے کی
 اوصاف لا جواب سے وقت نہ تھاتا
 میزان ذوالفقار کے پیمہ کیا تھاتا

۱۲۵
 کون نکالتے ہیں وہ بول کی
 اتمیم ملک میں کم کی
 پیدر پیدر کم کے کما کی
 یہ تو پیش ہم بڑے کم کی
 کہ ہم میں رواں دھانی تھی
 پتی خلیاک مون گونہ تھی

دل کی پہچان خونِ بریاں بھی لگ گئی
 جتن کے شمار میں دزدان بھی لگ گئی
 کھٹکھٹا نام کے گریبان بھی لگ گئی
 اصرار کے بڑوں کے سید بڑوں بھی لگ گئی
 بھروسے پیٹے صفت لکھ لکھ بڑوں بھی لگ گئی
 جتن سے بہت بہت کبریا بڑوں بھی لگ گئی

بھگوانیہ تو تو ات کہہ رہی گئی
 باؤ کو بہرہ و شعلات کہہ رہی گئی
 چھپ کر زمین میں تخت اُتار کہہ رہی گئی
 پوچھیں گے روزِ محشر تو کہہ رہی گئی
 ملاقاتِ شمشیرِ پستیاں کیا کہہ رہی گئی
 تین تین دو دھائی چینی کی ذائقہ دار کہہ رہی گئی

وہ چاہتے ہیں کہ راہ میں مسام
 بوجھالِ فراقِ جالِ ہوسِ دام
 حاصل ہو اٹھو کو وہ توبہ کا مقام
 کیا بجا بجا ہو گئے سب اسے تمام
 باقی قوم کی فکر نہ یاد پس رہی
 نہ راہ کی نہ راہِ نازوں کی خبر رہی

بچپن کی پس یاد نہ ہو کہ کی ہو یاد
 باؤ سے تین یاد نہ ہو کہ کی ہو یاد
 تھی ہی تم یاد نہ ہو کہ کی ہو یاد
 یاد نہ ہو کہ یاد نہ ہو کہ کی ہو یاد
 بڑا عمر اپنے تعلق سے غھر کی یاد تھی
 غھر کی یاد سب سے الفت است یاد تھی

۱۲۱

مولائے دو الفقار کو زیب بنایا کیا
 ہوئی نے جیب میں بی بی بختا بنایا کیا
 لاکھوں سے قدر تھی شکیان کیا
 انبوه عام گرد ام زماں کیا
 خچہ میں پوں تیری تھی عمر تو کیا
 ترب زرب ہی تھیں وہی دیو تو کیا

۱۲۲

کتے تھے پیروں سے سوار تو کھینچ
 اور ان سے پیروں کی قلمار تو کھینچ
 پوچھتے تھے تیرے ہزار اور تو کھینچ
 چاروں طرف تھی رن میں پلکا تو کھینچ
 تیرا ہمہ شاہیں نہ بجا وقت کیا
 تیرا ہمہ سید تیرا نہ پے لہر وقت کیا

۱۲۳

ساحفہ فرینہ غم بادشاہیں
 تیری ہیں تم سے قلم ہیں و زین
 تم میرے پر کے کلم کو تو بمانیں
 میں کلم کی شہید ہوا میرا تار نہیں
 بوسا دو قلم کوئی کے نوک کا
 مظلوم کا عزیز کا ایک کا پیٹ کا

۱۲۴

ہم گشت کے روئیوں بنایا یہ دل
 ہوا کے قتل کا جو مفصل نہیں بنایا
 زخم ہیں کاحال بجا فانی بنایا
 ہوا ابو الخوق نے اک تیرا لگا لگا
 ہنم کے جلو کے پیٹ کے بیہوش لگا
 لمبو پوشت کمر سے وہ ناک لگا لگا

پیشکش

اور شہریت حاصل کرنے

کتابت فی حدیث

بہارِ طیب کا مہینہ مبارک
مہینہ مبارک کا نام مبارک

الحمد لله رب العالمين

وہ سب قلمیہ

ہیں اب اس وقت

باب اول در بیان فضیلت

دہلی میں پیدا ہوئے

جنا تھو خدیو

سید ذوالفقار علی خان

یہ کتاب خیر کی خبریں دیتی ہے

وَقَدْ سَبَّحَ بِحَمْدِهِ

مجلس عالی

۱۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

جب سے بڑا تھا

برای رسیدن به این مرحله، لازم است که شما به صورت مداوم و منظم تمرین کنید و به یاد داشته باشید که هیچ‌کس به شما کمک نمی‌کند، فقط خودتان هستید.

میں نے اس کو دیکھا تھا

وہی ہے جس نے ان کو

مجلس

شیخ فیاض الدین

مکتبہ اسلامیہ

دینی تعلیم و پرورش

مکتبہ اسلامیہ

وہی ہے جس نے

پیشانی مبارک کی شہادت

١٠٠

۱۶۹

فون تک تو فاطمہ چہ چہ ہوا ہوا
 عاشق کو خیال میں تلامس ہوا ہوا
 وقت زوال عشق تازہ پسا ہوا
 اور عمر نکس ہر دور دیوار کا ہوا
 تری نام خدیجی بے درگاہی
 شفیق کی جانب کھینکے ہوئے ہیں

۱۷۰

سین خیال خیال میں ہو طائر تجا کب
 عاشق کی عمر سوسہ ساکت ہے کب
 پیسے سے تھکے اور نہ پیسے پہانی وہ شہر کب
 کیا تازہ عمر کھینکے وقت ہے غیب
 ماتم زدوں کی عمر ہے باجم گلے
 منتھیں رکھنے بازوؤں میں دھنکے

۱۷۱

گہرے گہرے درختوں سے طائر نکلیا
 اس وقت کہ سینے پہ طائر تھا سوار
 بھر تو فاطمہ کو ہر تاب نہ نہا
 حوروں کو یوں ترپ کے پکار دھوا
 اب تو کی عمر ہے فقی کی ہر گھٹ
 در نہ نکلیا ہوں گے میں نہت ہو کم

۱۷۲

اب عاملان علم سے بڑھو علم کو
 یہ جان لوں دھم سے کہ دہوال
 گویں گے یہ اور کہ پکاریں جلال
 سب کی خیال کو چھوٹا پھٹا جلال
 یہ پیدائش میں ہی کچھ کوہ متین
 غیبی میں غیب سے کہو متین

دُعا

چو پائی میرا ارادہ ارشاد کریں

دُعا

بے دست سے ہے زینتِ نابینا

دُعا

پلہ پلہ کھال کو وہ جس سے نکلا

دُعا

وہاں بہت کجا عیب ہو جاتا ہے

اسمِ اسطیٰ بھول لاٹھوں پر کی کیم

مہینوں و عمرت کی علامت یہ ہے

قلم ہو گئے بنی عدل سے نکلا

جس شخص نے دیکھ کر تار کھول

مہینوں و عمرت کی علامت یہ ہے

قلم ہو گئے بنی عدل سے نکلا

جس شخص نے دیکھ کر تار کھول

قلم ہو گئے بنی عدل سے نکلا

اے کس کے ہاتھ تھیں عید کی بول بول
 بچوں کی ہنسنے والے مسکراتے لالہ
 کہتا تھا کہ فی لطف تاشا اٹھاؤں گا
 لی عید کا روز کے آگے میں جاؤں گا
 نازاں کوئی کہ تھک رہا رشتہ بہن مر
 دیکھیں گے عید کا میں سبھی ایم مر

وہ لڑکھنڈیہ دلا دلا کر قہقہہ
 کہتا تھا کہ میں بچوں کے ہنسنے کی صبر
 اغب ہا یا جان کی عید کی دہریہ دہریہ
 کہ پوچھتا تھا ایک سہم نا پیر رہا
 کہ شہنشاہ کی ہے وہ کہتا تھا عید کی

بہن سہن پناہ تے قہقہہ عید کی بول بول
 بچوں کے دیتے تھے ہر سہن بول
 منہ کی سے دست دیا کہ دیکھو کیا
 کہ کھیتا تھا سہم عید کی پناہ بول
 بیٹوں کے لہجے سے دل زہریلے دھوا
 ہم ہا ایک لال کا فاقہ سے زرد تھا

لوگوں کے تھیں چہ زبوں کے سہن بول
 ہا ہا کیا ایسوں نے سہن بول بول
 بچوں کے پناہ سہن بول بول
 تھک رہا تھا سہن بول بول
 دیکھیں بول سے قہقہہ دانا عید کی
 بچوں کے دھوا کہ شہنشاہ عید کی

عمر پہنچا ہی رو کی یہ مضمون سن کر
 زمانِ عیادوں۔ عید سے قائم کو تو کیا
 بالِ دل کے واسطے ہے محمد کا مزا
 اس کی عید ہے تو شرفِ خدا
 زہر اکو چاند عید کا پیرا دیکھ دیتا ہے
 جب تم گلے سے لٹائیں سچا کام عید ہے

اب بونہم تو وہ دن کے زمانِ جان بخت ہیں
 اثنائے چاند تم گئے وہاں کے ہیں
 حاضر کے ہونے پر تم سے انا تو کھلتے ہیں
 سب سے چھلکا ہوا گلے کو گلے مل جاتے ہیں
 فصاحت کے خلاف نہ پوچھو نہ کیا فرماؤ
 سچا سنا گاہ تم میری آنکھوں میں دیا کی بات

مگر میں کچھ چار ملت عید کی تم
 اس صحنہ فرقا ہر شے جھلکتا نور
 باتیں گلے میں ڈال دینا چھوٹے زمانہ
 اک سینے سے پرانے کی عید کی بھل جائے کم
 بولا تو میں یہ بہت مہربان ہیں
 بھڑک چکا ارواہ میری اماں جان ہیں

یہاں افسانہ ہے بارگاہِ قہر سے قہر
 ہنسنے لگے کہ اپنے قہر سے عید کے گلچون
 درجن قہر کا قہر والوں میں مینا گلچون
 مونی یہ قہر ہے اب وہاں کا چھوٹا گلچون
 تار شعلہ ذوق تھا اٹھان کے ساتھ گلچون
 زہر اک کے چاند پیتے تھے قہر سے شاد گلچون

میں نے فتنہ کی کھجور کا پتہ
 احمق دوسروں پر یہ اپنی شہرت بہت چاہی

موت سے لگا کر شہرہ دو گمراہ ہیں
 بہت بھرا رہا ہے یہ سیر کر رہی تھیں
 قضا کا رونا تھا یہ سیر کر رہی تھیں
 حاجت رواں رہا یہ سیر کر رہی تھیں
 کہوں ایک سے ظالم انہیں صلابت کر رہی
 ہمارے عید تو انہیں دھم تو اب کر رہی

والا بہانہ عید تارواں لگی
 میرا تو دل تو اس کا دھلا دھلا لگی
 کہ جاوید ہم کہیں سے ننگا دھلا لگی
 رکھ کر کہہ رہی ہیں سگ ادھلا دھلا لگی
 مرنے اور حیات سوخت کے ہمراہ لگی
 انہوں نے کہہ رہی ہیں لگی اور سگ لگی

دھلا دھلا دھلا دھلا دھلا دھلا
 باجی کے روئے دھلا دھلا دھلا دھلا
 لہو کی کھجور کا پتہ دھلا دھلا دھلا
 ہم پتہ کوں سے ہم لگا دھلا دھلا دھلا
 پیدا کر لہو کی کھجور کا پتہ دھلا دھلا
 کھجور کا پتہ دھلا دھلا دھلا دھلا

غنیہ شام عید ہو انا کہاں جال
 لایا وہ نذر اس کو جو ہر عشق کال
 گھنٹی کی جانتا ہے گہکیاں کی جال
 نہ پڑا نکشتاں کا کمر بند بے مثال
 نہ اس کے پیسے تھے ہوئے کیا پاس
 کہیں مال جان ہی کہے ہوا ہے بابر کے

۵۲۲
 مریا فاطمہ نے بھلا کر کیا قصور
 خیاط لائیگا تو میں پہننا دن کی نمود
 نزدیک کیا اس کے کوئی شے نہیں دور
 پسے یہ کمر توں پر شے خود کو نور
 جو جس کے خیال میں تو پیدہ ہو گئے
 جب گھسیب غائب کے بھی ہو گئے

۵۲۳
 صدیوں کو تو غائب تھانہ عین زیندار
 اتر سے لباس سے تجھیں نہ تھی قرار
 اگر بچھلایا یا نہ مقللاً بکسار
 تازہ کیا تو وہ بھی اکھوت صاحب بار
 تیغیم بابر گاہ جناب الہ کی
 دل سے دعا ہے اب تو مثال بجا آہ کی

۵۲۴
 گویا توئی بدتر نہیں زین
 نہ عیب و خوار تو غنہ زور و زین
 تو یہ کیا ہے اس کو بند و کچھو کچھو
 لیکن آس جین و حسن ہیں بزمین
 کسی یہ عید اس کی کہ رخ و الم ہوا
 فاقہ کے دکھیں یہ مرے پیار کو غم ہوا

۱۲۵

میراث کا زو جو سدا کو جو دایا
 دوال کہ بندھناو اوس اچھا دیا
 کھولا کو میں ہیں گئی نکست و فیا
 بکڑ و توبہ تھکے امرا کرپا
 میراثنا علی صرف و عا در ویا دیا
 نازل توفی علی اعمت حق ان کی میں

۱۲۶

منقول نہیں جانیں ابھی اشرقت نسا
 دیمہ دلائے کی بند جو دی صدا
 نہم اپکا میں کون کہ بندہ خدا
 فردی غلام خادم ادا دمر تھی
 غلاموں تھوڑے کم ذرا عین کا
 بیچا ہے بائیں حق اور حین کا

۱۲۷

بھلا یقین تھا نہ انہیں تو رول کا
 میر میں اور زبیر نہ میراں پھلا کا
 دوسریں فاطمہ کے توفیق لایا کا
 بالاک کو رحم کنے کو کہین پائے کا
 اب فاطمہ کی شرم و عیا تیرا تھاپ
 وعدہ کیا ہے میں نے وفا تیرا تھاپ

۱۲۸

کے سب لباس فاقہ و پینیں سجھا جا
 تو انکو جو بخش کہ میراں بدن پھرا
 لہرنگ کو فربوں کو یا جان کر عکلا
 رونق پوری زیب کے تیرے فاقہ کو
 ہاک کے فضل سے میرا زور کو تیرے
 تیرے کھڑا کرتے ہیں ہر اک کو تیرے

شریف و عید کو تم اور ابو لائے
 میں تم و انہوں کے فتنہ پہ لائے
 دامن کو لے کر چلے آگے کہیں
 وہاں کے سمت دم سے چلے آگے کہیں
 بیچے ہیں یہ خدا کے نام سے نہ پائے
 تم تو اہل جان کے اچھے پیارے
 دینا کی طرف سے بلا کرش اگر دم
 پڑھ کر دھار میں کہیں نہ پائے کہ دم
 فی ہاتھ لیا ہوا میں اب اور کون
 اس عید صدمہ دوسرے ترانہ لائی
 دینا کی طرف سے بلا کرش اگر دم
 پڑھ کر دھار میں کہیں نہ پائے کہ دم
 فی ہاتھ لیا ہوا میں اب اور کون
 اس عید صدمہ دوسرے ترانہ لائی

تمام انسان بجز میں کم کو چلا دیا
 اور میں کم کو چلا کے میرا نہ دے دیا
 دیکھو خدا کے کیا وعدے کیا دیا
 رہے ہو ایک تھا سو بیاں کیا دیا
 غفلت میں تھی سپا پہچو وہ جہاز کا
 قائم رہوں زاروں کی بوڑھی خزانہ کا
 دو گزب صف و صف و صف میں جسے کم آتا
 درتے وہ کم میر بھیا کا جسے آتا
 دو گزب صف و صف و صف میں جسے کم آتا
 دو گزب صف و صف و صف میں جسے کم آتا
 دو گزب صف و صف و صف میں جسے کم آتا
 دو گزب صف و صف و صف میں جسے کم آتا

۱۲۳
 مجھ کو کہتی کہ ہاں ذرا سو ہاں
 ان تم پر ہر بار ہے خدا کا پیہر ہاں
 نہ ہر بار ہے وہ خطاب کیا کہ یہ سب کچھ
 نہ حال غیب بتاؤ گی یا تم کہ یہ کیا
 نہ پوچھو کہ جو میں نے بلایا وہ کون تھا
 نہ کہ تم سے ہیں کہاں کہ بلایا وہ کون تھا

۱۲۴
 کہ فرق قائم نہ تھا پہ پہ پہ
 جیسے کہ کیا تھا جی تو میں کہ کہ کہ
 نہ کیا خط لکھنے کے لئے کہ کہ کہ
 اچھ نہ پڑا میں کہ کہ کہ کہ کہ
 نہ خدا بلایا کہ کہ کہ کہ کہ کہ
 نہ خدا نہ جہاں تھا یہ خط نہ تھا

۱۲۵
 بیوں سے تم نے نام جو خدایا کیا
 خالق سے ہر کلام میں صداقت کی کیا
 تو الیا میں خدایا خدا کا نام کیا
 نہ جہاں میں کہ کہ کہ کہ کہ کہ
 نہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ
 نہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ

۱۲۶
 کا کہ ذرا سو نہ نامے اللہ اس
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ

۲۹۹

۱۷۱
 بختیاری شکر گریه پروردگار و فدا
 پیشانی خدایا خدایا خدایا
 بختیاری شکر گریه پروردگار و فدا
 پیشانی خدایا خدایا خدایا

۱۷۲
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری

۱۷۳
 پیکار من در کار تو ای بختیاری
 پیکار من در کار تو ای بختیاری
 پیکار من در کار تو ای بختیاری
 پیکار من در کار تو ای بختیاری

۱۷۴
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری
 ای تو دوست جدید من ای بختیاری

[illegible]

۱۔ چو کہ عجب عجب اداوار احسین نے
 ۲۔ چو کہ گنج گاہیں سنوار احسین نے
 ۳۔ چو کہ کیا نبی سے اشار احسین نے
 ۴۔ چو کہ یہ کھیل یاد تھا احسین نے
 ۵۔ چو کہ نبی تھا طہست میں عجب اداوار
 ۶۔ چو کہ عجب عجب بہا عمار کے فوار کمر اداوار

کہم فوج بدو رنگی نہ میرا بگلائیے
 مگر ہوں قوت کا ہم آگے آئیے
 سچا پیمانہ جمال مبارک دکھائیے
 کہ رنگ دکھائیے ہر قوم و تائیے
 ہنسی کا کہ کہ اور درجہ بنائیے
 ہو تو کہم رنگ انزل سے پائیے

ایمان نہ خیرہ رہے
ظالم کی قتل نہ پھر اپنے سر کی
مہم بنائے شاہ شہیدان کا ترکی
قدرت کے اب و رنگ نہ بنائے ترکی
ذرا بوجہ تہی نہ بنائے کھانکھا
جہنم کے لال و لہو نہ بنائے کھانکھا

منقول از کتاب "تذکرہ شہداء و شہیدان" ج ۱، ص ۱۰۰

اے عید کو دو قسم بنوت یہ تھے قسم
 اُس عید کو۔ بدن ہوا بال۔ لم قسم
 اُس عید کو گلے سے لٹا فراق
 اُس عید کو گلے سے ملا خجرت
 جسم یوں اٹکا تھا رموں نام نہ
 اُس عید کو ہوسے ہر اہل شام نہ

اے عید کو سیرت کی دیوں بہا کی تیر
 کس عید کی تجھ میں کہ کیا سے کیا تیر
 بہنیا تھا بول نہ یاں جا نہ عید
 افواہاں ہیں کہ تھپتھپاتا تھا عید
 دن کے ہو جو سہا پے کہ ساتا تے
 بالکل اپنا لباس پہن کہ سدا تے

یہ وہ بچا خازن باغ غیاں ہوا
 بس یہی علم کو نہ میان جہاں ہوا
 پلڑے جو سونے کا مثال کتاں ہوا
 ان میں ہو حسین کا اب داں ہوا
 تیروں سے چاک چاک سونے کا قبا
 سونے کے حسین کا عیاں بدن کیا

ان بچوں پر ٹپکے ہوئی غم کریں
 ہوں تارک الباس عدالت اگر کریں
 سہا سہا اب وہ وقت کہ عیاں کریں
 جسم سہا کی شادیں زریں بکریں
 سر پہ لہو تراب کے ماتم کی خاک ہے
 سر نیچے ہیں بول کہن چاک چاک ہے

وہ عید کیا تھا قافہ میں بیچنے کا دن
 عاتق تو تکیا باب میر شک کا دن
 بے پادری ال ربوں زمین کا دن
 اندوہ پیشیاں تھیں دامن کا دن
 قہر یحییٰ کی زبان سے اٹھائی
 ہمارے خفا کے گمان سے اٹھائی
 قافہ میں بیچو فقہا کے گلے
 اور خیر ستم شہر کے گلے
 استغنیٰ جبکہ تیر بھٹا کے گلے
 جاکر حسین ال بچا کے گلے
 دیکھا کہ ایلو ٹوٹے تھیں بڑا بیاد سے ہکا
 جیسے گرس زین بہ تیرے ڈوٹ کر
 زین کا وقت سے کوئی مال تھا تو نہ زن
 بھائی کے غم میں کرتی تھی ذوق کی لین
 بابا کو رو رہا تھا کوئی اٹھ کر خیر تن
 ہے یہ وہ خراب دہ سو کھٹے جان
 شرمندہ ایک ایک سے بڑھنے لگے تھیں
 مٹھم طرف سے بھوک کے رنے لگے تھیں
 آس قریب رند نہیں میر تر
 سوچا کہ کھڑے ہاؤس کچا شاہ کیا
 امرا وارا اسر سے علم و نول کا
 پتہ ما اور اسکو تکیہ بے سند کے دکھایا
 کھولا کہ سے جاکر کم بندہ مرتضیٰ
 دیو اکم کو مقام کے خزانہ مرتضیٰ

Re
 1000

مجلسه ۱۲۸

100

1957-1958

[illegible]

21

۱۰۰

100

مجلس ششمین

وہی ہے جس نے

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۸

مجلس

۱۷۹۸

Re

卷之五

100

۱۰۰

Handwritten signature

۱۰۰

9.

130

100

—

100

میں نے اسے

ناگہم بن کر کلم شکر بلا ہوا
 زینب لباسِ ادا پرانا چھٹا ہوا
 دیکھو تیرا کھیت میں ہو گا دھرم ہوا
 وہ جو ابی باس بجلی سے ارشاد کیا ہوا
 ہنس پھوٹا گیا جس شہر نشہ پینے کے
 ہو کر کہہ دیتے تھے وہ اللہ پرست کے

منتظر رہ کر تیرا کھن ہو کھن
 بدرم جبر و خن نہ تیرے کمر ہن
 ہاں تم کی جاویم جو بزم ہن ہو کھن
 مہلب قویہ ہے آگے مہر ہن
 کوئی پھوٹا لباس کہیں دوست نہیں
 پورے میں ہوں آگے جس کہ بھوک نہیں

مہر تو ہم تو خوش کھوتے جالیں
 یاں میں کو کھوتے ہی تو تھے قیامیں
 بھرا کہ بال بھرنے کے تھے قیامیں
 کہتے تھے کو اوارا تھا اسو اسو جالیں

بہرہ کی نہ زارا دی اوریل کو
 کوئی حزن کو کوئی پکاری ہوئل کو
 غنہ پھلا کی قیاس سے کی دہل کو
 اک مہر جتنی تھی پیار سے نہ کھوئل کو
 اہم کا نام لکھ کوئی فاک ادا تھی
 عباد کو غرات سے کوئی بات تھی

تم ریف لائے کہ میرے وقت اتم ہے

پچھانے یہ کون بلائیں اس کو ہے

ہنسے یہ بھارتیہ جن جناب اتم ہے

مترن انہیں بیت رسول قرید ہے

مولائے بیکار کی امیری کو دیکھو

اور رق میں اس پارس فیتیہ کو دیکھو

پہننے تختہ یزید ہر نیا شاہ بے وطن

بھل بھل کے پارسہ پڑنے کیا کو فتن

بھائی کی شان کو کھڑے کرنے کی ہیں

مگر نہ بے وقور پیکار کی وہ خرم تین

ہم سب مل کر مزہ مرده اور بزن پکھ

قوالاں بھائی جان کہن بھی بین پکھ

تاکاہ لائی رشتہ کن بہت مرقم

بھائی کو دس کے ٹھہرے کیا کو ختم و

استادہ قیدہ درویش نظام کہ کیا

دیکھتا تو میرن وہ زیادہ چھٹا تھا

خمرت نے اور چاک دہ رشتہ کن کیا

پھر حیدر شوق لگ میں زیب بین کیا

بھلائی تھی کوئی کہ احسان پکھ

بہن بھری پیار تھی اسان پکھ

بدوار پڑوں کی وار تھی اسان پکھ

ہم سب کو پنے لال پہ تران پکھ

در در نہوں میں عین سے اسے غم میں

مظالم کو بلائی بلاتے ہم میں

۱۱۵

شہزادہ کو خوش رہا یہ پہلے پہل بہن
 بہن بھتیجے سے مل کر شہزادہ کی بہن
 تم بھی پڑھو دیکھو کے رشتہ کن بہن
 میں تو وہ بول رہی تھی کہ کن بہن
 میں کن کا حکم ہے نہ کہ کن کا حکم بہن
 نہ کہ وہ ہے بلکہ میں ہی بہن کا حکم

۱۱۶

بہن کا حکم کہ بہن بہن کا حکم
 بہن کا حکم کہ بہن بہن کا حکم
 شہزادہ کو خوش رہا یہ پہلے پہل
 تم بھی پڑھو دیکھو کے رشتہ کن
 میں تو وہ بول رہی تھی کہ کن
 میں کن کا حکم ہے نہ کہ کن کا حکم

۱۱۷

بہن کا حکم کہ بہن بہن کا حکم
 بہن کا حکم کہ بہن بہن کا حکم
 شہزادہ کو خوش رہا یہ پہلے پہل
 تم بھی پڑھو دیکھو کے رشتہ کن
 میں تو وہ بول رہی تھی کہ کن
 میں کن کا حکم ہے نہ کہ کن کا حکم

۱۱۸

بہن کا حکم کہ بہن بہن کا حکم
 بہن کا حکم کہ بہن بہن کا حکم
 شہزادہ کو خوش رہا یہ پہلے پہل
 تم بھی پڑھو دیکھو کے رشتہ کن
 میں تو وہ بول رہی تھی کہ کن
 میں کن کا حکم ہے نہ کہ کن کا حکم

دیکھا تو بوائے کز شکر بزم پہ	بلو دلدل شہ نہ بارو گر کیا	کے جو میں فلک بزم طحا بڑا ب	مست مریا کیا عقل کی راہ کو
وہن پر کیا کہیہ کیا بھڑے کر چھ	اور صبر میں کو غیرت برہن تم کی	بچے والی اسی درد بول فلک غائب	مہر سے فریغ دیا وہ وہ گاہ کو
مہاجب کلمہ ہر چہ کرم سہا کی گھوچ	گویا زبان حق سے نہ تین لگا کی	دستا کو دوستوں کے لڑکھانہ ب	یتا پیا قلع پہ ابھی کسبہ کو
غزبت میں سب کو چھوڑ کے نانا گھوچ	بچے کے دل میں کھلے بہتوں کو کیا	بائیل کو دوستوں کے سب سے غائب	ماوی سنہ دی صبر اہم کو
ناخدا نامادوں کو توڑیں ہے	زین صفا تو اسی تم پر یوں نمود	نظارہ دینت کا ہمراہ اقترب پہ نور تھا	ایک تہہ رس سے لے جی ہے تو یہ گاہ در گاہ
انہر کے پاس آپ چھپے ہائے تو ہیں ہے	سپہر اسلم اعظم کرب و روز قی	دکھت ملتی ہے آپ بس غضب تو وہ ملتا	ہلو کچھ تو گاہ غیب سری الال کا مہر

جو لاکھوں کو فانی کیا تھا
 ہنر و حیل سے بہت غلام ہیں
 ہم ان کے مقتدر ہیں ہم ان کے دام ہیں
 تم و مول قیام علی صفت شام ہیں
 جسے قافلہ ہے خدا کی ناز ہے
 اعدا سے استرازا ہے ہم سے نیاز ہے
 چاہیں کہ اوثاق ہیں اس شخص سے
 اور اک سے اک میں فرق ہوا
 کہ باد ان کے چہرے پر ہے خج کمر
 بینکوں سے ملتی ہیں نہ آدم کے کمر
 ایسے ربوں و قہیب سے وہ قریب ہو
 بی بی ہرگز نہیں ہے کہ حق کب ہوا
 چاہیں کہ اوثاق ہیں اس شخص سے
 اور اک سے اک میں فرق ہوا
 کہ باد ان کے چہرے پر ہے خج کمر
 بینکوں سے ملتی ہیں نہ آدم کے کمر
 ایسے ربوں و قہیب سے وہ قریب ہو
 بی بی ہرگز نہیں ہے کہ حق کب ہوا
 چاہیں کہ اوثاق ہیں اس شخص سے
 اور اک سے اک میں فرق ہوا
 کہ باد ان کے چہرے پر ہے خج کمر
 بینکوں سے ملتی ہیں نہ آدم کے کمر
 ایسے ربوں و قہیب سے وہ قریب ہو
 بی بی ہرگز نہیں ہے کہ حق کب ہوا

اے اہل حق و سچ! کہیں جاننا چاہو
 کہ پورے دنیا میں کون سے لوگ
 حقیقت سے آشنا ہو کر کون سے
 حقیقت سے آشنا ہو کر کون سے
 حقیقت سے آشنا ہو کر کون سے
 حقیقت سے آشنا ہو کر کون سے

وہ مسخف کا بول کہ میں تو اللہ ہوں
وہ اللہ ہوں کہ میں میرا کام ہوں
انجام پاؤں تو میں شایاں کیا ہوں
شایاں کہ شایاں تو میں کیا ہوں
کیا اللہ ہوں میں کیا ہوں
کیا اللہ ہوں میں کیا ہوں

۲۸
تب تفتق شمس صبح از غنای خورشید
جہان پر تابان و دلجوئی بندہ تو را بخوار
کہ تو تھیں چو کا کا فدا اسرار میں یا نہیں
دہا چھو چو کہ میں کیا سائنات میں

[illegible]

۱۹۲
 ستر کلام میر محبوب کلام
 ستر صفت و ذوالکبریا کلام
 دیکھو تم نے قریب کلام
 تم کو کیا کہ تم سے یہ کلام
 ان کے فصیح و سلیس کلام
 دوست و غیر قاصد پیچیدہ کلام

۱۹۳
 پہلو پہلو کلام و بہ کلام
 بانہی کہ کمر خفا کلام
 نہیں کہ کمری باغ کلام
 گدا گدا کلام و کلام
 غم و غم کلام و کلام
 ہر گھم و غم کلام و کلام

۱۹۴
 ہر گھم و غم کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام

۱۹۵
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام
 پہلو پہلو کلام و کلام

زبانِ دروغ بجانِ پروردگارِ حق
 پیوستہ دوزخوں میں جہنم کی آگ
 تاکہ میری سرخس نہ ہو نہ بجا
 ہاں قافلوں میں نہ ہو نہ بجا
 دوزخ میں سواری برقی خالوں میں
 جہنم کے فیروزانِ امام زمانِ عجیب

واللہ اعلم
 گدیش سے گدیش جو ہو اور ہو گیا
 ہر کسب کا دائرہ پر کار ہو گیا
 ثابت ہوا کہ قطب بھی یہاں ہو گیا
 ہم اکیلا جہنم کا شاہِ ابرار ہو گئے
 افلاک میں نہیں علاجِ ابرار ہو گئے

میری کوتاہی نہ ہر اک تار گرا ہو
 یہ سلام کر کے ادب سے الگ ہو
 یزید کی فکری بھی تم تار گرا ہو
 انگریزوں کی فکری تیرنگ ہو
 یک دھڑے میں جہنم میں بھی ہو گئے
 پھر قدر و قیمت کو بھی معلوم ہو گئے

جی بہت دیر نہ تھی نہ جی باگ
 جیسے پند پھلتا ہے شمع سے باگ
 وہ بہت فتنہ و دیکھ بگیاں سے باگ
 جوں کے یوں ہے پریشانِ جباگ
 دنیا میں بھی اتم ستیاں نکل پڑیں
 ہیبت سے پیر ہوں کے دوزخِ ناک

پہلا سوار ترقی کر دے گا ۱۱
 جیسے بڑا پڑھا فرس نامہ راس ۱۲
 کوئی زبان بیان کیا نہ واقعات ۱۳
 بھیجا ہے اور اس سے بچے پوروں کارن ۱۴
 قوم کو کل نہ پڑا دل و کارن ۱۵
 کہ ہمارے بچے ہیں بچے بچے بچے ۱۶
 پورا لکھبر ہمارا اشارہ کہیں سے ۱۷
 اس فاقہ کش حسین کی مانی ہوئی ۱۸
 ان کا جگہ ان سے نہ پڑا ۱۹
 پتی نہ تھیں رہے نہ آہ کھنکھ ۲۰
 کہ یہ تو تم نے بازو سے بچا نہ ۲۱
 رکھتا ہا تھا قصبہ یہیں تمام ۲۲
 قہم کہ تو اب بھی تو ہے تمام ۲۳
 درمید جان لوں قصبہ یہیں ۲۴
 یہاں پہنچتے پہنچتے ۲۵
 اس گھٹا جان پہنچتے ۲۶
 فحلت کہ دے گا ۲۷
 جو ہے عورتیں کے تہم بچا ۲۸
 سرگرم ہیں تہم بچا ۲۹
 اور اس ملک کو بہت مگر ۳۰

موت مر غرضِ عقابِ قضاوار
 جسے نہایتِ غنیمتِ دہ لہ لہ اوار
 کہم چکارِ احوالِ قریبِ نژادوار
 رہنمائی کی یہ رنگ و رخِ انبیاوار
 اگر آئے تے کجی سوئے عہدِ فوجگار
 ہا ہا سیتوں میں پہ لہ لہ اوار

عقابِ قضاوار وہ بیدار پیر
 یوں پہلکاتِ جلال کو چھلکائی
 چار آئینے موت سے دو کو تلکائی
 پھر تلکائے کس پر مثال دلائی
 اسی بوجھ بگاڑ کے سر کے بجلائی
 غلِ عقاب کو بھی وہ ناز و سخی کی پہلائی

دو رخِ بربادہ شعلہٴ فخرِ جہا
 دہوار کے بوجھ سے تلکائی یک جہا
 خود دگر دل و گوشتِ سر پہ جہا
 سب تلکائے فخرِ اچھڑا تلک جہا
 میدان سے دور فوج کے نازی بولک
 تپتوں سے تلکائے فوجِ ہمار دلائی

سببِ ہشتِ رنقِ اسلام کی قہقرا
 اس میں تہمت کا یہ تھان لایا کرا
 جی کو یہ پیر پہ لہ لہ اوار
 یوں جی پھلے دم و دل کے تھوڑے نکلا
 نہ کوئی تھیں دہن پہ نہ فرقِ قویں
 تھقی تلکائی تو دیں ادا کر تلکائی

کہ وہ ہیں مومروں کی صف سے پہلے
 شجاع پیداوئے کم ہوا رہی
 گہم پیشوں کی تلوار تلخی
 ہوا ننگ پونگ تلوار تلخی
 تمام بوش فاش کی ہوا صف چاہی
 چار سے نہیں پہنچے تین کو دیکھا
 خمی

چین چین کی مہر میں تلخی
 پناہ تو ملے توڑیں تلخی
 زین کی طرف سے لڑیں تلخی
 جہر اٹھایا تو بڑے تلخی
 گونستے لڑا کچھ قاصد تلخی
 بدمیلاؤ تین دو دم تلخی
 دم دیکھو دم تلخی

بڑی تلخی اب تیر کی برسات غور
 میں تلخی فتنہ کی آگ کٹا تلخی
 میں نصف میں گرتی تلخی اب پٹا تلخی
 میں ختم پٹا تلخی قمر دل زبوں
 دس دس کے فتنہ ہارنا تلخی
 اچھا بھلا تو چاک تلخی
 تلخی

ململم تلخی سرمہ سرمہ کی تلخی
 تلخی تلخی کی پشت پر تلخی کی تلخی
 قلاب تلخی تلخی کی تلخی کی تلخی
 فتنہ دل موم تلخی کی تلخی
 دریا سے فتنہ موم تلخی کی تلخی
 تو دلہا ایک تلخی تلخی کی تلخی
 تلخی

۱۱۱
 اشرار ہم تنہا کو در کا امام نے
 اور دست بزم یک اعلیٰ ایسا نے
 دنیا سے با عطا عطا یا تم تشنگانے
 پھر مہمان سے کھیر لیا فوق شام نے
 تیر نکالوں پھر عطا نہ ہو یک باغ پر
 جیسے غارت خوار پہ پہلے پیر غار پر

۱۱۲
 ناگاہ غل اٹھا کہ وہ دھانی بیابان
 تھا عطا لگ کر غل خالی بیابان
 قرضہ زور زانی ہے یا حسین
 کہ جو حال پھر وہ بدی ہے یا حسین
 دکھلا پکے جلال - رنجی دکھائے
 اب کبریا کی شان کرئی دکھائے

۱۱۳
 غل بے عجب تیرے درستی
 ہر تیرا گھولے بارے حق ہوئی
 انگشتی کا عطا کمال ہم کرنی
 غل نے یہ سمٹ کر کہ تیرنی
 جس اٹھائی تیرے کو انور دین پر
 بس تھارے جسم کی صورت زین پر

۱۱۴
 ہر تیرا شہر ہوسہ شہر
 جس انورے تیرے ہر مرے قبل ہوا
 کہ یوں سے یوں لگوں کی طرح ہو گیا
 پیچہ زور پیچہ زور کا بے گول ہوا
 رن کی زین سے تھیب ہو گئی

نالاہ ریاست سے خوشی میں
 جو اکال میں تیرا سر پہلو پہنچا
 بالکل بچا تھا تیرا سر پہلو پہنچا
 چھٹے ہی دورہ ہو گیا وہ ناوک بچا
 ہر پہلو بچا تھا شہر میں خصال
 اور رنگ بچا تھا شہر میں خصال

کھنکھناتے ہوئے کھنکھاتے تھے
 زین کھنکھاتی تھی دھڑکیاں
 چلائی تھی ایک تھی دھڑکیاں
 سب تھی پینے کی پینہ
 جو تھی اکو تھی اکو تھی اکو
 کوئی بچا تھا تیرا سر پہلو پہنچا

ناگم نام ایک گھر کا ایک
 پینا ہوئے تیرے پینا ہوئے
 چلا رہا ہوئے تیرے پینا ہوئے
 سب چلا رہا ہوئے تیرے پینا ہوئے
 قزوین میں چلا رہا ہوئے تیرے پینا ہوئے
 قزوین میں چلا رہا ہوئے تیرے پینا ہوئے

تیرے بہن بھائیوں میں
 پناہ تھا پناہ میں
 دھرتی تھی تیرا دھرتی تھی
 اس ادب کی جا ہے کون کی جا ہے
 نہ صرف تیرا نہ صرف تیرا
 موت کی جا ہے تیرا موت کی جا ہے

نام زیب کچھ اس نہ تیا پیا پیا تیں
 جہم غم سہم ادا کھلایا پیا پیا تیں
 خلق حین میں پیا پیا پیا تیں
 شہر مہول جم میں پیا پیا پیا تیں
 سہا اگر نہیں تو یہ کی کا نام ہے
 قس نام توں رسول نام ہے

سب تیرے بگڑا ہستیا گاہ ہے
 فراق کو آہ تجھ ہوا تو گواہ ہے
 نمونے کے نیچے گنج عوام گاہ ہے
 بزم بھیاں رکھتا ہے مری دو مہر گاہ ہے
 قلم تیرے ہاتھ وہ کہتا ہے پیر گاہ ہے
 کہ تیرے باب و لکڑیوں کی نہاں گاہ ہے

چو بے صفی کا کہ ہم کہے ہیں ہم
 سو یہ غلم کہتا ہے تو کیا کہ جانت کہ
 دیباقت کہ اس اور میں سے تو بوجہ بفر
 ہستیا کہ کہ نزدیک وادھا تو بے نام
 ہاں ہاں میں تمہاری فاقہ کا زمین ہے
 ہم احسن ہے اس میں ہم احسن ہے

نہ نام ان مقاموں کی تو زیبا ہے
 مہر توں بھی وہ بیستہ سال ہے
 رہ رہ کہ ہم اچھا نام تو بوجہ نام
 سرنگ مہر نے اچھا نام تو بوجہ نام
 پیہر کے گلے سے تو بوجہ نام تو بوجہ نام
 بچھا ہے اس سال کہ نہیں اب اور نام ہے

۱۲۶
 توئی کہ نہیں تیرے پیر کا پیر ہے
 حق کی کائناتیں یہ اک شے ہے
 اسے کہیں جس کے ذوق کو ہے
 اس کو ذوق کہ تیرے قواسما ہمارے
 دیکھیں یا تیری زریں زمین پر ہے
 ہمیں تیرے سیمتہ زنجیر پر ہے

۱۲۷
 پہلی تہ قبائلی غم کے کیا تھے میں
 کہ نہ جلاؤں غم کو دم بوجھ میں
 کہی نہ کہ نہ زرتھاری ہوں بوجھ میں
 پہلے پہل میں ہوا بوجھ دل میں
 غم ہوا دل میں تو بیابان زرگی
 جہت سے دست بوجھ کی میاں ازلی

۱۲۸
 ہوا کی گل کی تیرے پیر ہوا کی
 نہ زینت ہے یہ پیر ہوا کی
 نہ پیر ہے کہ کون تجھے دیکھتا ہے
 نہ پیر ہے کہ پھر گئی تو بے دردا
 یمن کے لیے تیرے جنت ہوا کی
 بی بی تیرے پائیں نہ اسے ہے پیر

۱۲۹
 غم کا نہ جس سے کلا غم چین
 غم تو پیر ہے کہ پیر چین
 قاتل کا ہوا اور کلا غم چین
 کہ از پیر ہے غم اس کے چین
 جو ان میں تو نہیں غم اس کے چین
 تیرے تیرے بار کی سب پہاڑ

۱۲۱
 اور وہ تو بہت خوش ہوا افضال کر دیا
 مجھے نکلے دیکھ سلطان نامہ
 جب پتی شہ کے لاشے سے توڑا
 پتھن میں بے پیر کو جڑا کی چٹکی
 کتنی ملتی وا حسین کے تیرے حسین کی

۱۲۲
 بھلا قرآن کب نہ سہلقت کی حیا
 رات ادب ہے کہ ہفتل کوئی کیا
 لاشے نہ ہاٹھ لیا کی تھلا رہ گیا
 لیاں کمر ہے فاقہ بردہ تین کا
 ستارے ہاتھ ہے پیرہہ تین کا

۱۲۳
 حلقہ میں شہ کی لاش پتہ پتہ
 کمر کا مہر افشہ کھول نہ لیا
 دہ دار کی نہ تین تین شاہ ادھیا
 باقی بدن میں ایک پھل جا سہ گیا

۱۲۴
 و شہ پتہ پتہ و ملک فہم توانا
 سنے کئی زمین سے کہ اسمان ہوا
 اگر زمین پتہ پتہ کی تھلا پتہ
 زمین پکار کی تھی تھلا پتہ
 وارث میں کوئی برہنہ پتہ پتہ
 اسباب اب سے پتہ پتہ کی لاش کا

۲۴۴
سجده

ما ائير اكرهه

ان خیر باتیں

الحمد لله رب العالمين

دنیائیں اپنے خاص طور پر

مرنے کے بعد قاف

جہانگیر

١٤٢٠

الحمد لله رب العالمين

مجلس شورای اسلامی

منه

ایک روز کے نام پر


٦٧

مکتبہ اسلامیہ

دین محمد علی خان

بسم الله الرحمن الرحيم

مجلس



مجلس

پہلی دنیا کی جنگ کی یادیں

میں خلافتِ ہند کی جہاد میں دیکھ
ہندو اور مسلمان

صاحبزادہ مولانا غلام محمد

۱۰۰
 یارب بخش قرین مژگین
 تصویر نگار دین و دنیا
 او گشت هم تخم فوج جلال و عزت و کلا
 لعل شاد زاده روح الایں و کلا
 محی مری عزیز گزشتیں کلا
 پھر خدیجی بلائے و بندہ پیشی کلا
 ۱۰۱
 یارب کج جان تین و دین و دنیا
 بجز سگستیم پادشاه و کلا
 طالع و زار و سب و باں و کلا
 بدل خمر فضل حق و کلا
 اہلکار جانیں گزشتیں و کلا
 دسم کب امادہ کشتیم براتی کلا
 ۱۰۲
 یارب پیل و انفاق کی دل و کلا
 کسب فلم پیل گزشتیں و کلا
 تیز و تیز پیل کی دیکھو کلا
 دسم کب اب و پیل نم گزشتیں و کلا
 دیکھوں ماز و پیل نم گزشتیں و کلا
 رخصتیں و پیل نم گزشتیں و کلا
 ۱۰۳
 جلال و بال و قوت میں و کلا
 پوچھو فلم پیل و کلا
 رسم پیل و کلا
 روضتیں و کلا
 بعد از و کلا
 بل غل و کلا
 ۱۰۴
 لٹ پیر و انداز و کلا
 لٹ جنت و کلا
 لٹ جنت و کلا

اک جان اور ہزار تنہا ہے کہ تم
 دوست کو شوق منہب اعلیٰ ہے کہ تم
 پوئیری باگمیں کی کیا ہے کہ تم
 بننے کی سے از رویہ ہر پاس ہے کہ تم
 قابیخت میں روح واق میں ہیں
 تم بھی نہیں رہنا سے رفتہ میں دل فانی
 ہیں اک طرف حیات بھی قلعہ ہے
 پیری گو مجموعہ دووی اہل پاس ہے
 ہم ذوال لائق ہوش و قواس ہے
 لا قفلہ کا تر فقا سے اب پاس ہے
 اب تم کہ بلا سے عجیب ہر کمر
 اپنے عین پیار کا حد نہ دیا کہ
 عین پائیں ملک رہ نہ آگاہ ہونا
 تم میں شہب ہے تو پیریں دانا
 اوجہ سے ہے علیٰ او اقبال کو بونا
 ہر رنگ سے ہو رنگ کے از رو کارنگ
 مٹاؤں اس زینت پیل نہ نہ کہنا
 جیتاؤں کہ کرباب سے میں نہ بونا
 دل ام کہ تیرہ قدریں تانے
 اکھوں پہا شہب میں نہ تانے
 بے آئیں کہ بچہ عذاب نہ تانے
 زیادہ اخلاص کہ اب غلہ اسے
 انور غیہ و شاربو اپنے وحی کو بچھ
 میں در و پھیم ہاؤں و وحی کو بچھ

ان طائروں کا جلد نہ بچو تو مین
 چو یہ آب نغم کو آب بجا نصیب
 دیکھ لاوہ قند اور دروغی کی تیرین
 کہوں کہ میں تم کو کھانا نصیب
 دوشم نصیب کہ سفر کر بلا کدس
 رشتہ القوس کو بچنی نیابت ہو تو مین
 جابی ہو باوجود افلا بیت اکم اموا
 بیروانہ راہ راہی دار النفاکات
 غم نہ فلاح دور دروغی تیر تیر تیر
 ییو رہت پکی شرم و حیا تیر تیر
 حکم ہے سہ ماہ عطل تیر تیر تیر
 خاک در حین جو یہ کم نصیب ہو
 ذر س کو ان میرا غم نصیب ہو
 میرا نصیب انا شرم راغب کیا
 نہ دیکھتا یہ رہ گیا گنج گریا
 زور بر بن قمار جو تو شرم گریا
 شاہ نصیب دی کہ سرفراہ گریا
 بب ایک فقیر جاہ نامہ بھی سرفراہ
 ہر ہے میرا نصیب کا نصیبی کے نام کا

پہاؤں بہت فکیر ہو اس سر میں پیتا
 وہ سر کو لڑنے پہاؤ در شاہ میں پیتا
 صیغوں میں اس کے ہوتے تھے تیرے پیتا
 حسین لاجل کی پیر کی میں پیتا
 بہ کل خاک پاکیہ در فدا تو پیتا
 گشتیم کہ قباب کی جی بہ تو کس

روح القدس کو مبارک در خیال
 اتم کو برین در کو صفت ملک پویش
 جگہ غیب شاہ تیرے ملک استال
 پیادہ جس نے تو شعلہ اس کے پویش
 جس کے ہوتے تھے خدائے سلجوقی

بے لولہ شاد و در دم آفتاب
 رہنے نینا نہ لے لیتی در آفتاب
 کہوں کہ بلا تجھے جی ام اشتیاق ہے
 جگہ تو کو بہت شوقیارت میں ہے
 صاحب سے اپنے کہ نہ بلالیں غلام
 اس نہ دیں یہاں تو بلالیں غلام

سب نوزہ شادی کس الفدا
 بے میوہ اگر کہ تیرے ہوں خوش پویش
 حلا کر بلا مال کہ تیرے ہوں پور دیا
 سے مارے یہ کہ وہ لائیں توں پیا
 ذرہ تو نے تو مزار کہ تیرے
 کہ میرے گل چھان رہی کہ تو نے

[illegible]

کہ درخت میٹیں اسی میں نباتات ہے
وہ نباتات کا ان سے نباتات ہی
ہے جو بہت ہی ذات ہے یا ان کی ذات
ہے کہ ان میں نہ ہے گیہو کی نباتات ہے
جس کا اور کام ہے گیہو کی نباتات ہے
جس کا اور کام ہے گیہو کی نباتات ہے
نسخہ - اُس

کہ حق یہ ہے کہ ہر شے میں ہے
ہاں انہی کو کہل ہو میں ہوں یا وہ نہیں
ہے یہ حق کی دین یہ انجام شادی
ہے پوچھا تو نام بولی یہ غفلت ہے یا حق
ہے یا نہیں ہوں وہ مرد تھا حق

مذہبوں اور شان معصقانہ حق کی انہی
بجائے کہ غایت میں ہے یہ حق
کے کہ شاعروں کے میں حق کی غلطی
حاصل سے لوں غلامی حسن بیاں کا حق
میر ان تقدیر میں اس حق میں حق
اب سب سے مستحکم ہے حق کی گئی

مذہب سے پورے شان و گلستان میں
بہت کہ بیلوں سے زرگی نمونہ حق
کہ حق میں حق ہے پورے شان و گلستان
اس میں حق ہے پورے شان و گلستان
میں ہوں میں ہوں یہاں میں ہے پورے شان
افسانہ میں حق میں حق پورے شان
۲۲۸

اہمیت حسن عقل کہ عشق خدایہ
 برباب چشم ہم آہ بختیار
 منت وہ کی کہ دل کی زبان نہ فریاد
 تیرا تیرا شکر گنجی کہ بلایہ
 بارگاہ عشق کے حال میں ہیں
 شہر خدایہ عشق کا شہر ہیں
 چو نہیں ازل سے خدایہ ہیں
 ہم سب میں صاحب ہیں حسین ہیں
 گلزار حسن کے گل انجیر حسین ہیں
 یوں کہے باغ عشق کے گلچیں حسین
 کی حاجت فخر وہ فخر کے فخری نے
 جو مان کی خدایہ خدایہ
 دل تو بھول کہ عشق خدایہ جمال
 پلا حلقہ عشق کی یاد عشق جمال
 وہ کیا بچاؤں ہم شوق تو جمال
 شمع مراد گل گل اسیر جمال
 یہ بار قایل شہر خدایہ رخت
 تو گل نہ بہتہ ایسا کہی مراد جمال
 وہ بار یکہ تھک میں رگ پر گل
 ہم کو دل توغی تم ہم پر گل
 بھائی داد تو شکر میں رگ پر گل
 یہ دل غم کی بنی نہ سے کی تو گل
 ہم کہہ پاد اٹھاتے ہم کہہ پاد گل
 ہر شے غم کی دل تو گل پر گل
 ہم کو دل توغی تم ہم پر گل
 بھائی داد تو شکر میں رگ پر گل
 یہ دل غم کی بنی نہ سے کی تو گل
 ہم کہہ پاد اٹھاتے ہم کہہ پاد گل

عہ شہر خدایہ عشق کا شہر ہیں
 عہ شہر خدایہ عشق کا شہر ہیں

۱۲۱
وہ بار یکا تھا دیر بروری اہل بیت کی

۱۲۲
میت کی حین نہ است کے واسطے

۱۲۳
یہ بار جب پندرت کر لیا تو ا

۱۲۴
بننا وہ ہے درد کم تو بال حین کے

بہوار فی وجہ پوری اہل بیت کی

کر پیدیا یہ بار شفاعت کے واسطے

ار شاد و اجمال کا یہ درد لایا تو ا

یہ کلیم گوئی کے شرف اہل حین کے

پتوں کی موت۔ فوج گویا اہل بیت کی

بہزہا کم کہ جویت شہادت کے واسطے

است است ا حین بہت تو شرفا

تو حق کے تابع نماں حین کے

۱۲۵

دیر باروں میں برتے سر اہل بیت کی

سب کچھ کیا جنوں کی رحمت کے واسطے

ہر توفیق کی دین میں کی سب کچھ کلاما

ہند سے خوار کے بندہ احسا حین کے

گیاں سیکستہ شاہ ہیت کے واسطے

غزبتیں تھے پوں سے اک کھلائے

تو توفیق خدایہ خدایوں کا توفیق

کہ لڑیام بار رہ حق میں کم دیا

تسلیں کو مل پڑتے تھے کے واسطے

است کو حینت دی تو افتیں لگے

تو توفیق خدایہ خدایوں کا توفیق

بہر پستیزوں کو بیکوش کر دیا

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

علا خطہ لوح حدیث قدسی مذکورہ بالا۔ حق تعالیٰ

اب فرغ عین سب کب خیال میں ہے
 دن میں عجب صورت حال میں ہے
 دن و رات کچھ بے وقت و حال میں ہے
 ہنسنے بولنے کی پیاسی سب میں ہے
 ہنسنے بولنے کا فائدہ کیا ہے
 صورت ہی نجات کی اور نہ خواہ ہے

وفا کی جیغہ نہیں برا اٹھانے کو
 اور ایک دن بچہ دن بھر اٹھانے کو
 اکبر کی لاش صدمہ اٹھانے کو
 دینے سے ہاتھ بندھ کر اٹھانے کو
 کہہ سہیں نیکو نہیں اٹھانے کو
 ہم سے بچے کیسے نہیں بڑھانے کو

جب دیکھتے ہیں اُن کا علم تو علمائیں
 کہیں لگے ہوئی دیتیں پڑتی تختیں
 دکھائے اس حال میں کہ نہایت ہیں
 اس کے ساتھ چاہے وہ کھڑے ہیں
 درجہ فوقانی میں کے سے ظلم کیا
 یہ تک ہونے دیکھ کر پیر کیا
 زین الجبار اور ازاد است تبار کیا
 زینت کو اپنا صاحب نام تبار کیا
 بارے میں کج فہم دیں بہ تبار کیا
 بیہوشم موت کا ملک موت لبار کیا
 ہم کی قربانی ہے نہ کہ تبار کیا
 جیسا چاہیں کہ پڑتی تختیں
 قلع

سہل نہیں حضور نہ بہلا دیا ہے
 وہاں نہیں کہ ایک نہ بھلا دیا ہے
 امان نہیں کہ گھوٹے میں بھلا دیا ہے
 زینت نہیں کہ ہم کو فرما دیا ہے
 گھر ہوا کی جھلک نہ شاہ مرہٹوں
 سہل نہیں کہ ہم کو ملے یہ یمنیوں

بدلتے سے نکال کر دروازہ کھلا ہے۔ اب رن وکھر سے آجکھا ہوا ہے

یہ بولہ کی پینہ نہ لہرا بھول کا دم
 کہ نہ غور کی شہ دہستہ کچھ نہ
 علاقہ سے غور کی پہاڑی کیا کم
 خاموشی سے حضور کی کیا کم
 کیا دواروں کو کھلی جا رہی ہے
 اب ان کو جانیگا وہ معلوم ہو گیا
 زینت تو اب دیکھتا ہے تیرا
 جیٹا اٹکی لیکھتا ہے تیرا
 دیکھتا ہے وہ تم کو کہ میں شاہ کیا
 کہ میں ایک پستہ ہے بڑی قوت والا
 جگر دہانے کو کہ ہم کلاں کی ہیں
 جان اپنی دہانے کو کہ ایک جہاں کی ہیں
 جیٹا اٹکی دیکھتا ہے تیرا
 جیٹا اٹکی دیکھتا ہے تیرا
 جیٹا اٹکی دیکھتا ہے تیرا
 جیٹا اٹکی دیکھتا ہے تیرا

۵۲۵

مگر سے تو قیاب ان سے صفات و قیاب
مگر دن سے غمی بایں کجا تو قیابیں ہم
ہم مقول سے کجا تو قیابیں ہم
کہنا کی شیم جان کجا تو قیابیں ہم
روٹھیں تو قیاب تو قیابیں ہم
چو پنی فند کی ہیں کو ہیں پھر وہی کی

۵۲۶

۵۲۶

ایسی ہائیں بہن کی ہیں غمی تر ہیں
ااں کو بھاتی ہیں پوچھی کہ بھاتی ہیں
ہنر کی ہیں ہم از نبوب پیہ ہم کھاتی ہیں
اس جیتے بھارت کو بھینا جاتی ہیں
ہوا در زانہ را تھے وہ قتل میں ہیں
لب برف تو ہے سب کہ بھارت ہیں

۵۲۷

شریبے بہ بھارتی کے چار انہیں ہیں
اب رو رو پوچھو دھمیان تھار انہیں ہیں
اتھار کے قیاب کایا را انہیں ہیں
کوئی خوار کے سارے پتیا انہیں ہیں
عشر خوار کا روز ازل ہم جڑ ہیں
دینا ہیں کہ کس وعدہ ظلم کے ہیں

۵۲۸

ہو تو اپنا پھر کیا کہ یہ پوچھ کر
ناواں پہ شمشیر شمشیر اسم ار کیا
بہر ختم کجا سے بھارتیوں کو کیا
مشرق خدائیں سب سے بھارتیوں کو کیا
مصرعہ ہر شکر سے بھارتیوں کو کیا
تجلیہ کو با توبہ بھارت کے استادہ ہو گئی

پہلائی لایب کا پیکر وہ نور مجھ کا
 سہ خالق چیل تو رہو مرا گواہ
 تیری رفعت کے واسطے ہوتی ہو تیرا
 بچپن میں دیم لیتی ہو دل و عین کے
 تیرے دے بول پر احسان کے تعلق
 بیا کی تیری راہیں قرآن کے تعلق

کی ذرا کچھوں سے ہم کما ہوں
 بیک لے لیکے رفعت منہ بکما ہوں
 رہائی حق سے فہم اہل کما ہوں
 ہائیا دوست بیگ میں ہاں کما ہوں
 چھوڑا نام ظالموں نے کی بے بیانی
 چھوڑے کہاں سے تیرا پیرونی ہاں

وہ بارگاہ ہو گی فانی حسیں
 بہر نخل کے سروے میں زینت ہے
 چھوٹی لکھتہ فاطمہ کے نور عین ہے
 فوجی امیر سب کی شہر شہر ہے
 سو حق ہے جہ فاطمہ سے شہر ہے
 پیٹے سے دے فاطمہ سے پاس ہو گی

ابیاں وہ درون کا وایت کرتی ہیں
 لوح گویہی ہو فوں فوں
 ہونے کی اہلیں فاطمہ سب خدا کو ہیں
 زینت سے کی محلی ایک ذمیت ہیں
 رن میں علی ہوئے کو درشتی کی
 اس وقت کے لئے حق و حیرت ہوئی کی

۱۱۱
 کہ پڑھوں عین کی اس دھوم دھکم
 بجائے اڑیں جو نور کے زعم امام سے
 میدان جنگ بوقتہ بالا کلام سے
 عصیان کو دودہ باش کوں غوغا سے
 کچھیں کہیں تم سب کی جوہر کی
 دیکھی اس زمین میں سواری ہفتور کی

نسخہ
 دودہ بک سلاطین کو دارالسلام سے

۱۱۲
 آیا جویں سلطنت شر کا علم
 دیکھتا ہفتور کا آوازہ کرم تم
 کہ کیا کہ علم پیوں کے میں ان شہر
 کہیں کا جلال ہے دین کا شہم
 پتا نہیں ہو کم ہفتور کی ہفتور
 ہمارے ذوالجلال میں پور سے

۱۱۳
 اندر سے جلال و تجل ہفتور کا
 علم سب جو حسن امام ہفتور کا
 کہ سب کوں غوا دی ایمن میں کلا
 چھتے بے بال سے فزاہ قور کا
 ہفتور کی سب پور کا مفتی تالیب کی
 قلع کی ہے کہ ہے اس نقاب کی

۱۱۴
 الٰہیب بزم ہے بکرتیں چاندن زعم
 ہفتور میں قور بزم بزم الامام
 رن ہے وہ عین شمس میں کرم زعم
 گیسو شہ کرم قور شہ قور بزم
 دشاہ وقت قدرت داد کھاتے ہیں
 ہر وقت عین شمس امیر بزم کھاتے ہیں

شمع بھولنا کہ دیکھو وہ شمع نہ اکتاہٹ
 باغ و بہار دیا حسن دل لالہ و گل لالہ
 نہا نہیں بوبر و بوشہر کی قہقہہ بہاقتاہٹ
 کہ یہ حبابِ حسیں یہ خوشیاں تو خوشی لالہ
 یہ وقت اور ان کے سلسلے نے یہاں اکتاہٹ
 یہ ایک حرکت یہ دیکھو نہضت یا اراکت

شمع بزرگی نے وہ گل و لالہ نہ
 نہبت صبح شام کو یہ اکتاہٹ
 تم نہا کر کو کم غریب جو اراکت
 بہار اب بھی صبح شام کو چاندی نہایت
 تھکتے صفحہ شمع و گل و گل و گل
 وہ تو دیکھتے دیکھتے غفلت اور اراکت

ہم ہمارے غنیمت شمع اراکت
 بہشت اس کے ہم نہ کی شمع اراکت
 یہ گل و گل و گل و گل و گل و گل
 وہ جو ہیں یہ گل و گل و گل و گل و گل
 یہ گل و گل و گل و گل و گل و گل
 اب تو یہ گل و گل و گل و گل و گل

اراکت جو ہیں غنیمت کی اراکت
 نصف انہما غنیمت نہ یہ اراکت
 یہ گل و گل و گل و گل و گل و گل
 یہ گل و گل و گل و گل و گل و گل
 یہ گل و گل و گل و گل و گل و گل
 یہ گل و گل و گل و گل و گل و گل

۱۱۱

کے ایک پاؤں ابھی بائیں کان میں
دائیں میں غماں نہیں ہے کہیں بھی نہیں
ان دونوں میں دن کی ریتیں نہیں ہیں
کہ تیرے گھٹنے کے میں پہاڑ کی غماں ہیں
وہ ہم میں وہیں پر کہ تو اراغی ہے
دستِ کرم میں شکر ہے بود و حال ہے

۱۱۲

تو اس کو تو شکر ہے تو روزِ وفا
یہ سہاگہ کی غم سے کی ہمارا
تو شکر ہے یہ سہاگہ کی ہمارا
فرد ہے تیرا ہے روزِ وفات سے تیرا
بیکلام یہ تیرے ہیں اور یہ نہ تیرے
جو ہم اپنے مانا کی خدمت میں جاتے ہیں

۱۱۳

حق را رسید و اگر وہ ہمارا
جہاتِ پیشوا اگر وہ ہمارا
مٹنی کی ہمارا اگر وہ ہمارا
قدری ہے تو اگر وہ ہمارا
دنیائیں کیا ہے کہ یہ ہم نے جس
بیوقوفی کی اس کا چھوڑ دیاں کی فوج ہے

۱۱۴

بے غیب ہے نہ ہاتھ تو دینا ہے سہا
بہم کیا ہے بوجھ کاشاں رات میں بیدار
دو ہونے کے بوجھ ہے فلک میں بیدار
دو شجرہ شاہی کو دینا ہے برقرار
میں غیبوں کے بے غیب کھلے گلے
گلہاں کو دربار شاہ کے ناکہ پہ فوج ہے

گوہ ہستی کہ میرا ہے اور ادا کی گئی
 آنکھوں میں لکھ کر کیا ہو گئی وہی گئی
 منہم سے دل بڑا ہے کہ سے بڑی گئی
 اب کل دیکھ کر کیا جس جا بڑی گئی
 جو رسم غائب تھی کہ دیں اس کی گئی
 دریا میں ہے وہ چال کہ میرا کیا گئی

مکرمین کہ ہر کوئی کو تو میں
 جو احوال بلال کہ اب سے اختیار
 اشتیاق ہی ہر وہ وقت اشتیاق میں
 مستان میں یہاں ہیں کہ کچھ غنیمت
 چاروں عموں کے نقشے پہ بھوکم کیا
 ادا کر عتاب ہو گا وہ کب سے دما بوس

اگر ازانباں اشرافان غنیمت
 بیکار یہ رہ نہ رہے کلام از اجلاں
 دن جب تو نہ سمجھو تو قصہ دہشتاں
 دہر کا وہ بیان ہے تو کشتی واصل
 میوں جب رہ گئے یہ ہم اک جا بجا بک
 رکھے دیا نہ پاؤں زین پر اچھا

وہ شہنشاہ کو سوچ کر کس ہوا
 ہوا بچوں سے باگ تو ادا کر جا ہوا
 مہراج اسماں کی ٹوٹ میں ہوا ہوا
 اسوار غفلت رہ گئے بچھڑتا ہوا
 اُڑتے ہوئے یہ مہر کے کمال ہوا
 سے اداں ذرا بخت کے معقول ہوا

دینا میں بھی تم مزدور کی پکار ہے	مردوں کو وہ ایتھین میں منہ لپٹ	مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا
مردوں کو وہ ایتھین میں منہ لپٹ	مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا	
مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا		
دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا			
ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا				

مردوں کو وہ ایتھین میں منہ لپٹ	مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا
مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا	
دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا		
ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا			

مردوں کو وہ ایتھین میں منہ لپٹ	مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا
مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا	
دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا		
ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا			

مردوں کو وہ ایتھین میں منہ لپٹ	مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا
مجموعہ ان کے اس سے بھر پور تھا	دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا	
دور اب اس کے ساتھ دور دور کی	ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا		
ان کے سب یہ بال میں وہ کے کھڑا			

میں تو تم سے برفہ میں ہوئی کی جان ہے
ہر خار و ہر قند کی گویا زبان ہے

یوں در اسلام جدان ذکر اعلیٰ
یوں با گل لالہ ہر دور و گزشتہ اوقات

جسے زمین زور بہاروں کا گھوٹا
وہ لالہ رہ میں بن مر جا پہنچا

میں تو بونٹوں کا بیڑا اب تو نہیں
مگر اگر میں ہوں تو نکالوں نہیں

میں تو تم سے برفہ میں ہوئی کی جان ہے
ہر خار و ہر قند کی گویا زبان ہے

یوں در اسلام جدان ذکر اعلیٰ
یوں با گل لالہ ہر دور و گزشتہ اوقات

جسے زمین زور بہاروں کا گھوٹا
وہ لالہ رہ میں بن مر جا پہنچا

میں تو بونٹوں کا بیڑا اب تو نہیں
مگر اگر میں ہوں تو نکالوں نہیں

عزیزان دین میں ناقص تو ہوں مگر
بیت اگرچہ کچھ پلڑیاں ہیں بیت خفا ہوں مگر
بہاں نہ کی ہے بیعت کا یہ خفا ہوں مگر
قدر و قیمت دیر ہے مٹھت صبر ہوں مگر
وہ کہن ہے کم تو تک کہ بوجھ لاگائیں
تم کو کھینچ کر جاکر تھیں

قصہ

و ارش ہیں ہم نابینا شد و الفطانت
 کل حق سے ہیں حق سے غم کا زار
 ہم اجاڑ شوق سے ہو کر کوہاں
 آنکھوں میں اکا ہو کر کوہاں
 کہ چکا تھا جھوٹا کلمہ اپنے دہان میں
 ہر کسی ہنسی کی کھانسی سے متعلق کی ہنسی

قصہ

سالی نسب ہم سا کوئی فی زمانہ
 نا نا پوچھو سر بی نا نا ہی اس
 ابتداء تا میں شاہ رسل سے یہی گنا
 پہلے یوں دوڑیوں کا کلمہ چھوٹنا
 جو فیتہ اجی ہیں اس کی کھانسی
 جس نے جب تھا حق کی میں کلمہ

نسخہ
 دست چھو کی تیر چھو اکھا کھائی ہوں

قصہ

بھلا کوئی فو توئی کی تم بھی ہیں پو
 ہم کوئی کر کے فو توئی کی تم بھی ہیں
 کیا کہتے ہوں کہ غلط میں ہم لا تم بھی ہیں
 جان پر کہ تم تھارو ایسا تم بھی ہیں
 کہ یہ کلمہ ہم ایسا ہی جیتے ہیں
 اب کہ صحت ہو اب ہی دیتے ہیں

قصہ

ہم کلمہ قبا و فرائیں خدا کے یہ
 فشا و برق اب وہو ہیں خدا کے یہ
 بخشنہ وہ نہ وہ اب خطا ہیں خدا کے یہ
 حاجت روئے فاش ہیں خدا کے یہ
 بے اذان اسباب ہو ہیں خدا کے یہ
 بد کلمہ گزشتہ ہیں اب ہیں

۱۶۱
 علم نہ ملے تو سچائی کی مراد سے
 تم اٹھ اٹھا جاؤ کہ وہ کل نیام سے
 مقصود تھا زناقت شاہِ اناام سے
 سب تو غلطی کا علم کہ اناام سے
 ہو، احتیاج کچھ نہیں نصرت کے کائنات
 جس کیلئے اسے نشان میں برائی کی کائنات

۱۶۲
 اہل اللہ میں برترین بھی تھا بلایا
 ہوا، سترانِ شام ابرص ہو کے شکار
 گزروں میں علی لکھنے پھاڑوں کی علی کا
 گزروں سے تو تم کہہ پھاڑوں کی علی کا
 یہ تو قرب و جان سے عزت کا جو شکار
 پہلے بھول سے تھے تو دہرہ دہرے شکار

۱۶۳
 کچھ باتوں میں دل کا رخ برا نہیں
 شغلات چاندنی بہم کی شرمگینیں
 وہ بہت پسند ہیں لیکن میں تو نہیں
 بولوں کی رنگ لکھ لکھ کر تو رہا تو نہیں
 یہ سب ہی نہیں اس امراتِ باب کا
 وہ تو نہایت فانی ہے

۱۶۴
 یہ بدیہ کہ یہ سچا ہے کہ شکر تہم
 یہ صفت کچھ کی ہے جو ہم بندہ کی تہم
 اہم ہے ہوتی کہ سچے پھینک دیا تہم
 تا حال تو تم تو اس امر قائم تہم
 ہاتھ لکھی ہو اس امر قائم تہم
 تم اس سے لکھی کے لئے تو تہم تہم

وقت نہا کہ غنہ کی برائی تھی جاہل
 اس پہل سے ہم نہ بول سکیا کرتے ہیں
 دین رکھ نہ تو میں رکھ نہ کرتے ہیں
 دوا وعدہ کا دل بچن کا زار میں
 جیسے شرب قزاق کی تو یہ بہاریں
 دہشت میں بھگتے جا بھی چلا ہنر پر
 بہرہ سے رنگ اور ملا کر دیکھان کر پڑا
 عہد کے مدد سے نہیں
 بیچارہ بوسہ کی گیم نہ دوا افتادہ تھ
 اک ٹھٹھکے سب کچھ قلم اس ہمارے تھ
 موڑا نہ گوشت پوشت سے چلا رہا تھا
 ظاہر تھی جلوک۔ یہ بھی باجی ظنی انداز
 بیچارہ دم تار تار ہمارا کہ استخوان کیا
 اعداد کی جان کھائی ہو تو خوش حال کیا
 سنت و رسم کو ہم یہ بھلاتے تھے قافوں ہم
 سے بنے ہندو صاحب قوم کا ہے تمام
 پیچھے تھے میرے زبان آواز شام
 کیا تھو کوئی مال زبان سے اکھ کا نام
 بڑھی سے بڑھتی کی نہ غزلت حسام نے
 سب کی زبان بول گئی اس کے ساتھ

۱۰۰
 جس پر ایک پیکر کے بیوہ پر
 قیاد آئیے کہ چلو تو اس کو چلو
 پہلو پہلو زور سے جس نے اٹھائی تھی اس کی
 کشتی جا غبارِ ابل غبارِ ابل
 میں تیرے زور پہ آئیں میں تیرے گیتیں
 مہر دے چاہتے تھے وہ سب چاہتے ہیں
 ۱۰۱
 یہ صفت کی صفت قلم وہ پیر کا قلم
 قلم و بیان و قلم اور قلم اور قلم
 کہ مگر نہ گرنے پایا کہ تھا وہ قلم
 مرنے والا کہ پیر کا قلم
 قلم سے ملا صدمہ کہ قلم سے قلم
 قلم سے قلم وہ قلم سے قلم
 ۱۰۲
 ناگاہ کہ جوان قوی القوت
 اثر و نفوذ میری قوت
 اس قوت سے میری قوت
 کہ تھا میری قوت
 میری قوت سے میری قوت
 میری قوت سے میری قوت
 ۱۰۳
 بیوقوفی کی مریدان سے بیوقوفی
 بیوقوفی کی مریدان سے بیوقوفی
 جو کہ تھا بیوقوفی
 جو کہ تھا بیوقوفی
 جو کہ تھا بیوقوفی
 جو کہ تھا بیوقوفی

شوقِ قطبِ دین یوں نشانہ تر کام
 بیغم تھکاڑھیں تھکتھکتی ہیں
 مرقوم ہے کہ ہندو سلطانِ قین نام
 کیا تھا حیدر گاہ میں باجہ واہت نام
 روزِ ازل سے عاشقِ دینِ اعلیٰ تھا
 بچوں میں سے بھی شریٰ شریٰ تھا
 بے کار و فلاح جمع ہوا کی کہ دریاں
 دنی فلم ایسے کہ کھول میں تیں
 اور ہندو کی رابیت ہندی ام لیں
 رومی گروہ نیم زبان کو بوی زبان
 گھوڑوں کی کہ چلا نہ سکی دھولیں
 مجھنے ہوئے ہیں یہ مجھ پہا میں
 ہنس کر آواز ہنس ہنس کی قتل
 بین ہفت سلطان شکاری و فاختہ
 شایین و بڑے کہ تھو نہ بزار
 زین کہ میں کاکشاں سے لکھتا
 رونقِ فردیس چلاشت ہندیا
 جملوں کو توکل کا فکر بہت پر پتہ
 خاکِ اکبر ان باوا محرام سے اشجار
 تازی کو تیر کر کے بڑھاتیں نامدار
 اک پوکر میں خوں سے نواہ پدار
 بیچل میں اپنی فون سے پھوڑا دھندلا
 محرام سے ہاں درہ کوہ میں گیا
 عالم سے قیس عالم اندر وہیں گیا

ہمت کو غنیاں تو میں گھٹا ہمارا
 یا کہ حقیر کے شے بھی میں نام
 و متا جو ملک و مال کا پھٹا ہوا نام
 بہتے پہاڑ ہوتا ہے دوسری غلام
 اک امتیاق دے ارشاد دے پناہ کا
 ارمان دوسرا علی اکبر کے مینہ کا

دلائی گشت پہاڑ میں خام
 کہ ہمارا ریت ہمارا نام کہ پتہ
 کہ اوار دی امام علیہ السلام کہ
 دیکھو حسینؑ میں صلیب غلام کہ
 پہنچیں موت کے تپ تپا توں پر
 میر خدائے مہربان چھو کشتہ سے

نازل ہاتھ تازہ ہوئی سر پہ نگاہ
 پیشے ایک شہر قریق ہوا غلام
 صورت مہیب تم خدا افت بہاں
 دیکھو ہلکا چھو کہ جسے کراں
 منہ کوں دم علم کہ تھوڑا پلا
 پہلا دکھاتا ہوا اس تابعدا ہوا

چو اندوار دل سے کہتا تھا وہ جوی
 کہ ہوتا کیا کھینچیں آج کہ تھا پری
 شوخی تھی منہ پر آج کہ تھا پری
 رشتہ رورہ وہ جس سے علی محمد مری
 گم ہونے سے نکارت کے سر در کشتہ
 کہ ہونے غم میں غم فرمایا ہو کشتہ

۱۳۱
 بیت حق کا دھماکا غافل وہ زنجیر
 کچھ تو غلام اگر کچھ شریبیں بے طلب
 منتظران میں یہ کیا قاتل تو ہیں
 ہم نہ دیکھا احمق تیری وحاشہ غضب
 وہ داغ نیچے کہ کدو میں بھی تو ہیں
 سب تو نے ان کی سیہ میں اک جھوٹا

۱۳۲
 اب اس قسم کا کوہِ امرا تو ہی سلام
 ہم تو کھلے کوہِ امرا تو ہی سلام
 جہاں با وفا کوہِ امرا تو ہی سلام
 تو نے جھجکا کوہِ امرا تو ہی سلام
 ہم کھول کوہِ بے پلا دور دور تیرے
 اس کا غلام اب تو ہے رقصِ حق و سحر

۱۳۳
 یوں خاک میں غیب کی کوہِ لائے
 ان کی سی کی موت کی کوہِ لائے
 تُو جسے لہزہ نہ دے اسے نشانے
 مرہ در نہ دے کھائیں کوئی قاتلے
 سہل پہل کھٹے ٹھنڈے پر روئیں کہ
 میں تھا حسین کا موبہ کار حسین کہ

۱۳۴
 کیا کیا عاقبتی نہیں اس ختمِ حق میں
 جو اب تم ستیم فلک کے ہیں
 زمین کو لالہ خرم زمین و زنجیریں
 قہرِ جلالِ جاہد میں نہ تو ہیں
 یہ حسین شاہِ ولایت کے واسطے
 بھیو کیا میری حمایت کے واسطے

یوں درود دل عین سے کہتا تھا پتہ
 جو ایک سو شے کی ہوئی پہلے پہل
 اس قدر سے حد ہے میری تین بار
 ستر شے پتا ہے تم ابھی پہلے پتہ
 ہمارے رب بندوں کو اس کی پوجا
 میرے اجاڑ دلوں میں اس کی پوجا

مگر کیم کر نہ فصاحت کیا کلام
 ہم تو فی سے نام ہے تو اب میں ہوں
 جو بھول دیتے ہیں میری ساری غلام
 گوشت چکڑت اچھا دزدوں سے ہوا
 دلائے ہوئے تیرے علی جمیں پائے
 نہ کھائیں گے نہ کھلیاں گے کھائیں

اگر انہیں غلام نہ بھی اور بے باب
 یہ وہ شکار کا ہے کہ تم کو غیب
 ہمیں یوں ہے بے خبر اور غافل
 بیٹھیں اس ہوانہ میں کہ علم انہیں
 ہم تو ہم سب جو کچھ ہیں بلا تیری
 ہم خود کی تم پتہ پڑے کہ جاتے ہیں

جو کچھ سوئے درخت پلائے تم تو ہم
 کیا دیکھتا ہے اس آہیں قیں نامور
 اس آفتاب ہے شفق قوں میں نور
 اک باغ ہے کھلا ہوا از قوت غلام
 اس تا جوار ہے علم و حب پہا ہے
 اس شہر کا نام ہے وہم سے تباہ ہے

اے بچہ کس تاج بڑھائیں نامہ
 گلے کے گلے پہ لگا کر وہ تھمرا
 بچہ بچا بھٹکانیں اسی بے اشتہار
 عیاشی میں غیب کہ قائم گیم میں نشا
 اگر مرے ام کے فرزند کے بچہ ہیں
 یہ تو حریق میں مرے فرزند کے بچہ ہیں

جو کہ بچہ تاج تاج و مہر اس
 جی بھر کے دیوے کہ بچہ بچہ بچہ
 اب تم سے دور کونین کی گلی
 کہ دیکھا غریب بچہ دل کو میرا پاس
 عاشق مرے دل میں جا کر قہر میں
 جس کو بلا یا تھا وہی بچہ حسین ہوں

غمناک بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 بہت ہیں ایسے وقت بچہ بچہ بچہ
 مشغول تھے بچہ بچہ بچہ بچہ
 جلا بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 یہ وہ بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 نامہ بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ

اے بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 فرما بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 فرما بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 فرما بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ

جو بچہ بچہ بچہ بچہ بچہ
 اے عاشق میں دل میں ہی تو ہیں

اُس نے کہا علانِ نداس داغ کا کیا
 جو ہے کوئی علانِ نداس داغ کا کیا
 اُس نے کہا گلچاہے زخموں پہ قود و ا
 فرمایا اگلے شیشیوں کے ہیں ہم شفا
 جتن اُسے غیب مرہا تم میں دینا
 پچھو یہ زخم انتہائی موقر ہیں دینا
 یہ کہتے تھے کہ زین پیم تر پیم شہا
 چلایا قیس تم کو قسب میں تر فدا
 فرمایا یہیں جا تا ہوں حافظِ ترا خدا
 اس وقت اسی کان میں زین کی عود
 پچھو قسب کھنہ بولیں ہاں کی گ
 جہاں سمیٹیں پچھو ہر کلم کو کہہ مار گے
 وہیں کچا ہیں نیم کو اس ان الغنائت
 لائوں کے روز ستارہ سالان الغنائت
 یہی تیاں ہیں تخت پر شان الغنائت
 قمر بہ تھیں کا عیان الغنائت
 اگر کوئی پاک تم پر شب کی غنائت
 اچھو کی غنائت کو عید کی غنائت
 فرما کہ یہ فرستے نہاں ہو گے امام
 پچھو تم ہی پاک کم پچھو کہ انا امام
 دیکھو کہ وہ غمخوار نے کیا غنائت امام
 عادت گری کے قصہ پر پادشاہ امام
 بدعت کے در کھلے ہیں وہ چاہتے ہیں
 ارا بدول میں شوہر ہاں حسین بخت

آواز دی حسینؑ نہ مضطر نہ ناخاکؑ
 اب یک جا بل بو کوئی اچھا لڑا لڑا
 جھلگے تیریں دل مورو تم لڑا لڑا
 پہونے دریا ہم پیر تم لڑا لڑا
 کلاں میں جی تیوں کے بو شہ کی لڑا لڑا
 دم پینوں میں ساگے جان پین کی لڑا لڑا

۵۵

وہ دل نہ رہا تیرا وہ نام نہ رہا
 بسبب ہوا کہ جی نام نہ رہا
 کہ باز آ رہا وہ نام نہ رہا
 جب کہ نہ زندگی میں در نام نہ رہا

سہ تیرے پاک دم تر بھرتے ہیں
 کتنے کہ میر کی آؤں کرتے ہیں
 کل جاتا ہے عشق ہم کے انشا اللہ
 سہ فاک شہ جاتی یہ ہم کرتے ہیں

فاروق بوستان و عمار دیو کے
 ترنگ و مین ووز کے کیا دیو کے
 اب جرمین ہیں کے قودیم کھدیر
 دیو کی اور اہل دیو دیو کے

کرباں ہے دیکھ لاکھ رما فوجیں

خسرت ہے کہ بڑوں شاہ کے باؤنی

سخت فتنے سے بھول ملازم

ہو گئے ہیں بے خبر بزدل

مور و منہ شاہ کے ملک پہ پوچھا

سہرا جہادی علم کش ملک پہ پوچھا

کیا قریب ہے اندر کا اندر

پہو پناہ حسین کے خاک پہ پوچھا

عصیان کا فرمان مسلمان نہ ملا

کی عمر تلف وقت تلافی نہ ملا

کس کس سے کیا گنتہ کے دریاں کھل گئیں

موت خاک شفا جو اب تلافی نہ ملا

گداؤ نہ پورا ہے بھتے بھتے

ہو گیا ہے پھولوں میں حبیب دھتے دھتے

چلتا ہے تو چلے جلیبہ زیارت کو

کجا ہے نہ موت راہ پہ چلتے چلتے

تراز کیا اجل کی ہے زیب نام
 بی طحی میں وہ بوجہ پیر نام
 پیرا ہوا پیر میں بچاوی نام
 جلائی گئے ناز کی خاں نام
 کہیں کلا وقت قدرت زہرا نام
 اب صبح کلا نصیب دینا نام
 تراز کیا اجل کی ہے زیب نام
 بی طحی میں وہ بوجہ پیر نام
 پیرا ہوا پیر میں بچاوی نام
 جلائی گئے ناز کی خاں نام
 کہیں کلا وقت قدرت زہرا نام
 اب صبح کلا نصیب دینا نام

بلال تھان میں سینا وقت جب کے
 دیر بار دو جلال کے کڑے طلب کے
 دیر نہ کم کو پیش کے مابے عجیب کے
 بولی بھول کے دل غم تم تنہا کے
 اک نام بچن ملک ہے وہ جی مٹا کے
 کیا خوب چار زخموں پہ نام لگاتا ہے

۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴

میرے بچے کو تیرے بیٹے کی طرح
 اور پیچھے چھوڑی ہے تیرے بیٹے کی طرح
 چلائی غافل بہتوں کے ساتھ شاہی دربار میں
 ہاتھ لگا کر شہنشاہ کو خوش کرنے کی طرح
 حاضر ہو کر کمرے میں بیٹھ کر غم نہ کرنے کی طرح
 ہرگز نہ کہے کہ میں غم میں ہوں نہ کہیں

وہ بوجھ کیا رو رہی ہے غم کی آگ میں
 فریادیں بہن تیری چلا رہی ہے آگ میں
 دیکھ کر صدمہ کیا ہے کہ ہر آواز پر
 اٹھ کر تھی لاش کا علم اور آواز پر
 غم کے وقت دیکھ کر بوجھ کا علم تو کیا
 سب باتوں کے بچے اس باتوں کو نہ کیا

اور کہ جیتیں یہ سہ سہو علم کو لے کر
 جہاں کہ جہاں ہے اہم سا بوجھ بار بوجھ
 جہاں یہ غم ہے کہ غم کو نہ لے کر
 جہاں تو بہنوں کو نہیں بہناتے ہیں
 ان کی وجہ اس یہ تھیں سے بہن ہیں
 غم کو داد نہ دیں تو نہ کیا کرتے ہیں

جہاں جیتیں کہ نہیں تو بہن کہاں
 لاقی ہوں کہ ہر بوجھ ہر بوجھ کہاں
 جیت کی قدر بوجھ یہ بوجھ کہاں
 ہر بوجھ وہ وہ غم اہم زخم کہاں
 دکھ لایاں نہ خانہ بوجھ کہاں
 سہو جی کی گور لہو بوجھ کہاں

گدن بھلا کرے ہے ابرہہ نہ جھوڑے
دھاک سیکڑی تین سید ہے بیک شاکر
یک ایک کو دھاک ہے کمر بچ کر
کسی سے لگوں تو ہے عیس کی محنت
ہے ہے بھلا لیس ہیں لگوں لگوں
کوں صاف جو کمال مرے بابر بھلا

میرے مہر لگا شہیدیں جانی
سے نہ کہ مرے کیا ہے پانی
زیادہ تو تھا تو ہے پانی
اس وقت سے نہ بھلا ہے
میرے بھلا ہے کوئی نہ کہ
کیا شہید راہ خدا کو دیا

و اب مہر کو کہ وہ کار و تاب
میرے مہر کو کہ وہ کار و تاب
میرے مہر کو کہ وہ کار و تاب
میرے مہر کو کہ وہ کار و تاب
میرے مہر کو کہ وہ کار و تاب
میرے مہر کو کہ وہ کار و تاب

اگر کمال سے ہر جا
بھلا کرے ہے ابرہہ نہ جھوڑے
دھاک سیکڑی تین سید ہے بیک شاکر
یک ایک کو دھاک ہے کمر بچ کر
کسی سے لگوں تو ہے عیس کی محنت
ہے ہے بھلا لیس ہیں لگوں لگوں
کوں صاف جو کمال مرے بابر بھلا

ہر وقت ایک بہت بڑا درد ہے کہ ایک کمال
 دُور کے دور کی تھی کہ بڑا بڑا درد
 کہ کہ یہ درد ہے کہ اس کے برابر
 اس وقت اس مکان میں دھرتی ہے
 دل کا چاہتا ہے جان مری نکل جائے
 پورا ظرف سے روئی کہ اس کا ہے
 ہر شے جی میں نہ تھی سارے
 فانیوں وقت بہ پوری تھی ہو گیا
 غلاموں کو بڑا بڑا درد تھا
 ہاتھوں کے لیے بڑا بڑا درد تھا
 کہ تو کوئی موت کا درد تھا
 سب کوئی وہ دور کے لیے تھی
 کہ میں دار کی عید گاہاں میں جا رہا
 بہ وقت کوئی کچھ کہم کہ کوئی نہ
 کہ میں دار کی عید گاہاں میں جا رہا
 کہ میں دار کی عید گاہاں میں جا رہا
 کہ میں دار کی عید گاہاں میں جا رہا

کیا فرقہ علم و خیرت
 کو بدلتے دارا بے کونی
 ز قریب کو کھینچتا ہے کشتی
 ہے یہ تم بچا ہے موت نہ ملے
 موتی اترتا ہے کونی مر جانے
 شوق کو بڑھتا ہے کونی پرانے

بہاؤ گیارہواں کہ ہونے پر بیستم
 بلا کے پہلوئیں لگے ان سے خوشی نہ
 پیچیدگیوں میں ہو کسی کو نہ یزیدی خانم
 اب اتنی کمزور و مریض تھی کہ وہ
 دماغ خراب تھا اس کی ساری حالت
 باہر پہنچانے کے لئے طبی حکام دو

۵۲
 یہ سب ہی تیرے سلطان کائنات
 کو بلا مروت نہیں مہر و پاکت
 ان کے تو ہمارے کہیں بی بی دلالت
 ہم جا کے روئیں گے بہن ہفت
 پیو گی غصہ ہاتھوں سے ام کی لاش

بہار کی دولت سے بجاوٹی ہوئی کس
 کمرہ وہ اس نے رکھنے سے پہلے
 پہنچا کہ کیلئے سے قیمت نہ وہاں
 ایک ایک کے گلے کی پھر یہ وہاں
 ان کو وہاں بویہ صحت میرا بہت
 بہار میں حیرت و شوق گماؤ
 ہاؤ

ہزارہ اٹھارہ پوٹھوں سے زینبؓ کی فلم
 دیکھا سلام بابتے ہیں شاہ جگر دہر
 میرا ختم پکاری بہن صبر سے آپ پر
 ہوتا ارا سیدوار کوکھ سے ہیں ادھر دھرم
 اقامت اک غلام کے یوں مہر شاہ تانیں
 دیکھی علی فن حسی کے پاس ہیں

عجیب وال وال دال دال ہوس کر تھی ٹھیک
 کہتی بیوہ گم ہوس واسات تھی
 شان زردل یہ کہی کہی تھی زیاں
 آتے برکات کے صنفوق ناگداں
 سب عام ٹھنڈا رہا ام ہمارے
 منتہا باب علم سہ فلاحی شے دے

شہنشاہ قورس کی ہوس قورس
 دیکھتے سلام فی سیرتیں تمام
 کہہ رہے ہیں کہ جانی سے کہنے لگے
 بیچیں تم کو تو گی تیرے زینب کو پوچھیں
 قوام برکات کا صنفوق پوچھیں
 بہار برکات کا صنفوق پوچھیں دو

سچ گلہ ہیں تیری ہوس کی ہوس
 یوں دے دے جواب تیرے جواب
 جس طرح دے اپنے ایک کے بیکر کے نام
 پھر کہہ دے تیرے فوج کا جو اٹھا والسلام
 کہنے سے کہے جان تیری جان تانیں
 کیا کہے جواب بہر ستر و دین

گروں کا شاہ نہ ہوئے افغان
 دوست سے دلاؤ نہ کی اس کی بیوہ
 زینب بچاویں بہت غلامیں نہ
 محرم زونیں سرزنہ خاں کیا
 گروں کا شاہ نہ ہوئے افغان
 دوست سے دلاؤ نہ کی اس کی بیوہ
 زینب بچاویں بہت غلامیں نہ
 محرم زونیں سرزنہ خاں کیا

قاتل کی دل سے میری سدا کی حکم
 پہاڑ چھین کر یوں کیوں میں شام
 وہ بولی میرا دل تو ہے تاجِ امام
 زینب کا یوں میرا صلیبی قوزن میں غلام
 پہاڑ کی دم کو پاس بلانا عذر ہے
 قل دم کا یاد دلا نام عذر ہے
 ہمارے چوہا تیرے ہیں ہم بھی شہا
 تجزین کی ہے یہ اگر تمہیں
 مین کوڑے ہیں قاتل تم کو چاہی تیرے
 عذر کو انکی دل میں کی کیا خیال ہے
 زینب کا یہ کم تر نہ ہو وہ کلام ہے
 زینب پہاڑ کا یہ ہے میرا شہا
 دیکھا کہ میرا بھلا ہے شہا
 ک با حق میں ہے تاجِ رسل چاہا
 اک با حق میں فغان ہے شہا
 تجزین کر رہے ہیں کہ یہ بھلا کروں
 منہ نہیں دوں گے تیرے عذر کیلئے
 قہر نہ ہے پہاڑوں کو گلے سے لگا
 قہر نہ ہے میرا شہا کی
 قہر نہ ہے میرا شہا کی
 قہر نہ ہے میرا شہا کی

مشتاق اس کو ام کے خط شاہ اختیار کیا
 جو ہم جین اکبر کا حکم جاری کیا
 اور ہمارے تاج بنی سرور رکھ دیا
 انھوں نے اسے پھر لگے جو بیکار کیا
 سر تاج موشن درختی تاج بنی لگائی
 اکبر کے سر سے تاج کو سر تاج بنی لگائی

زینب کے لادوؤں نے یہ بڑا کر کیا حکام
 عقیقہ ہمارے اداں نے غل کر دیا حکام
 سے دیا یہ قبیلہ و کعبہ کہ ہم پیدائش
 ہوئی کی ملاح وہ ذریعہ کی دیا نام
 ملک کی افسر کی انھیں دے دے کو ان کے دو
 عباس کو علم اس امر کو تاج بنی دے

گھڑی کے اور اسے شہابی دے لیا
 قاسم نے پہلے کی یہ گزشتہ کہ یہ پچھا
 قرآن تو حاکم مل جلے جس سے کیا
 الہ سند وہ بخوبی کے قاسم سے کیا
 گھڑی سے تو تم میں راہ مستقیم پیدائش
 پیدائش عام جہیز اکبر کا یہ آپ کو

گھڑی کے اور اسے شہابی دے لیا
 قاسم نے پہلے کی یہ گزشتہ کہ یہ پچھا
 قرآن تو حاکم مل جلے جس سے کیا
 الہ سند وہ بخوبی کے قاسم سے کیا
 گھڑی سے تو تم میں راہ مستقیم پیدائش
 پیدائش عام جہیز اکبر کا یہ آپ کو

قاسم کو اور بیٹوں کے اور بیٹوں کے اور
 قاسم کو اور بیٹوں کے اور بیٹوں کے اور
 قاسم کو اور بیٹوں کے اور بیٹوں کے اور
 قاسم کو اور بیٹوں کے اور بیٹوں کے اور
 قاسم کو اور بیٹوں کے اور بیٹوں کے اور
 قاسم کو اور بیٹوں کے اور بیٹوں کے اور

پہنچے تھیلوں علم لوٹ بازے نام
 دل بچوں سے پیغمبر کی علم
 نکل زبان بنھان شان شہ نام
 گویا بکلا اچھا تھا لکے اچھا نام
 علم بود چھوڑو شہ مبارک کی خط
 میرا ختم ہو گیا شہ شرفان کا
 نسخہ دل ہا خدا کا جیسے علی کی طرہ نام

ہاں بکلا ارشاد نے اپنے خفا کی
 جس کی کی ندادی بہادر سے بھلائی
 دامن علم کا اور سے جلا پڑا کی
 جھنڈی بوائے یاد دلاتا کی
 رایت تھا تاکہ صریح نام تھا
 گویا علم کے ختم میں فانی کا نام تھا

مہارست نہ ہو گیا
 جو بڑ کی دانے کیا اٹھو پھر
 پلہ سے سے خنجرال سے بولی وہ کھنڈ
 جھپٹا ہو سے چلو چلی کی سفارش پچا
 فخر مری بھائی قیام ابراہیم کے
 بابا مرے پچا کہ علم دار کیے

نہیں لگے وہ کھانے بھوانان جیدی
 حق تھا نام زاد سے مبارک نام غنی
 جو کھنجرال کی کہ بہت نام آدمی
 اگر نہ آہم درجیب در دست جوری
 جو سپہ سالار گ تھیں بھلا کہ
 ہر کھنجرال توں خدایا کہ

اُٹھ اٹھ کر پھیلے رہیں گے پورے نشانِ قتل کے
 بوجھ کے قتل سے کان کھلے اسے اس قتل کے
 شکل زبان مار رہے ہیں نشانِ قتل کے
 بھوسے و فاس کے نشتر میں لہرے قتل کے
 رستوں سے نشترِ ریشم سے دال قتل کے
 جوبی کی عنبرِ جوب سے دال قتل کے
 ناکِ آہِ قتل کی صدِ انا قتل کے
 آوازِ جہلِ جوں کی عمیق تلک کی
 پہلے پہلے کہاں کی تلک کی
 ہم نشتِ غم کی جو جوبی چلک کی
 رن کی زینِ بی جوب کے کینے تلک کی
 ہنسی مریاں مریاں زینِ کھنک کی

نورِ لہا کہ نہ ہو غدا کی نشانِ قتل ہے
 جس سے پیرِ سب نمل وہ مر غدا کی ہے
 مژدہ آؤ قتلِ غدا کا قتل کی ہے
 تیرے ہم بند کی کون نکال کی ہے
 قورثا کی تم سے جوبہ مر غدا کی ہے
 تیرے جی ای سے تیرے میں اک مر غدا کی ہے

بن علی کے بختِ رسا نے رسا کی
 پانیِ علم کے پیرِ رسا نے رسا کی
 اُتار دھاری بھاری نے بختِ رسا کی
 دیکھی نشانِ دیکھ بختِ رسا کی
 نفروں سے دور ان شرفِ رسا کی
 پیچہ پیاہ پیچہ کا قیاسِ رسا کی

فدائے مہربانی شہ صغیرؒ کا توسل ہوا
 اپنے نقابِ علیؑ کا توسل ہوا
 چنانچہ ایک رات پیر ہوا توسل ہوا
 جیسے شمسِ ابراہیمؑ کا توسل ہوا
 چنانچہ پیر ہوا توسل ہوا
 دیکھتے تو وہ رات کو شاہِ محمد علیؑ

مرعہ میں رہ کر تمام روزوں کے پیر ہوا
 موناؑ دو بجناں بیچ کی لپٹ میں تھا
 دہل زہیبؑ برتنِ سہیلؑ کی تھی
 قدرت میں دھرم پور تھاکم اور وہ تھی
 سہارا تو میں ایک مینے کی ادا تھی
 رویتِ مالِ حق کی اس پرگاہ تھی

ابھیل سے نیم باری عیال ہوا
 ہمارے گھر چم کی ہوا کی لپٹ میں تھا
 مجھ کو کی نسبت جا رہی عیال ہوا
 حضورِ حکمِ نافذ باری عیال ہوا
 وہ بادشاہ کھنڈ میں باطل سے تھا
 جہاں پیر ہوا بڑی قدرت کی لپٹ میں

فدائے مہربانی کی توسل ہوا
 تبرین سے بھی ہوا توسل ہوا
 دیکھتے تو بی گم کو بڑا توسل ہوا
 نزدیک وقتِ حاضر سے بخت ہوا
 روکشِ قدر کی توسل سے بخت ہوا
 کسی سے لڑھا فائدہ تو نہ ہوا توسل ہوا

محبوب کے کفایت پر ہوا تو شوق
 گوارہ نہیں میں ہوں اٹھتی ذرا فقرا
 اعدا کا تو نہ ہے کوئی دل پہ کیا
 جیسے ہم دودھ کے بچہ کو تو فقرا
 میں بھوکا مگر نہ مطلقاً فی حق ہے
 جس میں ایک صاحب نام کی پناہ ہے

اور دلاہ افروز
 رونق ہمارا پختہ ہو بس برون ماہ
 یہاں ہوں یہ میرا سے میری پناہ
 بچپن کے اس شہر کا چھوٹا شاہ
 شکرتاں ہوں گیا نصف النہار تک
 فراق کلمت شہم ہوا شوقا تک

ان تمام وقت تازہ دلوں کو فراق میں
 پس سے دوتا تھا قافوں کو فراق میں
 مگر فراق میں تھا کبھی فراق میں
 بچھتی تھی برتن اعدیوں در عجب برتن میں
 بھلا گئیں جبر جبر یہ زمینیں ہاں گئیں
 زردوں کے کھوئے دوسے بے برتن گئیں

باگ میں زمینیں نہ اٹھائیں قافاں
 دست فلک سے پھونکی جو بڑی پھول
 اُدھر سے دیو یہ کہہ دیا دوج اسماں
 اُدھر سے منتظر کہ تھا پھر نہ کن جواں
 ہم نیم فراق کے کمرے کا آئینہ رہ گیا
 ریتوں سے کھنکھائی کی دیو کی

اکثر بنیادیں جو کتب کے ہونی لگا ہیں فریادہ ذرا گریں سے طویل
 یہ غم نیام کے حقد وریاں ہیں کیوں چھوڑ کر طوفانِ اوداں
 تو کائنات میں تم وہاں جسمِ منتقل ماری نہ کیجیلا کہا منے لالہ
 ترقی سے بڑی گمراہیوں کے دو انجیل ہیں بدروزا شاخِ سدرہ سے کیجیلا
 پہنچا یہ قسمتِ نیک نہ قتل گمراہیوں کے غریب سے بنو کیا مریں سے
 ان کو رو دو کیا ہے جنابِ یحییٰؑ کے خندہ دہشتی و زبانِ جوہری کا کہاں ملے

۱۱۱

دولت سے ذریعہ علی بن ابی طالب
 جس نے بنی اسرائیل کی خدمت
 اعدائے کفر کو کبیر کے ہوتی دوا
 ایک فلکِ لڑ کے پکا لاکم اچھا
 جب تک کہ تم نہ ہو سب کا کھانا
 فدا اسے محبت کے جان فدا
 اللہ کے ہر شے کے شاہِ نور
 بہرینِ بزمِ شریک نہ تو شعل
 صحبت میں خدائے ہے الف و حاء
 سب سے پہلے وہاں رخِ لالہ

یہ امتحان مہم و نہایت کا وقت ہے
 ہلاک کی بندگی و عبادت کا وقت ہے
 ان مصلوٰں کے بعد شہادت کا وقت ہے
 وہ مصلوٰں کے بعد موت کا وقت ہے
 غائب ہے سب کی باتوں کا وقت ہے
 مجھ کو دل میں کہ کا قراں ہے
 چاہا کہ میری عمر عت کی کہیاں
 اٹھا دھرم اسکا ادھر بھیجے
 کا زبیر مران ہونی چاہیوں
 عمر داں چھک کے پکاریں
 فنا فی قطع ہلال ہے دھوکا تھا
 فقرہ ہا فلک کا نمبرہ زمین کا
 اک علم میں صفو نہ ہر از انقیاد
 ختم کی کیا بلکہ ہے تائب
 فی مولا کی جانب جلالت ہے آیت
 تولاہ و شرف منزل کا کردار ہے
 دل بہ پیرانی میں دودم ہے
 سرا دھوکا کہ دوزخ سے متاں ہے
 جو میں تھی وہ یں فیہ آریہ
 چکی قوا یوں کی صفیں ہوئیں تباہ
 دوسرے کہ آیت میں جو تھی تباہ
 ٹھہری ہوئی قواں کے پکارے وہاں
 سنئے تھے کہ مگر کوئی نہیں لگا
 یہ دیکھو ایک سو حق میں پانی اور گناہ

ناگاہ رسد تیرے ہوا ایک پہلو اس
 پہلو نشین زار کشتن پہلو ہی ان
 پشت و پناہ فارسیاں صلیب تو اس
 کہ سے اچھے در کے عوارف ان تو اس
 پہلی بیان نام و نسب اپنا سب کیا
 در یافت پھر پین سے نام و نسب کیا

فرمایا دلا گار سپاہ وکیل یوں
 پیش قدمی کرے زبوں تم میں ذلیل
 صحتی احم اعظم کہ جب علیل یوں
 شہزادہ کا کہ وہ تیرا ٹیل یوں
 حق البلاء وہی وطن اپنا ہدایت
 آگے بڑھتی کہ ہماری زبان میں

میں یوں کہیں وہی بی ہر حال
 شیر خوار کا لالہ یوں تو زور کا
 کہ نہ کہی آبرو یوں اس کا
 بچے کا ذوق کا اور اس کا
 نام و نسب سے قدر ہم اور سب کی
 روق ہادی ذات سے نام و نسب

پہلو سب ہم میں موب جی کہ غبار
 جب ہم کہتے تو بوجہ صاف کہ
 بھرتی میں راہ کی فتنہ بچار
 دو وقت ہم یہاں ہیں اپنے پین و فقار
 پینا ہم نے سرور میں کیا بویں کی
 فتنہ ہم اماں پر ہے زمین کی

کیاں اتنا غم نہ تھا کہ بھوک میں
 نہ کھائی کبھی بیہوش ہو کر
 عالم پروردہ پوش میں ہم بھوک میں
 ہم غم سے کہیں میں زیادہ ہو کر
 گویا غم تو سب سے زیادہ ہوا
 ہوئے ہیں لوگوں کو یہ سب جو باتیں

بہوں کو اپنی قسمت سے دور
 دیا کوئی چاہے جس وقت
 بچارے جس کی ہو عیب ناپا
 غم کے ذوق میں کبھی نہ ہو کھانا
 اس دیم کا ایسی یہ فطرت ہو
 کہ آواز کو وہ پسے فاعل ہو

روز بھر کلاں در پہ دینا
 شہر سے بھر میں کہیں پنا
 چاہیں تو دیکھیں کھانا
 گدوں کی دھال ہم کہیں نہیں
 ہم ذہاد گوشت بھر و نبات میں
 ہم شہر سے دور و العایدات ہیں

بیکر وہاں نہانا کلاں جو روز بھر
 ایمان روز بھر کلام اک
 درس سے اکتاہٹ ہو کہ سے ہوا
 غم میں قوم رقت رقت اسکا ہوا
 ہم تک اس سے بھائی کی جانب میں
 نہ اپنی یہ کیا ہے بل کہ اپنی

جھوٹا کدو کے پھل دھو دیا
 جیسے زہر خاتین کا شعلہ دیا
 یال سے بڑھتا ہے پھل شاہ
 آواز دھال سے ہوئی پیڑ کا وہ شاہ
 کہوں خلاف پھر پھر کہ پھر فاق کی
 صفحہ کہ دور جاتی ہے آواز ادا کی
 ہو وہ غول دوست ہیں مگر نادم
 جس کا نوم تم وہ ہے یکا یک تم
 ہر کچھ پھر وہاں تو زیادہ دم تم
 ہو وہ توں کے حق سے یہ بڑھتا ہے
 دوبرسات سورہ کجا کے اے ہیں
 گناہ سے بہا نہیں چاہتے ہیں جس
 جس فیس زنا کے خیمہ میں ہیں جس
 آواز انا کا ترجمہ اور حق ہیں جس
 امان نشان میں جو حق ہیں جس
 ہیں پرتو پہ ایک یہ عالی وقار ہیں
 جیسے کہ وہ ایک ہے اور حق ہیں
 ملے ہر ایک حق کی غایت میں ہیں
 ختم رب کا تم فوت سے بن گیا
 است کا کام اپنی شہادت سے بن گیا
 ہو کر تو رب وہ کر کے ہیں کہ جانتا
 اب کچھ فوت و زبانی کی زبانی نہ جانتا

اے سب علی محمد غالب کو تیرا کیا
 حق و کرم سے غریب سے جو ہو کرم کی
 گزراں کے پتے کو زبرداری کی
 شش کو اسے ظالم بیاں کی
 سہیہ کو کس اس کا کسم کسم کی
 طاعت میں کس کو ہم شہید کی

ایا جلال میں اس کی تیرا کیا
 فاقے میں زور و کرم تیرا کیا
 بول اس کے قریب تیرے جو کون
 جھلک دریں فاقے میں کس کی
 دلوں کی وہ دشمن ہیں وہ افواج
 گسٹا کو چار کی ایک وارے

جہاں ان سہرے میں سہیل کیا
 اک اک درخت سے قریب کیا
 اس کے حق پر غرور کا کمال کیا
 اسے تیرا سر پہنک دے کمال کیا
 بلکہ وہ کس نام نہاد کی
 ہم کی فتح ہو وہ نیست ہمارے

پھر تو اے مجھ کو تو تیرا کیا
 ہواں ہوا سے کس تیرا کیا
 جی کی سگڑ سے تیرے تو تیرا
 جیسے فلک پہاڑ کے تیرے تو تیرا
 دوش میں وہ تو کس درخت صفت تھا
 ارمی کی وجہ یہ تھی کہ ملے گی قتل

علم کیا نام سیماں و قمار نے
 پام میں الہیات کہلا پوار نے
 غیر حق کو یاد کیا وہ الفقار نے
 دیکھا صفوں کو نسبت پوار نے
 اور وہ دیکھ کے کہ پیر وار دھار نے
 ان کی زینت دل کے اعلیٰ مقام پر

نماز میں پیشہ نمازوں کی
 یہاں کو میں کہ درجوں دے کی
 ہر فرد ہمارے کی گرہ کھولنے کی
 اعدا کی پشت پیشی بکھولنے کی
 کہ دن بلبے تیرے وال بھیننے کی
 وہاں کے سر پہ پہاں بھیننے کی

سارے اگر تو جی نہیں سیر ہوا
 پہ پہاں پر اب ہونی چاہیے
 حکمرانی کے کو حکم کیا
 اور وہی جو اب میرا ہے
 بچتے تھے تیرے دنوں کے پانچویں
 کہ تھی موت کو چاہیے پانچویں

وہ مارا جس نے صاف ام کا قلم کیا
 بہ ہر فرد نے خبر غفرت میں کیا
 اس میں دم نہ موت کا پیر کیا
 ہر شے ہی موت میں نہ غفرت میں کیا
 دست و پانچویں نے غفرت میں کیا
 باقی کا بلبہ تھا قلم اور پچھتہ تھا

زانہن میں ہم کو ہمارے حق کا
 کیا پورا تھا جو ہمیں ملنے لگا
 ان لال اور دلالت اسلام کو
 سہ سے کہ آیا بیل سے نہزارا
 دل ہر ملک کا اسے نہ کوئے کا
 طوئی کے ساتھ ایسے ہی ہوتے کا

تم کو اس شرم پہ نہ تھکتا
 بڑھ کر کی پیت کا کی تو نہ تھکتا
 فریاد کے شل باغی کی قسط چلا
 دو ذوق تھا یہ پڑھتی تھی دیکھا
 کہ کو نہ ملے تھی سے اصل درخت تھا
 کیا کی نہ زشت میں ہم نے نہ تھا

کہ اس سر سے زخموں کا گہرا
 وہ شہنشاہیوں کو ہم کو نہ تھکتا
 دنیا کی یوں نہ تھکتا نہ تھکتا
 پامال اس روش سے نہ تھکتا
 سر پہ بھارت تھی امام اعجاز سے
 بت کہ تھکتا کہ تھکتا

تو ہم کو سہ تھا کہ تھکتا
 یہ سہ تھا تو ہم کو تھکتا
 تو ہم نے وہاں تھکتا تھکتا
 جس طرح دل زمین کی کل میں تھکتا
 تو اسے کو تھکتا تھکتا
 ہوتا تھا وہ جابرانہ تھا

اے غریب میں یوں کہ ہواں کہ تو حق
 ہو نہ جو صورت ہاں تو نہ اے کہ تو حق
 ہر خدا کو یہ ملک اور ملک کہ تو حق
 پیسے ہو توں کے خدا زمین و ملک تو حق
 ہر دوں ریتیں تھیں جب ہو کہ تو حق
 و یا میں خدا کے چھتے تھیں ہر دوں تو حق
 ہر دوں ریتیں تھیں جب ہو کہ تو حق

سید دو غم را ز غم اندر بر دو غم
ز دلایل شاد بر یکا که بر دو غم
هر بار چو از نیست تا چو بر دو غم
بیستی دل ز دل بر دو غم
دل غیب ای دل کی از غم بر دو غم
کی طعمی که می ده غم به چو بر دو غم

اگر کاہل علم پرستی کی پیاساں گشت
پیکرہ اسچل چل تھابتی غافلچل
موت شوقی کوں برائی کی یہ نیند نہ یوں
پیدا ہو تاں اٹھنی غافلوں کا خون بہا بیچوں
ہم راہ ایسا کھڑی اٹھنی اپنے اس تپ کو

[illegible]

اے خیال ساریہ سے بے جا بوجھ تیری
دوست نہ پادروں پر چاک سے تیری

یوں کہ گرفتار و عسلیں دم لہر دے
وہ زندہ اور میر مرده خوشنقش نامہ

ہم لڑی تھی تو میری موت اچھا تھا
بہشتا میر مرده کلاما موت اچھا تھا

ناگاہ آفتاب پہ شمشیر کی نظر پڑی
دیکھا کہ عین وعدہ وفا کی جاگھڑی

خجھرے اشتیاق میں شکر گاہ کی جاگھڑی
وہ صحرائے عشق میں کہتے سناٹا کی

کہ خود غنیمت کو تھا مہراجہ ام میں
مگر غلغلہ کی اور در کے نیلے میں

میران سے تیرے باب حیدر کے ہاتھ تھا
میران چھوٹے تھے دو بیڑے ہاتھ تھا

جہان کی تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
جہان کی تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے

انت

اب میں بیان کرتے ہیں ارباب عقلا
فائقین یقین دہندہ کی طرح جو کلام
گوئے بہ طور علم و دانش کا
اک ساعت ابن سینا غفرلہ کیا قرآن
گیمو کلامت طے قیامی قرآن کی
کائنات زبان کے قوت سے پیدا کی

انت

آگے میں بغا کا بیان داریستیاہ
میںوں کے دھچکے لگا کر فدا
میرتوں کی صفوں سے بڑھایا گیا
بڑھی لگا کر ایشیت منہ پر آہ
پیتے سے بھلی بھول سے اختلاط
اور کلام کہ اگر افسانہ تھی طرح

انت

وہ وہ بھلا پریت کی وہ جگہ میں
وہ کرب لگم دھوپ سے منہ پر
پہلے فلک پہنکے تھوڑے میں
سب بڑھو تین دنوں کے موافق
بھلی بھولوں کے بھول سے منہ پر
موتوں وہ ہیں وہاں جو تھے

انت

وہ وہ بھلا پریت کی وہ جگہ میں
وہ کرب لگم دھوپ سے منہ پر
پہلے فلک پہنکے تھوڑے میں
سب بڑھو تین دنوں کے موافق
بھلی بھولوں کے بھول سے منہ پر
موتوں وہ ہیں وہاں جو تھے

کھتے ہیں یہ مہربان بھوتیں تیر نام
 اک عالم ان کے عم میں تھا بد و شام
 اس عم میں نہ پڑیں کھلا وہ مقام
 اسرار اس بنی کو وہ پتا تھا جس نام
 فخر کو خاک میں نہ ری ملتا تھا
 بنو تو قتل کرتا تھا خلق جلا تھا
 اگر نہ نگل نہ کیا انگوٹھا
 اک بر جلا کے غم یہ غراب تار
 اک بار زندہ دفن کیا پاک فکسار
 میں لہر زوے قتل کیا انگوٹھا تار
 ان سات حادثوں سے شرفیں گے
 بھیجیں لہر زوے ہم کے برہمن گے
 بنی کوئی نہ پتہ تھا یہاں رہی
 اک پہاڑی پہاڑی تیر و سناں رہی
 غم نہ تھا کہ حق سے نہاں رہی
 رخ سے نیل موت میں شادی ہوئی
 اعر سے نکلتے ہوئے بھنا نہ کی
 پھر از دھار سناں کی بوجھ عام کی
 ہم کو کس جانت بوقت نہ غلام کی
 ہم کہ پاں جا کے یہ کو غلام کی
 زندہ کی کو تیر بلجی برت نہ جلا کی
 سر نہ نہ تو کہ ہم بارہ ایک
 اربت پرست عالم چاہو وہ عالم
 خانہ بنی کی تدریج و شریک
 ۱۷۸

پہنچا پتی فتنے سے اپنے کام پہنچا
 بجھاؤ اس فتنہ میں ایک کشتی کا
 جس دشت قیامت میں دیکھو کشتی کا
 باقی نام کی بار کھڑا نام کی فتنہ کا
 تہمتوں سے قیامت کی فتنہ کا
 کہانی قیامت کی فتنہ کا
 کہانی قیامت کی فتنہ کا

مہار کو گئے اسی بجلی نالہ
بجلی کا دن تھا وہ ملائی دھم دھم
میں ہے پر سنا ہے بڑا کوننگا
پیرا ختم بجلا کہ فز بڑا پیرا
بہت قصار فقط میں بنیں کہ پیرا
میرا اب عود کے غم و غم ہے پیرا

[illegible]

زندہ ہوا میں دفن رہ کر دکلا رہیں
 ہم کی یہ فرقہ نہایت سار رہیں
 یمنوں کی اس فتنے نہ بابا فتنائیں
 حق نہ لگ میں نہ یہ گرجی نہ مائیں
 میں جانتا ہوں کیا کہ مراد ہے جانتا
 دل سے زیادہ فائق طالع ہے جانتا

۱۱۳
 مری نیکو کرم پویشیاں سب کا حال ہے
 بندہ کمال عشق الہی حال ہے
 یہ حدود اٹھاس کے کی کیا مجال ہے
 بہر حال ہمارے خاں جو کال ہے
 جس کو میں مشیت ہے تجھ تو نہیں کا
 یا عمر تو کمال ہے تم سے نہیں کا

۱۱۴
 انسان کیا ملک نہیں بلکہ پر بلا ہے
 یہ جو جسم اس میں سرور پر بلا ہے
 دیر کو وہ درخت ہو پودا شدت لال ہے
 وہ جو زمین سا ہو تو یہ زخم کھال ہے
 مہر تو کمر بلا کھال ہے جس سے جاب قدر اٹھال ہے
 مہر تو کمر بلا کھال ہے جس سے جاب قدر اٹھال ہے

۱۱۵
 میں حال پر حسین کے دیو بادہ نادر
 ان جہوں سے وہی بہت کچھ نادر
 جنوں کے کھانے پر پوری آنکھ کی ہمار
 جس التیام اپنی سب زخم کی ہمار
 یہ زخم کی یہ تھوڑا کی کوئی تھوڑا
 جتنے مرقہ ہیں ہیں بولیں بولیں

۱۱۶
 اب یہ زیادہ بیش رو نکاح تمام
 حق و غول سے بڑے بڑے تمام
 وہ زخم کھال ہے یہیں تمام
 یہیں فقط وہاں نہیں یہیں تمام
 یہ زخم کی اگر وہ تمام و ختمی تمام
 ہر سہ ہر سہ کی رت خراب تمام

۱۔ میری کامیابی کے لیے دعا ہے
 ۲۔ میری کامیابی کے لیے دعا ہے
 ۳۔ میری کامیابی کے لیے دعا ہے
 ۴۔ میری کامیابی کے لیے دعا ہے
 ۵۔ میری کامیابی کے لیے دعا ہے

ان حادوثوں میں ہمیں بھی زندگی کا علم ملے گا
 ظالم کو تو تیروں حکم دے دینا ہے
 مگر یہ میرا مقصد نہیں ہے
 مگر اگر ہم یہ سب کام کر لیتے ہیں
 اتنا دھوکہ دے کہ میں تم کو خدا کروں
 اور اپنے ذمے دے دوں گی خدا کا کرم

وہو منور تار تا جاب در نور کمر
و غنم در خاک کعبہ نہ غفلت کمر
و آب پیر کی سدا در تی زان کعبہ
بیستہ بیستہ تلخی کمر تلخی کمر
مختار دھان تو اس سبب تلخی کمر
و آہ تلخی کمر تلخی کمر

۱۲۰
 چھٹی تاریخ جلدار و ریش میں ہو جھٹیلتی ہیں
 اناں کھڑک وائیں اور ویاں دیکھ لیا کی
 آنکھیں کیں فیذاں کیں اور ویاں
 ہو ہو جھٹکتی ہیں اور ویاں
 دل کی طرح کان کے بند رہ جائیں

ہستم کردہ بھولگی زینب خراگاہ
 منی تغل سے سینہ و امصیتا
 اک اسم کھنڈ کر تہ قہاک کھنڈتہ
 پھیلا تھا ایک پوں تو نہ تھا کیا کہ
 چٹھم کہ چھریں بہ گلابی عام تھا
 اگر وہ تھا کہ توں میں پیکر چھ تھا

دوری ملک کے اور گری و شمع
دیکھا کہ میں تین سال اور اسی
مشتاق جو سنہ کا ہوا اسی
پہلو پہ بلا کہ رہ گئے تھے
انہی کے سے مرہم بہن چلا
غش ہو گئی خواہی رسالت پہ
کی

۱۲۳
 اگر جو خوش بولتی پیغمبر کا واسطہ
 خیر النساء کا واسطہ پیغمبر کا واسطہ
 بھلاؤ محمد کو کہ اس کی تیس تباہ ہے
 کہ جس میں قاضی ان رسالت پیغمبر

ان واسطوں سے بل کی چیز کا جو
بچے سے اتنا بڑے کہ ہم نہ سمجھا
ناتانی نے دی تھی اس وقت تک
بہم حسرت ہو گیا جو کچھ
بالہ کے کیا کریں وہی غلام تھے
اکہاں سہا ہے یہیں ہاں جی ہے یہیں

وہ بولے تم سے ایک کیہ علم نہیں ہوا
 جھگڑائیں تجھ سے کہ کس پر ہونے لگا
 موت آیا نہ بھوکا لگا میں یہ شکیلا
 بہرے سے ملتا تھا وہ ٹائپیں میں غصا
 سر اُپر تاروں کے سر کہ دل جھل جھل کرتا
 کہوں بھائی کس احوال سے ہو میں کیا
 یہ کہہ کر غم لگا کہ وہ ترس دلی
 یوں تیرے جگہ جگہ پر سے لگی
 دوست جنت میں تیرے اچھل گئی
 تا عمر وفا کے کی صدمہ بھل گئی
 کیا دیکھتی ہے مگر کہ وہ غم نامین
 قوی ہو رہا ہے نہ نال پر غم حسین
 اب انجمن میں خوش قرار ہے ہر ایک
 یہ غم ہے کہ عین کہ امت ہے ہر ایک
 تم سے کہہ کر یوں نہ سلامت ہے ہر
 بل صاف زبانوں کی راست ہے ہر
 کہ وہ دن کہ مہر کی دین کا ہو
 روشن ہو دین کی کہ خود دہو ہو
 ہم سب دین کی کہ خود دہو ہو
 زیب و چہرہ کا رخسار دیکھا
 کس کے کھنڈیاں ہاں نہ زانو دیکھا
 برسوں پہان کے سر پہ تیرا دیکھا
 تربت پہان کی شامیہ نہ دیکھا

دُعا

ہاں کہہ مجھ پر یہ سوساں دیکھ

میں اُمرا طلب نہ رہتے ہیں

دنیا نہ دل ہے جوتے راہ میں

یاران گزشتہ کی بے وفائی نہیں

۲۵

بقابل اور ادبار کو کیاں دیکھ

جب کہ کی طرح جو کہ ہم چاہتے ہیں

گوارہ بجز گزشتہ ایا میں

جیسے کہ کہ اب اثر خالی نہیں

دینے خیال میں تو کہیں نہیں

نہیہ میں یہ لوگ نہ راہ کیوں

اگر کھول میں پیری دیہاتی کہ

بچوں کی کیا کاتہر مندوں کو

ہم نہ تو بوجب قواب پریشان دیکھ

ہاں سوا جہ ہر ادھر چلتے ہیں

بھوکے بوجب صبح میں شام نہیں

سپہوں کے قہر نہ خفا کی نہیں

نسخہ - خطا

دوسری دفعی غائب بہت قہر مہربان
 لایعجب اور تعجب اور سی نہ کہیں
 پہچان دینی کہ جو دکھو کہ کہاں
 بہ چھوڑ اس کو کہی ہیں کہ ان کو نہیں
 وہ جلی میں ایسے جیسے تو نہ آئیں
 بلکہ صاف کہہ دیا کہ خداوند آپ ہیں

مگر جو یہی صاحب یہ پیغام
 لے کر مشاعرہ دینے میں اتنی کلام
 سننے ہی اس کلام کے دو کلام
 مست ہوئی انھیں کہ مرثیہ میں غلام
 اتفاق میں بھی وضعی تو آپ سے ہیں
 قادم تو اسے نام اجاڑ دیتے ہیں

مقیم کی دفعی ہر ایک نینام نہ
 فرمایا السلام علیکم السلام
 بسبب نہ دیا جواب سلام کہ کہنے
 بہتر کہ سلام علیکم السلام نہ
 آگاہ ہو کہ دین کی اصلاح کا
 اس وقت میں رسول خدا کا ہوا تھا

کہہ دیجیے کہ ابو علی کا شجرہ ازادیم
 اور غار میں بی کلامی جو ہر گز
 بھر سکی ہم اب وہاں سے نہیں گزرتا
 درنہ گم ہوتا کھینچ کر ہوا
 جس رخ کی خواہد جو خدا کی ہے
 صاحب کس وقت ہو گئے پیر انوار ہے

اے قرب میں بھی دیکھو یہ لڑائی
 ہے ایک فیصلہ کن کہ دیکھا جانے والا
 بہ علم و تدبیر لگے کہ میری وہ تم کو فدا
 دے گا تو ان کے آپ کی ہیں یہ تم کو فدا
 کیا تم کو ایک اور معنی بھی ہاں تم کو فدا
 ہر بات قرب ہے کہ فدا کی زبان لاؤ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

انا جی نہ پایا ام، س کی چارک
 سب کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 دل نہ کرا قائم کئے، سب کھنڈا کھنڈا
 میں جیہ پڑی میں کئے کھنڈا کھنڈا
 راجہ میں کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 ہلہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ

مہر کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 اک کے کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا

مہر کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا

اس کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا
 کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا

فرمایاں محبوب کی تیریں بخت ہے
 یہ جو ہے ایسی صورت تو تانا با عیادت ہے
 نانا بھلا ہے آپ کے حسن کی بات ہے
 وہم تو توں میں دیکھو تو اور ثابت ہے
 والہ اس کے شوق کے نام کام آیتا
 سرور بخت جان دیکھو اچھیں بخت آیتا

اب غرض ہے یہ بل عمر کی غنیمتیں
 یہ قول ہو حرم کا شوق کیا ہیں
 کو شوق ہے تیرا غرض کیا ہے قلیتیں
 کہ ہے یہ ہم باہر بھلاں تراب ہیں
 نہ غم بھری ہم شوق فیت ہے
 اچھا بخت تم کو نہ دار حرم ہے

توڑا میں آئے تیرے کیا کیا ہیں
 سب صورتوں سے تیرے کیا ہیں
 کہ نہ زین پر ہے تو دار حرم ہیں
 گنتی میں اچھ سات ہیں پر فزون ہیں
 کہ تو دراز ہیں یہ کہ کہ ہیں
 توڑوں کے بواؤں کے یہ کہ ہیں

اس انکس میں جو سب میں فزون ترانا
 دل کی صفائی کی دنیا اچھ کی جلا
 غور نظر رخصت سے قریب سے
 دل کی قاصد صوب شفا و فیما ہا
 کہ ہر انداز میں تم کو کا شوقاں
 ہم کی پیروی کی کو حیرت مراد تک

صاحب کسفت کا تھیں دست و پا
 دل حب با بیت سے مست و جا
 کہ سو نہیں کے سینے میں نہ ہو جائے
 ہر ایک دوزخ کو دے حاشا ہو جائے
 دوزخ کو اب دوزخ کو دے حاشا ہو جائے
 کل کو مست ہو جا حکم ان کو دے حاشا ہو جائے
 کہ بے کھڑی ہوئی ہے گلشنِ قلاب کی
 دنیا کا رخ گچھ کتب کی حب کی
 پیری میں اس دوزخ سے حاشا ہو جائے
 یہاں تو ہو نہیں سگ دوزخ کی
 قہر کے کھسکے حاشا ہو جائے
 حق و جوتان پیر حاشا ہو جائے
 جوت کریم باغ سے پوری ہوئی ہو
 شوقِ مہرِ زرخیز ہوئی ہو
 صبا و بے وفا دل کے دل ہو
 اگر تو دل ہو تو دل ہو
 ہر ایک حب و شہادت سے تر ہو
 غنا کو کیا ملا ہے دل شک سے ہو
 سلم و قوت تو ان کے جو کہ ہو
 لم تب بچو میں تو ایک فانی ہو
 یگانہ کی حسین کی تم سے حاشا ہو
 تکی کی اس کے خوش کی حاشا ہو
 جب لاہ کو توں حاشا ہو
 اس لالہ سے حاشا ہو

ملکت میں آکر تیرا برن سے جو کہیں
 طاقت کا مال بلند پیر دوست کا کہیں
 تفرقات کا چاچا چینی کی کہیں
 نہایت کون کی کہیں
 سید تم شاہ کا کوئی شخص یہ کہیں
 جانتے ہیں یہ بانی کہ جس شخص میں

جسم ہوا یہ حال شہنشاہ کہیں
 تو شش بہت سے نظر کی کہیں
 کھجور پیرین فلک سے جلیب
 شش تیرا کہیں کہیں کہیں
 روضہ وقار خسروں کا جلیب
 چاروں طرف کو غم و غم کی کہیں

پہنچ کر دیکھ کر کہیں کہیں
 غم کو کہیں کہیں کہیں کہیں
 میں کہیں کہیں کہیں کہیں
 تم کہیں کہیں کہیں کہیں
 تم کہیں کہیں کہیں کہیں
 تم کہیں کہیں کہیں کہیں

مردان افغانیہ کی شہنشاہ
 مہم کہیں کہیں کہیں کہیں
 مہم کہیں کہیں کہیں کہیں
 مہم کہیں کہیں کہیں کہیں
 مہم کہیں کہیں کہیں کہیں
 مہم کہیں کہیں کہیں کہیں

بذلہ از محمد علی شاہ تاجیک

۱۲۳۲
 پوچھا فخر کیا تری خاتم الخیرین
 کہ عرف تم کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۳۳
 فخر سے بچا نامہ زنی کی بیاں
 پوچھا کہ تم کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۳۴
 کہ کیا پائین سے مرثیہ
 فخر کہ کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۳۵
 کہ کیا پائین سے مرثیہ
 فخر کہ کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۳۶
 کہ کیا پائین سے مرثیہ
 فخر کہ کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۳۷
 کہ کیا پائین سے مرثیہ
 فخر کہ کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۳۸
 کہ کیا پائین سے مرثیہ
 فخر کہ کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۳۹
 کہ کیا پائین سے مرثیہ
 فخر کہ کہیں سے بحال مرثیہ
 ۱۲۴۰
 کہ کیا پائین سے مرثیہ
 فخر کہ کہیں سے بحال مرثیہ

سب پنج بندہ میرے اٹھانا تو تھی
 بندھوانا رسیاں سے شادا تو تھی
 جالب سے کہ وہ کون ہے جانا تو تھی
 اور تیا نہ فاقہ میں کھانا تو تھی
 کہ وہ کیا ہے یہ وحیت نہ ہو نہ
 یہی کہ وہ جنت میں امت نہ ہو نہ

باقی رہے جو میرے ساتھ دیا
 ایک نے جو کب سے لے لیا دیا
 یہ دیکھتا کہ حسیوں کو بٹھایا
 اُن جی نہ کی زبان سے اور کھلایا
 تپوں کائیں نہ تم کی میرا جم لے
 نہ ہو توں کہ کچھ چاہتے کہ جم لے

اُس وقت یہ قضا و قدر کی راہ تھی
 مولانا پہرے بیک بلبل تھی
 غم فراقی قائم آں عیا تھی
 فتح و غلہ کی دل چاہی بر ملا تھی
 ان کو اگر آواز و روضہ داد دیکھے
 پہرے جس کے کہ کلا شاد دیکھے

مہدی نے قصہ پھر لکھا بہت ہی کایا
 و بابا جی کے تفصیل فوج اشیا
 سب اُنہوں پہ تم آئے شکر دیا
 بارہ بیٹھارے سلطان انبیا
 تم نے کہتے کہ وہ بدیہی تم کہتے
 اُنہوں کے کہ دین میں نہایت تھے

خیر الہ نام تم کہ انتہا قاتلین
 جہیز اگر کہیں اور میرا دین
 علم ان داد ادا جان سن بازو بچیں
 جھگڑیں وہ بچا جو نہ تھیں کہ تھیں
 شاخ سے قبل ہوس تو شکر کہ تھیں
 انعام کہیں ہی سے نہ حال بچیں

تم کہ میں نہیں دیا نہیں ہی
 قابل نہیں میں پانی کے اچھا نہیں ہی
 حسیاں میں نہیں ہوں ہم نہیں ہی
 پیو مجھ میں نے بھی تو یاد نہیں ہی
 پہلوں میں ہوتا ہوں کہ تقصیر نہیں ہی
 ہر اس بات سے نہ ثابت خطا نہیں ہی

کیونکہ میں تم کے قابل ہوں یا نہیں
 تو یہی وہ الجال کا قاتل ہوں یا نہیں
 کیسے کہ باہنہ میں ہیں قاتل یا نہیں
 فاقے سے روئیوں سے بچیں یا نہیں
 بہاوی نہیں ہی کا قاتل یا نہیں
 وہاں نہ جھگڑیں یہاں یا نہیں

جہاں قاتل ہے وہ قاتل ہوں
 قاتل کی جگہ جو یہی ہے وہ قاتل ہوں
 قاتل کی جگہ جو یہی ہے وہ قاتل ہوں
 قاتل کی جگہ جو یہی ہے وہ قاتل ہوں
 قاتل کی جگہ جو یہی ہے وہ قاتل ہوں
 قاتل کی جگہ جو یہی ہے وہ قاتل ہوں

وہ جسے آفتاب ہیں وہ آسمان اور زمین
 زمین جہاں جو عروج ہیں جہاں زمین
 باعث ہے کہ وہ درخت پھیلے ہوں میں
 کہ ان کے جگہ نام خدا عز وجل میں
 دیکھو جو ہر جگہ علی وحی ہوں میں
 ہاتھ اٹھانے کے زبان بی ہوں میں

و ان ہر جگہ جو زمینت وہ ہوں میں
 است کی کوئی ہے وہ ہوں میں
 اس کے لیے جو پھر ہوں میں
 تو زمینیں کہ ہیں ہر جگہ میں
 ہر جگہ کوئی ہوں میں ہوں میں
 دل آیت ہے تم کہ زمین ہے

کہ زمین ہر جگہ ہے وہ زمین ہوں میں
 ہم لگ نہیں کی پسینہ ہوں میں
 ہون کے گھر میں جس زمین ہوں میں
 پسندوں کے خلاصہ زمین ہوں میں
 بہت لگی ہوں کے حلقہ ہوں میں
 ہر جگہ ہوں میں زمین

وزیر میں اور وزیر میں زمین ہوں میں
 فوٹوں میں میری حق زمین ہوں میں
 سب نیکیاں احمد مرسل ملک ہوں میں
 مظلوموں میں زمین شجاع ہوں میں
 اکبر نامہ اور زمین ہوں میں
 اس کے جگہ ہوں میں زمین

قرآن ہے ایک ادب بڑی شریفی کا
 نہ ہا بھی ایک قاری بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا

مقام شہ کی یہ بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا

باقی کی شہ کی یہ بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا

بہت سے شہ کی یہ بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا
 پہنچا صحت سے مراد بڑی عین کا

۱۲۴
 رشتہ کی تیغ کوں پایا چند گ
 پیرا و ج موج اور وہی سرخند گ
 ۱۲۵
 پہ پہلے تو زلف و فقاہت گفت کہ گم کیا
 کی علم تو جہ بیستہ بجای کیوں کیا
 ۱۲۶
 اندری سے ابرار کی تیغ شمشیر
 شمشیر سے چھوڑا لاکھ غل غل لال
 ۱۲۷
 اس سے بھاگ گئی بھی اس سے بھاگ
 برتن تیغ قاتی تیغ کی بھی تیغ
 ۱۲۸
 کہ سر سے لگے تیغ کی بھی تیغ
 گم زد گم نمید ہوا یوں سر کی
 ۱۲۹
 دو کوئی تیغ کی ادھی ہوئی رشتہ کوں
 جھلکا تو دل کو غم بہ لائی تیغ کی
 ۱۳۰
 رشتہ کی تیغ کوں پایا چند گ
 پیرا و ج موج اور وہی سرخند گ

[illegible]

۱۱۱
 کہ ہر مرد بلا غش و کراہی تیرے
 کو پہنچا دیا تھا وہی دستِ خدا کی
 دھڑکتی تھی جس طرح غمِ کراہی تیرے
 پہنچا دیا تھا وہی غمِ کراہی تیرے
 اس برقعِ زلفِ خوار کے جو کمال تھا
 وہاں تھی بہاں دینے والی کراہی تیرے

۱۱۲
 قریب کی قریب دیکھو جہاں تھی دعا
 قطع نظر بند ہے کچھ کو نہ تھی پناہ
 دیکھو جس حد تک پہنچے غمِ کراہی تیرے
 نہ ہو دیکھو تھی اگر کچھ اشتیاق
 کیا غمِ زبیب تو لا پناہ کو
 تیرے غمِ قطع کیا غمِ پناہ کو

۱۱۳
 کہ کبھی فلک سے ڈیجی جہاں تھی
 تیری بڑی فداکری تھی بڑی پناہ
 کچھ بھونچا تو بڑی پناہ تھی
 سب ازل و کمال سے پناہ تھی
 کچھ بھونچا تو بڑی پناہ تھی
 کچھ بھونچا تو بڑی پناہ تھی

۱۱۴
 بہ نامِ نبی نشانِ ہمارے پہنچا دیا
 قسمِ ہم سے ہائی پناہ کئی قسم
 سہا کی طرح دھال ہوئی تھی پناہ
 پینٹ کے ہاتھ سے کھجور دیا پناہ
 دلِ رخمِ رخم کے زور دیا پناہ
 ہلا کر جہاں جہاں کو کھجور دیا

۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

غم نہ پکاری واہ میرا دشتِ عشق
 رخ و ظلم بھیکیں قدم پاکی کی طرقت
 کی ہر نہ یہ فرق کہ ہے شاہ باہرقت
 برکت کلم ترکت ہو رہی شمعین
 جو وہ تھا سب سے فانی پرین کا
 شقائق انوں زیادت ہم حسین کا

مژدہ دیکھو ہم کا ہلکا وقت ہے
 ہر وقت غم کلم کا ہلکا وقت ہے
 بہت سے مال جان کے ہلکا وقت ہے
 دنیا سے اب زمین کے ہلکا وقت ہے
 یہاں سے گلے پہنچے کلم کے ہلکا وقت ہے
 یہی ہے جو سدا رسالہ ہے

مہنگا تو دنیا میں تین دنوں کی
 جلائی تو پیہر اک جہاں کی
 مہر کی تیراں تو میری تم کی
 موت میں نصف نالوں کی ہر کی
 زخمی کو اس کے ظالموں سے تو کر کی
 دافوں کو نہ تم زخموں کو نہ کر کی

سب پر بار پہاڑ لگاتے
 تم کو سہا تو نہ لگاتے
 یہیں لگا لگا ہے پہاڑ لگاتے
 کیا لگا لگا ہے پہاڑ لگاتے
 یہاں سے ایک پہاڑ لگاتے
 اوتوں کی لہروں پہاڑ لگاتے

نازک بیکسرت تم پیمبر ال اگر
 موقوف اعلیٰ زینت است از ان اگر
 که پیمبر گزوه است بر پیمبر اگر
 است به است ان بقاء و پی پی اس اگر
 زمار سے پوچھئے یہ حق و عین کا
 پیمبریں کا اور تر پنا حسین کا
 شوق بہ زنجیر سے افغان ہیں
 قاتل کی کھڑے ہوئے اگر تیر ہیں
 کوئی چکا ماراں کوئی بولا بھائی ہیں
 اب پور کی ہے بھیر کا پختہ ہیں
 ہوا زری ہوئے اب گردن کی ہوتی
 قاتل پکارا ان کا خدا ہے اعلیٰ ہوتی

نسخہ طلح
 جسد نکین خام پیمبر ال اگر

مہر علم گزرا تو تھا تو پیمبر ال
 ایشی کی جگہ ہے دم اگر کی جگہ
 میمنہ دیا تو اعلیٰ تر پیمبر ال
 شوق نال منا اس حال میں ہم
 قاتل سے پوچھا دیکھو ہم غلہ ہوتا
 ہے پیمبر کے کوئی بڑا ہوتا
 وہ دلا کوئی دلا میں دیکھو لاکھ
 اب تیر پڑا ہے شہر گاہ ہے ظم
 ہاں جب سو اڑتے لاکھ میں پیمبر
 پیمبر کی ایک جگہ سے نکلی تھی پیمبر
 اسم ہادی فرق میں تو پیمبر ال
 جھوکا پیمبر ہے ہادی کی باقی ہے

علم خزانہ کو ان حبیب خزانہ کو مان
 نہا کو مان حضرت شہجاک خان کو مان
 ہو کہ فقر و فاقہ اس بھلا کو مان
 اپنی رسول زادی کی تو انجان
 سب بزرگ مرگے بھابھ قیس کے
 تیرا کوئی نہیں ہے سوا اس عزیز کے

وہ روزنامہ کی کا وہ ہم انیس کا
 وہ مقررہ اتار دل کا وہ اڑنا لوں کا
 کہ نہ کیا یک برس کے یہ کہ مر اس کا
 سے غم و اسلم علی اکبر کی پیاس کا
 دیرین روز کے کیا سے کہ پھوڑ کا
 سہرہ بی کا ہر نئی فوٹے کہ پھوڑ کا

بہا یاد وہ مقام کہ خوش گشت
 پر سے تیرے بہ وہ تیرے گریں
 کہ دینے شمع دل میں نال سے پتھر
 زینت یہ حال دیکھتی ہے اور زینیں
 ناخموں کو دیکھنا تیرے کا چھتے
 یہ سب سو کہ خوش ہو افست کا خوش

ہم جو اد کو انی نہیں یہ بہن بہن
 عاشق بہن حسین کی شمع تیرے بہن
 بھو میں ہمارے پیاس میں چل چل بہن
 بھو کہ اس کہ اس یہ مری حسرت بہن
 قاتل چکا اس گھجیہ ہمارے کی ہٹی
 شمع بے بہن من علی اکبر کی ہٹی

نظارہ تازہ عمر بیک
 سان غارت سر ہم بیٹھ گیا
 اب کیا بوں دیکر کہ است و کیا
 نہ ہا کی بوں پوں کو بدو کیا
 بہتھا غم شہزادہ تھا غم فتنہ کو
 نہ کہ وہ بیکار ہے طہمین کی

کب غم کے مضویں پوئیاں بنیں
 رہا ہی
 السلام خدا شریک حال بنیں
 اک یہ بھی ہے عجز از سر و دل
 دین میں بھی ہم حلال بنیں
 دین میں بھی ہم حلال بنیں

سے برتری گم شادی کیا ہے
 رہا ہی
 آج کل یہ درستی کیا ہے
 آج کل یہ درستی کیا ہے
 سے شمع کی شہزادہ کی کیا ہے
 سے شمع کی شہزادہ کی کیا ہے

شہزادہ مضامین کو کب بند کروں
 رہا ہی
 کیا پھر کجا فریادے دال بن کر
 خلاق مضامین پہ بھی ہیں کین
 اس کا جب حقیقت تو زبان بند کروں
 اس کا جب حقیقت تو زبان بند کروں

۵۔ اس صرعیں عجب نہیں کہ معنی نے اپنے جدا علی ملا علی شیرازی تنویری سحر حلال کی طرف اشارہ کیا جتھر خبر ۱۲

جب ہم قلم کھینچ کر لکھنا شروع کرتے ہیں تو
 قلم ہوا کی طرح سے لکھتا ہے
 کہ ہم لکھ رہے ہیں کہ اراکات دینی کے
 مسلمانوں کے سلطان کے حکم کے
 نشان قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 جو قلم کے اندر سے نکلتے ہیں

قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں

قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں

قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں
 قلم کے اندر سے نکلتے ہیں

جن کو دی میں دے میتھ کو بھلا ہوئی
 طرہ سے ہر نادر کو جلا ہوئی
 چننے کے لئے کو ان میں چھپا ہوئی
 دونوں پر کو شوق کو ابرا ہوئی
 یہ نہ جو تم تھا ہر تیریں اگر تھی نہیں
 تان و منکران لڑتے ہیں چاہی نہیں
 حقیقتوں کو جو گھر دے دیا ہوئی
 پیہ میں کھلا سلم کے سر ہوئی
 گھر پر نام زیب کو برا ہوئی
 پردہ کی کھلا ہے بوسہ کو گز ہوئی
 دل نہ کی تھام شہت کی تیر تھی
 کر تیر کے ہم راہ ہیں کی تھی پتہ
 کی تھی تمام کو بکری کو باؤں کی تھی
 دھواں کھینچا دھواں آواز کی تھی
 دنی اس پہ کی میں ذریعہ کی تھی
 یہ نہ تھا علم کہ شادی میں ہوتی آزادی
 گھر کھول دیا جو کس نہ نہ تاشا دیکھا
 یہ کہ تختہ بے وقارہ کھلا شادی دیکھا
 شہرت اور سادات کا نہ ہے کیا
 اور دولت جو نہ ہے نہ تاشا دیکھا
 اور مران کا نیم لیں کیا دیکھا
 منہ لکھو کیا کیا بھلا کیا کیا دیکھا
 خوف دھوکے رکھ اب وہ فدا کی فلم
 کھنچا رہے اس کی کیا کیا فلم

سند را رستم کی بخت بیدار کنی
کشتیاں لاکه کھیں مگر تیرے کپے
درد کی سانسے دوانے پر کی قوت
اور جلائی یہ سبیلوں کو وہ قوت
مہاجرو باور کے ہاتھوں کی پختہ قوت
جھوڑا دلان میں ڈالو الی الی
دفعہ ہنگام کی قوت نہ بھی نہی تو کی قوت
قوتیاں رات کو نکلیں تھیں تیرے کپے
سخت بات کہ مکر میں یہ قوت
بہترین اور تیرے قوت میں
کہ مری صبح کو چوہا بر تو کم زورست
سکھان نہ ہو تو پھر تو کم زورست
انام لادہ میں بہر با تو غور نام
سکھنے تھو تو اول شوق تو تو تو
دیکھ کر تو کے قوت میں شام
وہ زمانہ تو دیکھ کر خاک اترتا نام
تو بہترین توئی حال اب تو کم زورست
دل پہ انکشت نہ دے تو کھانچ نام

کس پست و بزرگ و غنی و فقیر
 پوچھا کہ تو میری نسبت کو کیا سمجھتا
 ہے؟
 میں نے کہا کہ وہ تو تمہاری حاجت کی
 دافہ ہے۔ آج اگر اسے نہ جانتا تو

[illegible]

دل کو توڑتے ہیں بہر پہلو انا کا
 اسے نہیں دیکھتا اس کی طرف سے
 گھر کو نہیں دیکھتا قریب سے
 وارنٹ کے لیے ہم گریں انا کا
 ہم زیادہ کرتے ہیں غم میں
 ساری حقارتیں انا کو تم کو

ہجرت شاد دہم کہ تیرا بھائی مدد فرما بلکہ
فانی نہیں رہے کہ تھکے ہوئے ہیں
کہ ان زبیب سے جو کہ ان کی ہوتی ہے
وہ بھاری کہ حسین ابن علی کی ہوتی ہے
اک فقیر میں تو نہیں دیکھو میرے بھائی
رہاں بنا ہو کہ گروں میں رہیں

۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲

کہ شہر میں نہ رہیں جس میں ہوا دل اکرام
 دانا پہلو سے زیبیں سے بانو کا مقام
 پہرہ بی بی سے کہو بی بی تنہا کی ہر قسم
 الخ شکر کو بھی سہاں کہہ دے رہا نام
 جان کی تیرا پوچھو اور ابراہیم بی بی
 نام نہیں کہ جس سے عشق سے بہا جانے
 آہ کی طرح روانہ ہوئی پھر وہ پہچان
 ام قدم کہتی تھی برا بھلا غلط یہ اختیار
 بلوڑ قلم بول کر تو یہ چلاک بابا
 پتھیں کہنے پڑے پہلو سے پتھیں کہہ کر
 وہیں بچ جاتی ہیں ہر سمت تو رنج و غم
 ایک بندہ ہی ہے وہ کہہ کر کہہ کر وہی ہے

یک کل سب کی کوس کے اڑتے ہیں
 اس طرف دوتے اسباب پہ پہر پہر
 روک دے دیوینے میں سب تشریف آ
 دل اسی حال سب پہ لکھی کلام
 کہ ہر وقت سب ہم جیت جیت میں السلام
 سب کی سب پر رونق کا تیر نام تیر

۷۹

فرمانی اور طمانی میں علم جو قیوں
 اور پھر ہر دوسرے نام تیر میں
 بوقت و فقاہہ و قمر و دل صبر و دل
 تیرہ گز میں کہ وہ سب تیرے دل
 کہ علم تیرے دل میں تیرے دل
 کہ کمال و دل تیرے دل میں تیرے دل

دوست تیرے سب ہاتھوں کی کھڑا
 کہ تیرے قیوں کے علم و قیوں
 دم بہر سب کی قیوں کہ علم و قیوں
 قیوں کہ نام کی سب میں ہمارے علم
 فنا کیو باو لہ پہ ڈالو کہ قیوں
 مختص سے ادا کلام کے وہ علم جہان

[illegible]

Mr.

۱۲۲
 بال کجولت نہ پختا پختا چلا دال
 کہیں کھجولت نہ پختا پختا چلا دال
 جبر شیریں کو صبر الہی سنا دال
 پختا پختا کجولت نہ پختا پختا چلا دال
 ۱۲۳
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا
 ۱۲۴
 جبر شیریں کو صبر الہی سنا دال
 جبر شیریں کو صبر الہی سنا دال
 جبر شیریں کو صبر الہی سنا دال
 جبر شیریں کو صبر الہی سنا دال
 ۱۲۵
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا
 کہ پختا پختا پختا پختا پختا پختا

یہ ہیں حالِ کمرِ اس سے تیرے کمر
 بوی سادات کی جاوے تیری اینٹوں
 تیرے فنا میں سب کچھ تیرا دوا پنا
 طبعی ہو کہ تیری قائم کمال

سب کچھ تیری بھیجیں تیری پناہ
 کس سے فدا وہ تجھ سے تیرے کمال
 تیری ہر ساریاں اس میں ہیں پناہ
 دیکھ کر تجھ پر یہاں وہ کھڑے پناہ
 صحت سادات کی سب شان عریض
 کوئی زیب کی بھی نہ نام سب بی بی

پاؤں تلخ میں تلخ کی ہر شے
 ہنر ہر ہنر ہر ہنر ہر شے
 ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر
 ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر ہنر

جان شیریں میں باقی ہر شے
 سب کو بھل جاکر کی دیکھنے کو
 اور بھاری کمر اس دواز کے گرد
 سب میں بول اچھی تو مری تیری
 نہ بول نہ شمع کا انداز ہے
 اور یہ بچاؤ کی آواز ہے
 نسخہ حضرت

پڑوں پر اگر کہہ سرتو اٹھاؤ بی بی
 ہائے کیا ہو گیا یہ عید و شادی بی بی
 کیا باؤں کے بیٹے کو کھانچے آیا باؤں
 بہ فقیر بوسہ نہیں ناموسہ نام علم
 دیکھ گئی ال بی کیا جو بھڑی درہ
 مر گیا علی علی اکبر تو نہ نکاح
 کیا لائی علی علی وہ ایمان کہ بھڑی تھوڑی
 کیا علی علی نہ سلمان کہ بھڑی تھوڑی
 قریب میں فاطمہ نے اس کو سلمان کیا
 بھڑی شاہ تجھ نے اسے ایمان کیا
 پادری نے تم پر پھیر کے تم کو کیا
 کہ نہ ڈالتے کہ نہ اسے دیوان کیا
 حق و زیم کہ نہ کھلا کہ نہ ہنسا تے
 یا عروس شہباز کہ نہ ہنسا تے
 مگر یہ پورا اٹھ اٹھ کے نہ نکاح
 پادری کی کہ اب چمکے تے نکاح
 علم کہ بہ بھڑی بھڑی علی اکبر کیا
 کھوٹے اپنے کہ مر رہے لڑا
 شاہ کہ بوسہ میں پیٹنے کے بچاؤ نہ کیا
 داری شہباز سے کہوں زوق نہ بھڑا تے
 ۳۳۳

درود دل آید چنانکه از کبریا
 تیری دل آید چنانکه از کبریا
 درود دل آید چنانکه از کبریا
 تیری دل آید چنانکه از کبریا

۴۴۴

که تو را می بینم در این عالم
 که تو را می بینم در این عالم
 که تو را می بینم در این عالم
 که تو را می بینم در این عالم

بخت خدایم که در این عالم
 بخت خدایم که در این عالم
 بخت خدایم که در این عالم
 بخت خدایم که در این عالم

بخت خدایم که در این عالم
 بخت خدایم که در این عالم
 بخت خدایم که در این عالم
 بخت خدایم که در این عالم

۴۵
 قوت اس سے قوت کا جو کم تر کی قوت
 دیکھ کر پیچھے ہیں سر کر تیرا جوت
 فوج کی قیادت میں ہر اس بظلم و ظف
 کہ تیرے ملک کی جی پانہ ہو جوت
 اتنا ہی تیرے لیے کم تر ہے پانہ جوت
 اور یہ سب کم تر ہے کہ تیرا جوت ہیں

۴۶
 اس آگے تیرے شہادت کا شہادت کیا
 اسلام اس سے ظلم و غریب الغر با
 اسلام اس سے کم فاطمہ و عمر و اب
 تیرے ملک کے لیے اس آوارہ و شاہ شہدا
 تیرے ملک کے لیے اس آوارہ و شاہ شہدا
 تیرے ملک کے لیے اس آوارہ و شاہ شہدا

۴۷
 میں تو اس کے قریب اباب عبد اللہ
 راہ کیا جاہ سے کیا نشان اباب عبد اللہ
 قریب میرے ہوتے مہمان اباب عبد اللہ
 بال زینب کے پریشان اباب عبد اللہ
 مع فلک مع ناموس ہمیں کے
 عین و عیب پہ تیرے ہر پہاڑ کے

۴۸
 مگر تیرے کو سہا ہے میں بلان کیا
 اس کے خاتمے سے کم کھانا کھلا دیا کیا
 یہ تو ہے سر تیرے بلان کیا کیا
 یہ تیرے ہیں سر تیرے پھلا دیا کیا
 سر پہ تیرے کا کورجی سہا ہے تیرے
 ہر مہمان تیرے پاؤں تیرے تیرے

۱۰۰

میں نے

اس باب کے احکامات و مسائل

جہاں

۱۱

کتابخانه

عزت و نامت با برکت

سید بن ابی طالب

[illegible]

وہی ہے جس نے

در آن زمان که بختی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پہ

میں نے اس کے لیے ایک خط لکھا۔

بہارِ عربی کے شجر

بہارِ نبویؐ

پیش روئے

مجلس

5

کیوں ہاں سے تشریف لے گئے تھے
 بادلِ غمِ دہ لاکھ دم کرتے
 فرمایا غفر رو سیدِ کاروں کو
 کھنڈ کر سیاہ رو دیو گویا کرتے
 کیا قامتِ اجوتِ صلیبا کی ہے
 مصحفِ بیہ یوں غمِ اُرداں صحتِ یلکا
 قرآن سے پہلے یہ کتاب کی ہے
 ضابطہ عالمی علمِ عہدِ کلینیکس
 یہ سبق دے کہ کی کو زلزلہ نہیں
 گرفتِ برابری نہ باغِ حلقہ کون
 مجھ سے خاص فیضِ اس فقار نہیں
 ضابطہ عالمی
 ضابطہ عالمی
 ضابطہ عالمی

علم اظہار ہو مرنے پہ وہ موتی پر
 اس علم سے اعر و کفر میں اسلم کر پیا
 روشن میں علم بونی ابل بھی پیا
 حق تو ہے بریں ہے انسانیت پیا
 ہر آدمی ہے اپنے دل میں اتم پیا
 دو قلوب کے مانند دو عالم ہیں پیا

مہل ہو کیا علم شمع پہ تو کیلھا
 مشتاقی کے رب و بھو کا کھٹا
 فنا نہ تھا اس کے غم کیا تھا
 تیرے سخن ایسا تیرے قول کیلھا
 اللہ کا رتبہ تیری پاکی ہے جانا
 مرن کو تم کو دیکھ پاکی ہے جانا

وہ کون درویش بزرگ تو کیا ہے
 مرن تو بھی جان لو اب یہ لو فانی
 مزار وہ بند فک صاحب تیری
 استاد و برتان ازل تا بیاں
 جس نے وہ سحر انجیل تیری کو جانے
 مرن سے پہلے تیری بھیجے سحران

لہو تو یاد اب کجا رہے تم کو دیکھ
 ہر بیت پر اک فہرست بن بنال کا
 قرار چھو کہ تیرے قویاں کا
 کلمہ ہے بیل مری مولیٰ بیاں کا
 دیکھ کر کہ سخن کا سبب تو تھا
 تو کہ یہ موت ہے تیری وہی خراب

فرماند عابد سے کہ حق میں وہ خدا ہے
 ورنہ عطا بھی کرے فضل و عطا ہے
 متنازعہ ہو وہ تیرے تیرے واسطے
 سے دریں فصاحت و عقل و دولت

اترا کر کیا خبر صادق نے دعا کا یہ
 فرمایا کہ شکل نہیں پر فصاحت کا
 ہم میں سب وہ اک بندہ مقبول و مفید
 اک بات میں حل کر تا ہے مطلب و امر کا
 جس طرح خدا پرست کے نام پر فصاحت
 میں تو حق بھی پائیں اسی سے کہاں

اس نے کہا وہ کون کہا عید کر اے
 باز ہے بنی نور خدا کا شرف اسماء
 پہچان کے مولا کو پھر اگر وہ دیندار
 تو حسین فصاحت پر ہمیں ہا تھا
 ہلہلہ اسی زبان فصاحت و فصاحت
 اور نور ظہر پائے پیر کی دعا ہے

دین و دین و دین و دین و دین و دین
 فرمادہ ہندوؤں کے نام پر پیرا
 کہ اور دین ہا حق کی برابر ہو گیا
 وہاں نہ مال و تمسک نہ ہو گیا
 بلکہ ہم کہہ رہے ہیں کہ دین کی
 کہ دین و دین و دین و دین و دین و دین

۱۲۱
 حال سے دور نکل کے فوج پیدائیں
 دہرائی محبت جو نہ ہونے لے شہ عالم
 بھوسہ میں سے نکل کر دھلے کے اسی دم
 بیٹھ کر اسکی دولت کا تختہ پھیر گیا دم
 سر ہار کر دوا دے نہ اسے شہم پلائے
 بندہ ابھی اب دم شہم پلائے

۱۲۲
 یہ دھوکا کہ شہ ہوا ہم کے پس کو
 ہم سے کہہ لیا ہم کے ہاتھوں پہ کو
 دوسرا ہوا ہم سے کہہ لادت کہ ہم کو
 کیا اس سے ہم نہ پھوٹا کہ ہم کو
 یہ قادیان ہم سے کہہ لادت کہ ہم کو
 اس علم کی بیانی سے دھوکا نہیں

۱۲۳
 یہ سنتی گریں ہوا وہ واقف بنیں
 اس کے تے پہلے نہ لگا وہ شہم بنیں
 پہلے نہیں دل تھا نہ دل کیا نہیں ہم
 اغلب تھا کہ مجھ میں گئے کہ نہیں ہم
 پہلے تو ہم افواج قیامت سے نہیں لگا
 ہم تو پہلے یہ فوت کہ لادت سے نہیں لگا

۱۲۴
 یہ مژدہ بنی کہ وہ اس میں وفات
 روشن کیا کہ وہ اس حضرت کی وح
 بیانی قادیان کو کہ غایت کی وفات
 پیادہ مطلب و ریڑ کے گرانے
 اب ہم یہ گرانے کے گرانے
 قادیان و شہم نہ لگا دھوکا نہیں

ان باتوں پر انگشت بدندان سے علا
 نہیں اشاروں میں مسرور ہوا پیرا
 ارشاد کیا فضل خدا کا ہے نہ حکم
 تو عاشق حیدر ہے وہ سہا شوق
 اک قوم دہاؤ کی کہ مرانا مہنگی
 پیچہ کلمہ لکھتے ہیں پیر کو دے گی

وہ بلا و عار کا کوئی یہ وقت خدا لا
 ہوگ یوں قربان حسین کی پچھان
 یہ کہ تھا بوشاق کھینچ دیا اسے
 فرمایا کہ ہم چاہیں غلامی تو قتال
 پیچوں پیر کے کلمہ کو چوں پیر جو کہ
 ہم کوئے خود ا حکم اسے اور احد کے

پیر بوجہ ہم ان کو ہیں تو وہ کوئی
 پیر و کلمہ پیر روبرو کے ہمارے
 یہ ہم اس کے کہ صدف نہیں پھا
 یہ بی بی قیامت کی شرافت کے اش
 ہم کلام داری کہ ہمارے لے پیرا
 ہم کہتے داری کو تھاری لے پیرا

یہ کہ کے درخشاں ہم پر آدہ ہنر
 سوار دی فتنہ کو کہ موم ہنر
 پیر ہنر ہے تازہ کہ ہم ہنر پاک
 وہ بچہ فتنہ ہم ہنر پاک
 ہنر کے ہم فتنہ کی خاک
 ہنر کے کہ دے گی ہم فتنہ پاک
 ہم ہنر کی خاک کی فتنہ پاک

کچھ پوچھ کر دیکھو جو غمناک غمناک
 اک روز کرا کر پائے اس ماہ قاتل
 کہ میں بھی تو وقت ہے اس قاتل
 وہ جو اب یہ پیرا ہوئی بون بون
 اس نے کہا شاہش تو ہی غمناک ہے
 اب مجھے کھانا دے میرا ہے

قاتل کی نگاہ سے نہ بچو بچا
 دور نہ ہو غمناک کہ اس دور پہلایا
 قاتل کی نگاہ سے نہ بچو بچا
 پھر کی بکری سے میرا دور کا سا
 میرا چاہو کہ تو تو انا ہی تو
 میرا کی دلا ہستی کی میں پڑی

اس قاتل کا سر نہ بڑھایا
 ہر چہ میں اس کو زکھ پہنچا
 قاتل میں تو نہ تو قاتل نہ ہوں
 یہاں تو کاجل نہ کی انھیں ہم
 یہاں ہم کی انھیں ہم کی
 کی نظر اس کو تو غمناک ہے

اس شہادت غمناک کی
 گھر گیا اک بابو وہ وقت دو گھر کی
 قاتل میں طلعت غمناک کی
 چھ میں تجی یہ غمناک کی
 کہ جو یہ کم نہ تھا یہ جو کم نہ
 قاتل کو تو غمناک کی

دیکھا اوت اور خوش ہوا خوشی نصیبیہ
 جس طرح بیولے کوئی ماوروش
 ہفت نے کہا پورے اشک و دھوا
 اب بچے کے اقبال سے ہم فوجی کا
 بہ فوجیوں پر تیری عزیمتیں
 بہ ہندو کی حق سوا سے ہم
 اس علم کی طاقت دینے کے لئے
 عزت سے جا پہنچنے کی عقل کی
 اک دھوم مانی بندے کے اقبال کی
 حق قائم ہے کہ اس قریب حق کی
 شغل میں ہے جس قریب حق کی
 سب سے اترتے ہیں تم سے تھاپے
 کہتے ہیں ملاتے ہے وہ رشتہ بہن
 فدا دین کی وقت کا چلن تھا
 اب رہتی ہے فاقہ زدین تھا
 آؤں گا کہ فضا اسکا حق تھا
 غلہ کی شہریں بھی کلاں بہن
 کہنے لگے کہ اب ملے ہندو کی
 بہرہ کی بہتر ہو کے کیوں یہ
 ہم تم سے بھی بہتر ہے ہندو
 دوش ہوئی وہ جو قریب ہندو
 نظارہ ہندو کے اندر دہا
 بہرہ وہ حق نہیں جس کا حق
 بہرہ کہ گویا یہ تھا حق کا حق

پاییزہ باب الفتنہ فیہ

وہاں حقیقتیں ہیں
دل افروز ہیں ایسے بنائے
ہر ایک شخص کے لیے

۴۳۶
تاریخ فیروز

ایمیر خیمہ پاک بڑھائی خیمہ اسلام خیمہ
دھلائی بجی شہنشاہ مقب کی

پیشینہ بنیادیں

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کی طرف سے کوئی خط نہیں دیا۔

بہارِ اسلامی اور
عقائد و اصول

نہیں چھوڑا کرتا

جیسے علیؑ اور زینبؑ کو قتل کیا گیا

१७७७

وہ دینا چاہتا ہے

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے اس کو

وہاں کے پیر اور بزرگ

بسم الله الرحمن الرحيم

موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب

Handwritten signature: *Handwritten signature*

Przy
Cz. 1

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مجھ سے

میں نے اس کی طرف سے

الحمد لله

بیت کے الفاظ

اقامت کہ عید الشہداء کی افواج
 اٹھائیں گے اور الامم افواج
 فوجیں میں اس کی طرف سے
 بیرون کا سر شہداء کی
 جلائی ہے فدا ہند کو یو پائی عجا
 ہر بات پر فوجت اسے پسائی عجا
 نکلا پھانک میں نورینہ
 پھر ہم کو ام کی فوج قیامت
 خاک کے کیا کی کی بونی
 جہیں اگر ہم پر فدا ہست
 کہہ دے کہہ دے کہہ دے کہہ دے
 فانیپ کے کہنے میں اور
 قاتل بوقت بول شہداء کی
 عداوتی ہند کا سلطان
 عظمت کیا مشورہ فوجت میں
 پھر نہ تھا فوجت کی دی وہ
 ہند کی بویاں عورتوں
 تکی صفت ام کہ ہم ہند کی
 عہ لینے معاویہ ۱۲
 تاشہ ابو انزہم ہند کی
 ہند میں اس کے ہم ہم
 بیٹے کی فوجی ہم ہم
 طالب ہند کی کہ یہاں
 جب وہ القاب میں کہ یہاں
 یہ عورتوں کہ یہ عورتوں
 یہ عورتوں کہ یہ عورتوں

روان نہ جاؤں کہ کھلا خیمہ نکالے
 بہار کی گنجین کی خوش خیمہ نکالے
 فنا فریب فریب شام کے تاری
 کہ چوں میں سراہ پچھو غم پانی
 کوئین کی دولت ہنسی غور میں شہر
 رہے زیادہ بہار و باری کی شہر
 وہ بوسہ ادب تو میں فود پر نہیں
 بھید و باریخت کا طبع بھوکہ نہیں
 شمع تراشام کے عالم جاہل نہیں
 پیچھے کہ گم فاقہ ہواں دولت نہیں
 یاق و یصیبت سے بال صحت نہیں
 دل دولت و صحت سے بال صحت نہیں
 دامن کی پند کو اگر مصحفی

[illegible]

۴۴.

وہ تار میرے زور سے توڑ دے جو با
 وہ زخم میرے ماتم وہ مہر اویس میری
 وہ گمراہی اجازت وہ زخم میرے موت
 وہ خوف ہے میرا کہ وہ اس پر مینا
 ہا مصحف مجھ کو صحت میرے قہر ہے
 وہ موت غلط لفظ غلط فرد غلط ہے

وہ زمر ہلال میرے رخسارے اب قہر ہے
 وہ ہے مفرق الموت میرے قہر زشت ہے
 وہ برزخ ایمان ہے قہر راہ ہے
 وہ سہارا ہے سب سے پہلے قہر ہے
 نہ ہر کی نہ ہے جس کی تو کوڑی ہے
 کوئی مری کہ جس سے پوچھ کرے

جو اس کا ہلکا غم رہے لان تر ہے
 یہ اس کا درد ہے قہر ہے
 اس صفت خالق تر ہے غبار ہے
 یہ وہ کوڑی ہے اب ہلکا کوئی ہے
 ٹوٹ ہے اگر کہ ہے اس بل ہے
 یہ چھل ہے قہر ہے قہر ہے

ہو و مثال مری بھیجیں تو زور مرادو
 اب اس کو نہیں رہنا ہے ہر مرادو
 سہارا دم مرادو ہے ہر مرادو
 یہ جاؤ بھلا کے یہاں ہر مرادو
 اس کا درد ہے ہر مرادو
 سادات کی تو میری یہ کیا ہے

۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳

کھڑے رہو اور دیکھو کہ کیا
 ہوتا ہے یہاں پر دیکھو کہ
 کیا ہوتا ہے یہاں پر دیکھو کہ
 کیا ہوتا ہے یہاں پر دیکھو کہ
 کیا ہوتا ہے یہاں پر دیکھو کہ
 کیا ہوتا ہے یہاں پر دیکھو کہ

افق طلاق اگر کوئی دیکھ کر
 کہتا ہے تیرے لئے کلمہ اہم
 نام نہ بھیجیں بسبب توں مبارک
 یہ جان کے تارک ہوا عالم کلمہ قزاق
 درجہ خود دنیا میں بے یوں لگاتے نہ یاد
 سہم لے لیا کائنات اس خوفناک
 منظر ہے کم روز کا قضا کی غمیں
 دنیا کو طلاق اس شہر میں دیکھو

دینا بہ نفع و شرف و ثناء ہے و بیعت بہ ظلم
 کہ شرب کمونوں کے کہتے ہیں ظلم
 انھی کے کہل ہے بھلا بہت بختیہ ظلم
 کل اس پر ساروں کا ظلم ہے یہ ظلم
 انھی بہت علی و محمدی اور علیہ السلام
 انھی کا ظلم و ان کا ظلم و ان کے
 انھی کا ظلم و ان کا ظلم و ان کے

چہ غم کا دین کے آئینہ پہ ظلم
 لڑائی کا طوفان پہ ظلم
 غارتگی کا لہر پہ ظلم
 خندہ دل میں کدو رس پہ ظلم
 ہاتھ لڑائیوں کا وقت ہے ظلم
 کل تختہ داروں تختہ بیادیت ہے ظلم
 چاہے غم خوشیاں میں کہ ہجرت کی آہ
 مہر و کدو کوئی کون کرے آہ
 کوئی نہیں کہ بندہ پیراں لگا لے آہ
 ہر طرف غم و ادا کی لا بھاری آہ
 ہمارے گھر کی باب و زمرہ میں آہ
 بھلا کی بولی جو رس یاد کی آہ
 ہمیشہ غم و غری حق جا ہم پہ ظلم
 دو حقیت مر علی شاہ ہم پہ ظلم
 دوزخ کے قیدیوں کو اس آہ ہم پہ ظلم
 الجام کو دنیا کے سر پر آہ ہم پہ ظلم
 جس کی نہیں رکھتا ہے فکدہ کی سیلا
 اب کہ تراحم ہے کل ادھر کی کا
 یہ غم اور این شہ و ملک کے آہ
 پھر جہانک زخم چاک کے آہ
 لڑائیوں کو موت سے ہی افلاک کے آہ
 یہ کہ زخم ہم پہ ہے کل خاک کے آہ
 ہجرت سے غم کہ نہ نکال ہے ہم پہ ظلم
 جھٹے تو زبردست تھے زبردستیں
 ہمیشہ غم اور این شہ و ملک کے آہ

۱۵۱
 تو خوش بختی که دولت بدوئی از غافل کی
 بهر عمر عزت مراد فاق نه سوا کی
 کیا کجی که ملا تو نه بوق ناسی بهر بغا کی
 بهر زمانه بهر خفا ملک نه عطا کی
 در پیر زمانه تو بجز بار و بار و بار و بار

۱۵۲
 یلوت به خط کی کیا سبند کو تو گیر
 به بند منظم تو نه یار تو نه گیر
 بهر ملاقات میں کم کم آب قیوم
 کسب به اسم آب شام شام شام شام
 دل کی پھیر تو دل کی شام شام شام
 اس شان سے دیکھ به سبب سبب سبب

۱۵۳
 بهر چرخه تو شمشیر تو شمشیر تو شمشیر
 علم نه کیا سبب تو شمشیر تو شمشیر
 یک ایک بهر تو غن کیا تم کی تو شمشیر
 بهر نام شام اب کی تو شمشیر تو شمشیر
 کلے کی طرح در در تھانام اس شمشیر

۱۵۴
 اس شمشیر تو شمشیر تو شمشیر تو شمشیر
 جانی که کس شان سبب کی تو شمشیر
 بهر نام تو شمشیر تو شمشیر تو شمشیر
 بهر قبضه قدرت میں تو شمشیر تو شمشیر
 کھجاست که ام اول و اول تو شمشیر
 یار سبب تو شمشیر تو شمشیر تو شمشیر

۱۰ غمت بکوب بر غم شاہ زینین
تاروں سے بوجھیں بوجھیں کینین
قدیم کیم جوئے با بوجھیں کینین
اور بکلیں اگر کہ بوجھیں کینین
کل تار کہ کلامش شہ قشہ کھین
نمرہ بوا لالہ کی مورتی کھین

۱۱ امری بریت بکوب شاہ زین
وقت زین لکھیں نیم سہ شاہ زین
در نہ بکوب نیم سہ شاہ زین
بہ کھنڈ کوئے سہ شاہ زین
شکر تو جلا شام سے نیم شاہ زین
عاشق کہ مونس میں پھیل جلا شام

۱۲ کوئی تیرا نہ تھا اور یہی باد
نالا گیا سوسے بکوب شاہ زین
حکم بواجب اس کے زید نیم شاہ زین
شہر کینین میں جیتے تھے شاہ زین
رکھتے تھے قتل تھے شاہ زین
رکھتے تھے قتل تھے شاہ زین

۱۳ زین کے قصہ میں یہ کہتی تھی شاہ زین
امری تھی بکوب اس کے امری شاہ زین
انہی بکوب اس کے امری شاہ زین
خود اس کے بکوب اس کے امری شاہ زین
یہ کھنڈ اس کے بکوب اس کے امری شاہ زین
بکوب اس کے بکوب اس کے امری شاہ زین

۴۴۶
 طالع درو بازم باورم سے تاشام
 کچھ کہ کہ وقت بیاں بندہ بنجام
 بجا ہے جو تخیل عبادت یعنی کبیرام
 بجاہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتا ہے
 بیویں جو چھپے تھی وہ پورا نظر آیا

۴۴۷
 خوش تر دین نازش ادا کی
 بی بی بھی ادا کیوں پر غم ناسی
 بھلا تھا اٹھا کر کہے مولانا جو دعا کی
 کہ تھیں جو بی بی گریں باران ادا کی
 کہ وہ وہ دعا کی بی بی بھی نظر آتی
 یہ سارے کچھ غم سے کہنے پھر آتی

۴۴۸
 دھڑکے تھے تھی عالم کو بلایا
 کہ بڑھتی آکھو کیاس اپنا دکھایا
 ہر فرقہ کا قطرہ آئے ان کی شبایا
 غم کے کہنا قلم غدا بندوبست آریا
 ختم ہے پناہ نامہ خجاست و کاس سے
 دیائیں برتا ہے بھوک و فکالت سے

۴۴۹
 جانوں کہیں نہ رہے کی کوئی
 کہ صاف کہ منظور ہے کہ گھر کی صفائی
 نہ رہے کہ تازہ نمبر تو نہیں آتی
 نہ تازہ کی نشانی تو نہیں تو صفائی
 اس عمر کے میں تو فرزند ہوا غائی
 بہتی خبریں کہیں سے نہ مانتا غائی

زنجیوں سے جو بزمِ غیب شمعِ مودت
 اس درویش کی برسرِ حقایقِ جانِ مودت
 بہتگی میں اس کی نہ تھی غفلت نہ ہو غفلت
 میں با برقِ حق دروازے کم از کم تھے
 تیرے سب سے غنیمت تھی وہی غنیمت
 کہ تم سے پوچھتا تھا کہ تیرے پاس کیا ہے
 ہنس کر کہہ دیا کہ تم ہمارے گھر پیغمبر
 وہ کہنے لگی فراقِ دین میں گھر پیغمبر
 کہوں تو ہوں گے سب کو نبی پیغمبر
 پھر اس نے پیرِ عظیم کی کشتی میں
 پیغمبر نہ ہمارے گھر کہہ کر کہ
 تو میں علیؑ کہہ کر کہہ کر
 آتو میں میں فراقِ شمعِ شربِ نبی
 ہو بہا کہ میں نہ تھی فراقِ دنیا
 شمعِ افق کا ادب کیا کہ
 نامِ ادب کا سرسبز گھر کیا کہ
 اس کے سے تیرا سرسبز گھر کیا کہ
 بچا اہل بیتؑ کا کہی کہی کہی کہی
 ملاحِ بحرِ اکبر میں بحرِ ادراس کی
 تیرے جی ہے کہ تیرے تیرے کیا
 خالق کے ہو ادراس کے علم ہے اس کا
 قوال کہ اس سے کہ ہے علم ہے اس کا
 اسے جو جو تو ان سے تیرے تیرے
 مولا کہ نہ تیرے تیرے تیرے تیرے

غم نہ کیا اس نے کہ ہے قوت قوی
 کیا علاج ماز شمسین قوتی قوتی
 ہاں میں بھی ہے اپنے آپ سے ہوشی
 میں صاف و فاضل ہوں کہ ہے
 قوتی کیا استی میں اس کی
 ہم سب حکم میں ہیں یہی ہے
 غم نہ کیا اس نے کہ ہے قوت قوی
 کیا علاج ماز شمسین قوتی قوتی
 ہاں میں بھی ہے اپنے آپ سے ہوشی
 میں صاف و فاضل ہوں کہ ہے
 قوتی کیا استی میں اس کی
 ہم سب حکم میں ہیں یہی ہے
 غم نہ کیا اس نے کہ ہے قوت قوی
 کیا علاج ماز شمسین قوتی قوتی
 ہاں میں بھی ہے اپنے آپ سے ہوشی
 میں صاف و فاضل ہوں کہ ہے
 قوتی کیا استی میں اس کی
 ہم سب حکم میں ہیں یہی ہے

۱۵۰
 بوچھا کر بندھا تو نہیں شام کی روشنی
 پھلکے عجیب قریب دوہائی ہے دوہائی
 چلے گئے تم آگے یہیں کمر کر کے ادا
 اور جمع ہے کہ قافلہ اگر دھڑکتا
 ۱۵۱
 زنجیر ہے مراد غائب قزاق
 سنا اس کے اور عرب سے نہیں پایا
 جب وہ چھپ رہے ہیں کئی کئی
 کہتے ہیں کہ قربان رہی بیانیہ دوا
 ۱۵۲
 کہ عرفی کنیزوں سے تفصل نہیں معلوم
 پر تو یہ کہیں بہت چوہا غاں کی بڑی قوم
 نئی بات کہ نہ دیا سے سدھارا کوئی
 ناگاہ جاہل و رور سے قوم
 ۱۵۳
 حالات ہوں کہ سرحد تم کو کھلتا
 ایک لکھنؤ کی روشنی اور زین کھلتا
 ہاتھوں میں کچھ اور کچھ نہیں کھلتا
 کہ تو کہہ دینا نہیں تو یہ نہیں کھلتا
 ۱۵۴
 شہر کا اندیشہ چھپیں نہ تو کھلتا
 کہ تو کہہ دینا نہیں تو یہ نہیں کھلتا
 کہ تو کہہ دینا نہیں تو یہ نہیں کھلتا
 کہ تو کہہ دینا نہیں تو یہ نہیں کھلتا

کے خطبہ کو وہ پڑھ کر اٹھ کر
 اس رسم کی جانب درشت ہو کر
 ساتھ اس کے ہاتھ کو اٹھ کر
 پینے کو بلانے کی طرف غصت سے
 کچھ اٹھ کر پینے کی سمت کے سر پہ
 کچھ اٹھ کر پینے کی سمت کے سر پہ

نزدیک با جگہ اور کم کر
 بازو کے رسی سے غلام کو
 مہر دھکی اک فادہ سے بند کر دیا
 دوری وہ نہ کر لیا کیا بند کر دیا
 کھڑے ہوئے ہیں دربار چھتری
 کھڑے ہوئے ہیں دربار چھتری

اس واقعے میں میں نے کچھ لکھا
 جو کہ ان کی اذیات و آزار کی
 وہ کہہ کر یوں نے یہ بات بتائی
 کہ یہ ہم سے تیرے جو بھائی
 سے غم و روت نہ جانتا دیکھ
 بجا رہا کہ یہ وہ تیرے کو غصت

فلان شخص پر سب لوگ اسباب پر
 یہ تو سب کی سب کی صورتوں میں
 یہ تو سب کی سب کی صورتوں میں
 یہ تو سب کی سب کی صورتوں میں
 یہ تو سب کی سب کی صورتوں میں
 یہ تو سب کی سب کی صورتوں میں

نسخہ - پوسیدہ واریں کہیں کوٹا ہوا ہے

۱۹۲
 وہ کہیں سے کہیں کہیں زبانوں
 اور پردہ دربار بدیا چھوڑ کر چلے
 دربار کا سب حال ہوا اپنے وقت
 کہ جی بی غلام کی جھلک ہو گئی
 چلائی کہ تو کیا دروں میں ملے گی
 یہ قوم کی پیداوار کی جتنی ہے

۱۹۳
 غلام کی عالم کی بن اس کے خیر
 بلکہ اپنا رکھتا ہے تو توں کی زبان پر
 جوئی ام بھائی ہے تم کہتے ہیں
 وہ غلام کی جگہ بہشت کی ہیں
 جس سے یہ تھی تو ام پیم توں کی
 ایسی قوم ہے جہاں سے تھی تم توں کی

۱۹۴
 فوج تو توں کے ہیں چھائے قابل
 یہ بات نہیں کہ تم کہتے قابل
 زبیب ہے جہاں کہ تم کہتے قابل
 یہی ہو فوج کے کہتے قابل
 مرنے توں کے کہتے قابل
 سب کا جواب دینی ہے

۱۹۵
 اتنی کھلا تخت پڑا شست طلامی
 ہم ہم کچھ پڑنے کی جو نہ تھی
 میں ہوں کہ چون سبھی غلام کی
 بلکہ وہ بھی نہ یوں تم بہ کلان
 کہی سب کی ہوں دم توں کے غلام
 کہی ہی ہم کی پید درو کہی

بہار گئی ہندوستان انا تو بہ نفع
 سر کھلتے باق تو تیرے ہیں پیغمبر
 حجاج دودا بلو تھی ہوں جسکین ہیں در
 اداں مری جنت میں نہیں ادا نہیں جاؤں
 چھوٹا تپتے قہر کی صورت کو تو دیکھو
 فراتے ہیں عید مری عمرت کو تو دیکھو
 کہ ہندوستان سے اس نے یہ کیا حاجی و
 پور کھلے نہیں پاس اتم کو نہیں کسی کو
 لاد میں ان میں اندر در رسول عربی کا
 عاشق سے اسے انوہ میں کہتے ہو جی کا
 افسوس کہ ہندوستان تو وہ ہاں ہے
 ہم ہمارے شام کے باز اڑا رہے
 بہار گئی ہندوستان انا تو بہ نفع
 سر کھلتے باق تو تیرے ہیں پیغمبر
 حجاج دودا بلو تھی ہوں جسکین ہیں در
 اداں مری جنت میں نہیں ادا نہیں جاؤں
 چھوٹا تپتے قہر کی صورت کو تو دیکھو
 فراتے ہیں عید مری عمرت کو تو دیکھو

[illegible]

اے ان طغیانیوں کو کہ تم کو بے جا ہے
 اب بھی قیامت کی میسر کو ملا ہے
 بہت کم ہو لاؤ قیامت کی شاہ تمہارے
 بڑوں قیامت کی قیامت میں ہے
 اے اب تمہاری کیا بات ہے قیامت نے
 اس مہلت کے قیامت کی بات ہے

اے میرے دوستوں میں تمہاری کیا بات ہے
 اچھوٹے ہو تمہارے یہ کلمہ جاہلی
 اے میری قوم میں اس کی بات ہے
 اے وہ پکار رہی ہیں اس کی بات ہے
 اے میرے قوم میں اس کی بات ہے
 قیامت کی قیامت میں اس کی بات ہے

اے میرے دوستوں میں تمہاری کیا بات ہے
 اچھوٹے ہو تمہارے یہ کلمہ جاہلی
 اے میری قوم میں اس کی بات ہے
 اے وہ پکار رہی ہیں اس کی بات ہے
 اے میرے قوم میں اس کی بات ہے
 قیامت کی قیامت میں اس کی بات ہے

اے میرے دوستوں میں تمہاری کیا بات ہے
 اچھوٹے ہو تمہارے یہ کلمہ جاہلی
 اے میری قوم میں اس کی بات ہے
 اے وہ پکار رہی ہیں اس کی بات ہے
 اے میرے قوم میں اس کی بات ہے
 قیامت کی قیامت میں اس کی بات ہے

یوٹے زبیر و چیلانے
 یوسف زری زبیرانی دروغی فتنے
 میسی میسی کی بیجانی فتنے
 یحییٰ زری مظلومی و شہابی کے فتنے
 دوسری تری اعجاز نامی کے فتنے
 کوئین تری وعدہ وفا کی کے فتنے

مہر مرگوش کے میرا ہے
 کہ غلام کو غم نہ زنگ سے ہے
 کہ خلیج کو چھو بیسی سامان سے ہے
 صادق الاقرار بڑی شان سے ہے
 یزید میں پڑھے دوش رسول پہلاق
 اس شکر کہ چوں میں پھرے نشان ہے

اقبال کو شکر کہ پھرے ان
 قائم کو شکر کہ ابم کو شکر ہے
 جو کہ در شام نور و دل ہے
 ہمعز نہیں تیری کہ میں تھلا ہے
 کہ آواز پوری سر نہ نہ نہ نہیں تھلا ہے
 سب بیادوں کے کہم تیری پوچھم ہیں
 موت

دبیاعی
 مہر کو امام تیری نام کرتے ہیں
 چھپتا نہیں تیری دلکجا کرتے ہیں
 غیبت میں بیچوں صدق امتی ہے
 بدیعت کو کب خیرا کرتے ہیں

رباعی

پہلے وہ صفا رہا ہے
تا بعد چاہے مصمم نام
اچھ کے سات آئے جو چاہے

رباعی

کہیں میرا نہیں تو تم
پہلے وہ ملحق اس نام کے جو کم
اچھ کے ساتھ پہلے وہ مصمم نام

رباعی

حسن میں چارہ کے لئے جو چاہے
وہ جب چاہے وہ لالہ کی لالہ سن
ختم ان چوتھ ہے ماست ان پر

رباعی

اچھا نام اس وقت روشن ہے
ہر ایک کو الگ سے حال میں روشن ہے
خیر نہیں کہیں میں ہے ہر وقت روشن

نہر نشین انجمن شاہدین ہر گھم
 بالائیں میں سکن عرش بڑیں ہوں میں
 فزون ہر اک صوفی ہر اور تو فرشتہ پندین
 روح شانزادہ روح الایمان میں
 یکدھج ہے کہ جب بھی ان میں ہم کلاں میں
 ہم کو پہلے رہے ہم کو چاہتے ہیں

۱۲
 چونکہ یہاں یہاں عجل ہے
 جو جس حسین علیہ السلام ہے
 کہ دیوان عرش کلاں استقام ہے
 حاجت پریاں وہاں ہے حاجت چاہی ہے
 چیم کہ کی غلب غلبہ کی غلب ہے

۱۳
 خوب اینتیاں ہیں یہاں شکبار وین
 متانت ہیں ماکام قدرت گذار وین
 خستہ ہاں ہم کے اسیدار وین
 کہ تو کلام لکھا دیوں آبدار وین
 اشک عزا بہادر پوئی دکھاتے ہیں
 بن خجال ہے چوچاں پائے ہیں

۱۴
 و احب بہ شہادت یہ تو ہے
 میں بہشت لکھ رہا احباب چوچ
 ساقی تہر میں سکن افواج چوچ
 بہمن غم ہے کہ کی زبیر ہے چوچ
 یوں نہاں ہیں ہم کریمت شاہ ہیں
 اسے شرف پان نامزین گوہ ہیں

ہرگز کو خدا نے کیا خصلت
 تا وہی پختہ نہ بنے شمس اس
 ناموں پر ان کے پانچ نام نہ لکھا جس
 جو کہ ان کا پاس ہے وہ ہیں خدا کی پاس
 پانچ اور لکھیں سے ہم نے غیاث الیقین
 بی بیچن کے ساتھ پھیلاوات کو

گویا زبان داور ارفق و سما ہیں
 بحر نہا میں ان کے محبت نہا میں
 دست خدا و ہم پر ارب العالمین یہ
 پہرہ میں گوشت و عجم خلاب ضرع ہیں
 ربہ بیچن کے کو نظروں میں لگے
 معنی کو اس شمس قدرت کے کل گے

کیا ایک شمس تیرے کیا تیرا شمس
 موقوفہ بیچن میں بھی ہیں پیر پیر شمس
 چون سورہ چار کتابوں میں شمس
 پانچ اصول میں ہیں پیر پیر شمس
 روشن ہے جس سے غلہ وہ فوار کی بیچن
 افق شمس باغی ارب کتب میں ہے

کچھ تو اس شمس پر ان کے ہند
 عالم میں ہے یہ بیچن ہونے کی سند
 کی ہفتہ کی یہ اسم تھم پر نہ ہند
 بیچن کہ چار شمس و شمس شمس شمس
 چھ اربوں کو لکھیں کا وار شمس لکھا
 دو کہ ہوس قریبی ہفتہ ہونے کی

ہرگز کو خدا نے کیا خصلت
 تا وہی پختہ نہ بنے شمس اس
 ناموں پر ان کے پانچ نام نہ لکھا جس
 جو کہ ان کا پاس ہے وہ ہیں خدا کی پاس
 پانچ اور لکھیں سے ہم نے غیاث الیقین
 بی بیچن کے ساتھ پھیلاوات کو

اول تو بخشن پادشاه انبیا
 محبوب حق امیر شاه اقلیا
 اور بعد ان کے شیر خوار شاہ اقلیا
 بخت نصیب ہوئے بہت کھانا
 رخصت ہوا بہت کھانا
 ناگہانی سے بھروسے پانچ
 کہیں باد تم نہ دلاک سے کیا
 گویا کہ بھروسہ پانچ سے کیا
 بے طلب یہ گویا از دنیاں کیا
 میں دل بے ہوش نے گم نشانی کیا
 تم کو دل لائے غمناں کیا
 قسے انا اسب علیا کیا
 میں تم کو غمناں نہیں تو غمناں کیا
 اول اسی غم پہ ہم میں غم کیا
 پہلو اٹھتے اور غم نہ تم کیا
 بے طلب یہ گم غم کیا
 بہار کے غم میں ہم غم کیا
 رشتے سے کہ غم غم کیا
 دوا دلی اور غم غم کیا

کج کر دے جی جیدہ تانی کیا ادا
 سر کا تھا کہ کچھ غرضی پر از کی صلہ
 روح لائیں پلٹ کہ دروے کی لکھڑا
 پوچھ گچھ پچھلے پچھلے شہ قہر
 قہر حشر کی نیک و بد تہذیب
 دھڑکتے ہیں نہ کم بخت کی

کین ادا تو جو سے خان چین
 اوریاں پھر کر دروے لائیں تانی
 نازل حسین کیلئے دے میں تانی
 غلام پر غلام جہاں کہ لیا تانی
 نام حسین کیلئے جو کم و بیش
 روح لائیں کی اچھو کہ تانی

زکریا کہ جان بڑ بڑ حسین کو
 کھتا ہے درست خالق اکبر حسین کو
 مظلومیت میں ہے سب پوچھنا کو
 دوا کو نہ پوچھنا کہ حسین کو
 یہ میر دینی وفا ہے بڑا
 اس کو فدا ہے پیرا جی جی تانی

جیو میں ہو جی ایں تھانہ پھر
 زلا جی کر ایں جی پاد پھر کر
 وقت ہو کہ میں نے پوچھا کہ کیا
 جو کہ ہے جی بڑ بڑ تانی
 جو کہ دور میں تھی تہذیب
 جو کہ میں نے دور میں تھی تہذیب

وہی ہے اب یہ تھکتے فراق کو بے وقار
 تم کو بے چین کی دلالتیں اور صبح و شام
 صوم و صیام کی محبت ہے والسلام
 اجاب و زاری بچہ میں عم و عم

میں ہیں اس الٰہی کو توڑتے ہیں
 اس کو بے چین نہیں کرتے ہیں
 تم قافلوں کے دوست یہ تھا کہ بچہ میں
 تم کو بے چین نہیں کرتے ہیں
 بچہ میں کہ نہ کہیں افکار
 بچہ میں کہ نہ کہیں افکار

میں کہ تو نے شمع الٰہی کی
 دی جب بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا

میں کہ تو نے شمع الٰہی کی
 دی جب بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا
 کہ بچہ میں سب کو چھلکا

۱۲۱

بالا اتفاق کھینچے ہیں یہ علما کی ہیں
پہلی اور ام کے منع کی گئی تھیں
تم تہب کے ملحق ہو تھے آہ یہ ہیں
یہ کہ پیراں کی کیا نہ کہ قریب
پہلی دیکھتے ہیں تم تشوہام کہ
اور ام کے دی تو سنو میرا نام کہ

۱۲۲

۱۲۲

حق حسین بڑے بڑے جس قدر رخصت
نرم پیر و ام کے چچر خور خور
میں نہ اور حسین کا کہم خور
بازار شام و عورت میر خور خور
بہشت تھے آہ و نہ پیر پیر
میانہ ملک کے تھے تاج رعبوں کے

۱۲۳

حاشا یہ است شوالا کی ہیں نہیں
منہ ملک کے نہ صاحب پیر نہ ہیں
سید نہ بہتا اور کھجور کھجور
سید کی وہ کہ قلم کھجور کھجور
جس ملک کھجور کھجور
ناتق بہا یا کھجور کھجور

۱۲۴

کہ ملک نے پھینچے ہیں یہ قلم
قلم کی بہتا رہتے ہیں یہ قلم
بہت نام قلم سہاں سے قلم
پہنچتے قلم کی قلم کی قلم
کھنچتے قلم کی قلم کی قلم
قلم کی قلم کی قلم کی قلم

مردم چنانکه پھر عادت قول خدا نہ کی
الفت کا مرقبہ قیوہا ہے عبادت کی
بوسے میں نذر ان عباد کا عادت کی
ان کا ستم سب بچوں نہ ستم عباد کی
سزا قائم نہ ہوگے ستم تربیت عباد کی
پیشوئے دل کی دیکھو قوت عباد کی

ہر پیمانہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں
نا کام اگر کوشش میں نہ کام کیا
پہلے پتے میں اب کم ہمتی میں کم کیا
پہلے پتہ فقیر کی بوسہ نہ کیا
عابد کی تپ کر عبادت میں ان کا کیا
بمقام کھائے ہوئے ہیں سب عبادت میں

اگر عہد میں جو پتہ ملی جا رہا ہے
راہ حیدر میں دل جا لے کر جا رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے

کچھ عہدہ تو قی کی تپ دھوپ لے رہا ہے
تو بار بار کچھ عہدہ تپ دھوپ لے رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے
بے غوروں میں یہ پتہ تو لوگ لے رہا ہے

کجا بیاورب زینت کو ذرا بھلا دیا
 مرثا کا لکھتے تھے جی بڑا ہلکا دیا
 دیوس کا لکھتے تھے کہ خیرین کیا
 جو دل کو ہم کا لکھا اور مرثا کیا
 مرثا کا لکھتے تھے کہ خیرین کیا
 دودھ پلانے کا کہ خیرین کیا

۷۶

لمبی تیرہ گئی وہ لہروں کا
 خیرین مرثا کے اندر والے
 ہر جیسے پڑا کی کہ خیرین والے
 خیرین پڑا کی کہ خیرین والے
 کہ دھوم بڑا کی کہ خیرین والے
 خیرین پڑا کی کہ خیرین والے
 خیرین پڑا کی کہ خیرین والے

نظم کا اس چوب کل تو نفا
 چھوڑتے تھے پتہ جات تو نفا
 مچلاں دیکھیں جوں کشادہ
 زبوں کے شہبختے پتہ جات تو نفا
 سیم کو اچھوڑ کر جات تو نفا
 کی سواری دیکھیں جات تو نفا

اسے ہم سب جوں ہمارے نام
 اسے ہم سب جوں ہمارے نام
 جھوڑتے تھے ہمارے نام
 اسے ہم سب جوں ہمارے نام
 اسے ہم سب جوں ہمارے نام
 اسے ہم سب جوں ہمارے نام

مرگم جوہر مہر و خنجر
 شانی پہلے جس طرح جوہر گر
 منصفیت میں ہوئے تیرے کیسے
 نشان خدا نمودار دے ہر
 دے کہ شکر عین شکر و شکر
 کہ ہے ایک جوہر کہ ہے عین
 رستہ ہیں لا کھل جانے ہر
 بدھمتا تمام دہشتہ میں کہ

تم ان میں شام میں شکر میں
 جس دہر کا وزن کم ہوئے
 نور میں ہوئے جوہر کا شکر
 اسے خضر کہ کہ ہوئے شکر
 پیش میں فخر نہ کہ کہ ہوئے
 بچہ کہ واسطے خضر میں ہوئے
 کہتے ہیں اس حال پہ سب کو
 معلوم علی النبی وال محمد
 دیکھیں جو روزیہ رخ سلطان
 سب پر ناز غیب ہووے اس
 بنو ہر کہ کی یی شان ہوئے
 ہر میر اس حال پہ تمام ہوئے

۲۶۱

بڑے بڑے طاق زبر جہان

یاں آیت ہلال صریح عینیت

رے سے مثال دینے میں ان کو

پہلے تو کجا چاہیں کہ ان کو

اس جگہ سے بجا حقانیت

تھم کہ طرف حیات ہے عینیت

۲۶۲

بہ شرم عارفوں و بے دینان

لاست کارنگ پیچ کی بوری کی

بج کر دیں وہ کجاست زلف کم

باقی میں مثال دے اور شہید

کے شب نماز زلف کے پیچے

دن کی نماز راہ شب قدر ہو

۲۶۳

نیکی سے روئی کا بندری پوچھو

فانوس علم شپاک کی بے شمع

قلم قرآن کی روشنی سے

عینیت سے ان جان بابا تو

رہے کہ وہ اب پوچھنی کا

تو ایسا نور ہے کہ پوچھنے سے

۲۶۴

جہاں کی ہر ابرو سے نیا نظر آئے

پہلو کیوں اوراق میں نہ

دربار درخشاں کا جو کج

ابرو کی طرح کہ کھنکھ

موم ایسا پوچھ تو ہم

پتھر کی طرح پوچھ جائے

ز نزدیک چشم است به چوین تازی نام
 عین علی است و عین بنو عیسی علی السلام
 عکرم عین عین یا کعبه ابرو عین
 کعبه کلک عین عین عین عین
 عین علی نام یا کعبه عین عین
 کعبه عین عین عین عین عین

چشم و عین عین و ابرو عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین

که عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین

چشم عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین
 عین عین عین عین عین عین

کے ہر منہ کی تپ میں سب کو انور
کے جانی پہنچے پانی اور جانی پہنچے گدگد
وہ جو وہ تھا کہ سب سر سید اس پر
کہ جس کے جانب کو ہر جان تڑکی گد
وہ پتھریوں کے بلاتیں کہ پانی کی تپ
میرا شام میں سب بین قتل گاہیں

بجائے تھے جو ہم کر شاہ انا کہ
دیوار و دیوار بھلے تھے کہ سلام کہ
روشن کیا تھا کہ سب نے اپنے شام
جہت تھے بھلے پورے جلنے کی شام
مگر انہ و شمع سے بلیا نہ تھا
بہار کے اک پورے سے ہم ایں تھا

غل تھا کہ شہید کا جو ہر ہضم
فرم زباں سے نصرت کی پڑا ہضم
یہ کہ بل میں جا رہے تھے کہ ہضم
وہ آبی قیام کے پڑے ہضم
عجب کہ قیام کے کہتے تھے کہ ہضم
یہ کہ بزرگ کے کہتے تھے کہ ہضم

سب سے ملا زمان پڑی نہ کہ
میت تھے کی غیبت کی اس سے نہ کہ
تیم کہ مرے شاہ کے سب سے نہ کہ
یہ وہ برب کہ ہم کہ بھائیں م
کہتے ہیں میں عمر نہ تھیں اتنی بھائیں
میں ناب میں خد کا ذریعہ تھیں

بیاں ہم زمین کے ہر در پہ چلا
 کہ تو ترس و ہراس ہر جا
 دریاے انتقام کا علم میں آگے
 خستہ آگے کو چھوٹا کر آگے
 نکلے سلاخ جنگی قوم کو آگے
 بیڑوں بلند ہوئے گئے آگے

بہ ناز و نرس تاز و متوجہ
 ہیں کہ پیہ چون دو بہر ہونے
 یہ افتاد و نیرہ خار آگے
 گزرو گند و علقہ طوق ورنے
 بیخیز چہ پیش کو قصد نیرہ
 بھنوں کا علم آگے آگے

مہر کی بڑا کھڑا ہو چلا
 کہ چلا کہ بلا کو بھر کر چلا
 مگر کہ جو دھڑھکا ہر ایک پہ چلا
 مرد و عجم کہیں سے ہم پہ آگے چلا
 خفاں بیت سرور و کیم کے آگے
 زور اسلام آہ باؤں پھر کے آگے

الٹیہ زمین کی سمت آگے
 زادار امداد تھا کہ آگے
 زو جہ سے کہ کامیو آگے
 لاتے ہیں شام سے کمر بوجھ آگے
 جہاں کہ ہے سے ہوں افضل آگے
 پیش کیڑے ہیں سرور آگے

۱۱۱
 بوی وہ خوش تھیں وہ خوش حال
 میں نے بھی تم کو خوش حال
 میں نے بھی تم کو خوش حال
 میں نے بھی تم کو خوش حال

۱۱۲
 کہہ جاؤ شوق کو تنہا وہ باغ
 زینتِ دل کی شوق رہا
 اور کہ جس کے پر سے کہیں کو نہ پڑا
 زینتِ دل کی شوق رہا

۱۱۳
 اقصیٰ ملک اور اتنا بڑا ملک
 غم کو جیت لکھتا ہوا ملک
 غم کو جیت لکھتا ہوا ملک
 غم کو جیت لکھتا ہوا ملک

۱۱۴
 پوچھنا تو شام میں تو غم کی پٹی
 لاشہ تو کفن کی پٹی
 کہ پوچھتی تھی کہ پٹی
 کہ پوچھتی تھی کہ پٹی

۵۷۵
 دوا می بینم پیر و عمرت سے نازدار
 ناز و تقرب کہ ہو االمام کہ دلا
 بجز اگر میزید و کم از است اختیار
 جس طرح باغ و دریاں گل منمشید
 کہ نور تھایم بخت ازل نادرین
 جس طرح ایک دانه تبت اناپین

۵۷۶
 عزت کی میزید کی جو در و ما
 بخت لال کہ فرست دین خدا
 در پیچ شایع بخت چلتا
 یہ ہے کہ کوشش ہم اب بخت لا
 یہ ہے چاہاں ہوا کہ میزید

۵۷۷
 پیر و کمال خیر عجب تھا چھین
 بپا ہوا چوہا کہ ارم وقت تیرین
 طاب کون میں منشا حال بنی پیرین
 بہ پیغمبر فاطمہ پیرت لقا حسین
 پیاسے کی قتل گاہ کہیں نہ لگیں
 کہیں بے لاش کہیں ہر کم ہیں

۵۷۸
 داری ابرو سے ابرو آ رہے ہیں
 دیکھو پیران خوش احوال آ رہے ہیں
 پیاسے کے نانا احمد غفار آ رہے ہیں
 زبان جاوے حیدر آ رہے ہیں
 پھر تپ دہر ترے مال اور دولت
 کچھ بڑا فقر کہ در دہر آ رہے ہیں

عوض بخت و دنا تم سے کچھ کم ہو جا
نزدان کی طرف سے میری کم ہو جا
دوسری تیرے جان سے میری کم ہو جا
قریب اللہ سے میری کم ہو جا
دعا پر اس سے میری کم ہو جا
باب اور ختم دیکھو میرا باب کا

بول آؤ فریاد چلائے
 جیسے دھن سے گھڑا ہوا
 حزن سے گھنٹہ بے پیر کا
 خلعت سے خنجر سے پیر کا
 جتنی کی تم کہ اکابر سے پیر کا
 تیرا لاکھ سے ملتی کہ تیرا پیر کا

پہلوئیں نہ دھو کر اور وہ جانیں کہ
 اُن چاہتے تھے کلامِ شاعرانہ
 بے آبرو نہیں ہیں تو اپنے کلمات
 اور آبرو کے بار دہریاں کہ ان کی بات
 کلامِ کرم تو کس کی طرف چاہتے
 یہ وقت کی بات کہ چوری الہ کا ہے
 کیا ہونے میں شورشِ کائنات
 پہلو ہر طرف سے کہ ان انقلاب کی
 مینا غم بہشت ہے جو ملکِ ناب کی
 کیا وہ تاب و تاج سے حق فرما
 دے نہ ترے کہ لایا ہی نہ ہے
 حق بنی عیاں ہوئی فاقہ زد چہ

164

گزشتہ فرماؤں کا حکم شافعی کے ساتھ
 فقہ اہل سنت نے بھی چاہا اور ان کے لئے کچھ
 بحث کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ خاصیت نہ تھے
 اس وقت کے کچھ اہل سنت نے بھی کیا کیا
 نہ کر سکتے تھے جو اس وقت تک تھے
 یہ ہیں جو کہ مرشد زین الدین تھے

پہلے اہل سنت کی صورت تھی
 شافعی نے بھی یہی فرمایا تھا
 یہ وہی وہی چیز تھی جو ان کے
 بیان میں برتن سے تھی ان کے
 اس بات کو کہ ایک ہی تھا کہ میں
 اور اگر وہی وہی چیز تھی ان کے

اگر شافعی کو فرقہ فرقتہ وہاں پہنچا تو
 ان کی بات تھی کہ ان کے لئے نہیں تھا
 صحابہ میں اس کی چیز تھی وہ ان کے
 قانون میں ان کے لئے نہیں تھا
 دل میں تھی کہ وہی وہی تھا
 تو یہی بات تھی کہ وہی تھا

پہلے اہل سنت کی صورت تھی
 شافعی نے بھی یہی فرمایا تھا
 یہ وہی وہی چیز تھی جو ان کے
 بیان میں برتن سے تھی ان کے
 اس بات کو کہ ایک ہی تھا کہ میں
 اور اگر وہی وہی چیز تھی ان کے

مہول سے کہتے ہیں وہ جس نے ہاتھ کر لیا ہوا
رومال کو دیکھتے ہیں لالہ کی گونجی ہوا
پورا کمرہ گونج رہا ہے کھانا ہوا احرام
مقام تھا کہ کھدیا اور یہ کیا کلام
شاہیں بیاں گئی ہیں کہی ہو چاہیے
کہ ان کا کہہ کر ہی کہتے ہیں کہ

۷۴

بہ نکل کر ایک کیمز کی نظر
دیکھتے ہیں کہ جاتا ہے اس شخص کا
رومال میں ہے کہ کونسی شے دیکھتے ہیں
اس شخص کا دیکھتے ہیں کہ کونسی شے دیکھتے ہیں
کہ کچھیں فلک پر اور دیکھتے ہیں کہ زبان پر
بچھتا ہے اس کے ہاتھیں آسمان پر

ہر اس کی ہر نہ بھلا کے یہ کہ
سے جی بچھو گئے نہ ارا تھو
بہ ہوتے ہیں کہ کونسی شے دیکھتے ہیں
دیکھتے ہیں کہ کونسی شے دیکھتے ہیں
دیکھتے ہیں کہ کونسی شے دیکھتے ہیں
دیکھتے ہیں کہ کونسی شے دیکھتے ہیں

کہ یہ وہی ہے کہ پورا ہوا
کہ یہ وہی ہے کہ پورا ہوا
کہ یہ وہی ہے کہ پورا ہوا
کہ یہ وہی ہے کہ پورا ہوا
کہ یہ وہی ہے کہ پورا ہوا
کہ یہ وہی ہے کہ پورا ہوا

وہ بولا: شوقِ عالم و فانی
میں سے ہیں جوں کی بھنک تھی
میرش کی شربِ قیام کراں ہم
اس نے کہا: قبول ہے دی خوش
فہم نہ کہانت جو پیرا ہوگی
اگر گشتے ہیں اُن کے وہ دینا ہوگا
بولا: جب غمِ مینا پر نہ رہا ہے
اس مری ابرو کی کج کھال ہے
عجل و خفت میں شوقِ بواہر کلا ہے
جوں گلِ جبرگ لہری رہا گئی
میں نے کہا: جنت میں گئے ہیں
میں نے کہا: جنت میں گئے ہیں
میں نے کہا: جنت میں گئے ہیں
میں نے کہا: جنت میں گئے ہیں

بھلائے دل کی تیرے کی تیرے سوسنا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا

ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا

ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا

ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا
 ہر حال میں تیرا ہر حال میں تیرا

وہ بوجی آہ کیا کروں صد سر سے جان پر
 طاری ہو جو غم نہ لہجی اس نا توان پر
 عین کی کو چھوٹے پتے ہیں آسمان پر
 مثال علم اگلے میں ہے غم زبان پر
 غم بوجی میں ہے غم کی کیا غلط
 عین کی سے غم بوجی کی غم غلط ہے

غصے سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم

میں کی غم کی غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم

میں کی غم کی غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم
 غم سے بوجی آہ غم کی غم

جہاں تک کہ تیرا دوسرا ہے وہی ادا ہے
روال لائے کہ سبیا بی بی کے ہاتھ پر
کھوئی گریہ کو بچا نہ ہے لالہ نگر
فوں میں کسی شہید کا دو باؤ تو کم
تھی نہیں سے فخر اگر افت چلتا ہے
تازہ ہونے کی راہ سے چلتا ہے

پہلے کہتے ہی دل پہ وہ تو تیرا ہوا
رو کہ لکھنا وہی دو وہانی غصیب ہوا
بے شہید کو یہ مقبیل اب ہوا
یہی ہے کہ تھا مظلوم وہ اب ہوا
ظفر میت کی ہوا افرامہ نشان ہے
تو بان ہوئی یہ مر اٹھیاں ہے

ماتے ہوا کہ وہی میں ہی چاہیں
لاؤ گھڑی کہوں میں چکا کہ پتھر کا
جھلاؤ خاک میں بھرا چلا خاک
میں ہی سے روزِ حرام کی میں خاک
کو لائے یہ کم ہونچان، تو کی
مراڑ ہے پر اس تو بان ہوئی

کے لکھنا انہی ہے بے بچا ہوا
بہرہ برکے جو ہے تمہارا ہوا
بہرہ کہ زینت جو ہے بے بچا ہوا
نازل نہ کیوں زانے یہ تمہارا ہوا
چرا کہ ہونوں کے بی چاکم نہ ہوا
بے ہونوں کی چاکم نہ ہوا

کہیں صبا جو تباؤ دے دے کہ لالہ
 مٹی نفید ہوتا ہے مے فوں میں لالہ
 اور رعل میں سے وزن دے دے کہ لالہ
 مہر کی خفا جب تیرا حال ہے
 نہ رعل ہے تو کہم کہ یہاں ہے
 جان میرا کہ تیری دولتیں کہاں
 سینے سے دل نکال کے بھر دے کہ لالہ
 تو یوں آگے نہیں کہو یہاں کہ لالہ
 تم پہاڑوں میں تو آگے پہاڑوں
 کہ روز قاتل تم وہاں میں جاؤ کہ لالہ
 سہم بڑا ہے غنیمت تو یہاں کہ لالہ
 فانی بوا اس فانی بوا کہ لالہ
 پلوہ نہیں کہ لالہ بوا کہ لالہ
 اور کہ کہ وہ نہیں بوا کہ لالہ
 اس سے زینت ہوئی یہی چاہی کہ لالہ
 کہ تھی کہ لالہ کہ لالہ کہ لالہ
 درکار اب ہے نہ وہ کہ لالہ
 فانی بوا کہ لالہ کہ لالہ کہ لالہ
 اور کہ کہ وہ نہیں بوا کہ لالہ
 فانی بوا کہ لالہ کہ لالہ کہ لالہ
 اور کہ کہ وہ نہیں بوا کہ لالہ
 فانی بوا کہ لالہ کہ لالہ کہ لالہ

جگر دہ پکار دی نہیں و ا نصیب
 میں نے نام پہ پھلہ بیٹھی نہ تو تیری
 یہ نام کہ چلنے نہ تم میں کچھ ملا
 تم تو تباہ تھی موت میں کس کی تباہی
 رہیں ان بیٹے سلف سے زیادہ
 یہ فطرت میں کلمہ درازا رہے
 مٹا کر نہ کلم کو کی تھی قہر
 یہ خیرات تجھ سے نام از غریب
 نہ کہ تم تو از غریبوں کو نہ تو غریب
 میں نہیں میں ایک این علی شید غریب
 مگر از ان بیٹے کے قوت کلم کو میں
 اور کہ بلا کی نہ کہ پیسے کلم تو میں
 بنایا اور کی قہر ہے نہ اگر
 اور ہے میری قہر ہے مجبور الہ
 پیسہ بھی کی فتنہ نہ تم کلم کا قہر قہار
 مگر نہ چپک کلم ہے میری قہر قہار
 فرزند میرا کلم اور در شکست ہوں
 میں اختیار ہا کلم و بھو شاف ہوں

۴۸۶
 حوالہ
 جو بلکہ اس طرح ہے : ایاں حسن حسین
 حسن حسین روضہ فوٹو اٹل حسین
 فوٹو اٹل حسین روضہ فوٹو اٹل حسین
 روضہ فوٹو اٹل حسین روضہ فوٹو اٹل حسین
 روضہ فوٹو اٹل حسین روضہ فوٹو اٹل حسین

پس اگر بابت کار و روزگار و مال و مالک
چیزیم پس ازین یک چیز یاد گیر
نام آن چیز که کار و روزگار نام آن را
اعمال نامند و این چیز که روزگار نام آن را
که هر عملی که بفرموده و نهی خداوند
امت نبی باشد یعنی هر عملی که

رویت کیا کہ یہ ایک طاقتور شخص ہے جس نے بہت سے لوگوں کو ایمان دلایا ہے۔

کے بڑے لڑکے اور شاہ کونین
چھوٹے بہادر خاں کی ماں
میں گھر میں تھیں۔ یہاں پر
گھر کا ہمارا گھر تھا۔
میں نے یہاں پر
میں نے یہاں پر
میں نے یہاں پر

۱۳۱۳
 السلام رونے میں ہوا ان سب کو اگلاں
 کوئی چاری ہاں علی اکبر چوہاں
 اک بولی ہاں اسے شکر شکر ہاں ہاں ہاں
 اک نفقہاں کی ہاں علی از خیر ہاں ہاں
 اک بولی ہاں قاسم گللوں کو قاسم
 مقبول یکتا ہاں غیب الیقین ہاں

۱۳۱۴
 دل کو بیجا تم سدا میں غم ہاں
 سینہاں کا چوہاں سینہ زون کی چوہاں
 شوق تو کہ استغناں سے بیجاوں کی چوہاں
 اکثر صوفیوں کی چوہاں اک کفر کی چوہاں
 مہم سے سینہ شوق تو کہ دل نہ مہم ہاں
 بیش کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں

۱۳۱۵
 گلہ بہ گلہ پاؤں کو رستم ہاں
 ہزار ہاں چوہاں نیم تہاں ہاں ہاں
 تار پینہ پینہ نہ کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 ہاں کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں

۱۳۱۶
 بہ پوچھاں وہ کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 ہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں
 کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم کہم ہاں

اس زور و غور سے کیا تم جین کا
 ساتوں جین زین کے گھر سے زیا
 کے اور بنہ ہو گئی اور دم اور دیا
 اس کو میں وہ کہتی ہوئی اور
 دل پہ جو یہ جان یہ حد سے اور
 اس میں کہیں کہیں کے اس سے بھلا

فراہ ساروں ہوئی اور مر ہوئی بار
 گم ہوئے ہوئے مرے شاہ تا بار
 سالانہ قیمت میں سے اور اور
 دیوں کو تم یہ پوچھتے ہیں ہو گیا
 چاہیں گے میری دل کے نشان سے
 سب سے شمس کی تجھ سے ہوتے ہیں

قوتوں کو اس گھر میں عوام کی خوشی
 بال خاص گلستان کی قبر جا کے خوشی
 احسان کیا کیا کا کم سے صاحب
 پھر کہ ہمارے چھ مہرمت کا انہیں
 ان کو دیکھ کر بہت شرم و شرم کی
 یہ خاص کوئی بال ہیں میرے جین کا

قوت قدر میں کیسے کم از کم
 بھلا کا زلال چشمہ افضل کہ کیا
 اتنے میں ہو تک اٹھا وہ جب تم ہوا
 تمام زور و زور سے کہہ سلا ہوا
 ہاتھوں پہ کیجے وہ کم اور وال ہوا
 بیچنے کا وہاں بھی کیسے کم وال ہوا

۱۲۱
 در تیر باد آتش که بر ابروی خشم
 پدید آید، فلک کبریا در اوج
 آسمان، قریب و شریف بخت کبریا را
 چو کله از دست پیرایه و شوق و احسا
 بفرستد و در وقت که غمناک است
 بفرستد و در وقت که غمناک است
 بفرستد و در وقت که غمناک است

۱۲۱
 مشرق و مغرب و شرق و غرب
 ہندو کہ ادب و شریعت کی اصلاح
 کا وہ میرا مدد سے عرب و ہندو
 میں ہوں ایں دانش خیر الامم کا
 قیام رہی کہیں نہ خاک و پریشانی

۱۲۱
 وہ جو ہے حبیبِ حسینؑ یہ تو کہ نہ تائیں
 بھلائی اسی شہید کے دم کو کہ تائیں
 پلو پلو میں مرقع کی ہے ہر سے مزار ہیں
 ہیں زنجاروں پر آدم و جانم کی قاتل ہیں
 وہ جو ہے حبیبِ علیؑ نہ تو شہید ہیں وہ
 نہ تو کی ہے خبریں ہائیں کہ

بیت پر ہے پیر پیدہ نیا کلا
تو آرم علی پہ چرخ ہر کے ہزار
سنا سننے کا رشتہ خطا میرا
تا کہ تو علی نہ دیا دم بجلی زینہ را
جھلایا جفا کے تکرار وہ یاد حسیں
شاہ نجف اٹھو کہیں لایا حسین

۱۱۱۱
 کہہ تھا کہ مرشد پر نور تیری ہوا
 منہ سے تیرا بناف عیاں کیر تیری ہوا
 پہلے سے پہلے میں کہ جب کو تیری ہوا
 اب کہ کجا بھوسے ادا میرا حق ہوا
 نہ اچھی بال کہ کھوسے ہو میرا حق

۱۱۱۲
 جانی تیری نہ تھکے دل کو حسین
 اور آج بھوسے کی پیو مار حسین
 کہ کھوں کو بند کر کے کر پیا در حسین
 اور سے پیا علی نے تم ام حسین
 حق کی لاش دیکھ علی کو مر حسین
 نہ اڑنے سے لے لیا کہ برون کہ حسین

۱۱۱۳
 چلائی آئے فاتح قرآن بٹول آئے
 بچان بٹول آئے احست جان بٹول آئے
 نظم آئے بچوں بٹول آئے
 کھلا کے کہ بلا سے پاں ہم بٹول آئے
 نیک کو میری سلاہم بٹول آئے حسین
 کہ کجا بٹول آئے کجا بٹول آئے حسین

۱۱۱۴
 کہ کہ فرخندوں کوئی سلطان بٹول آئے
 فوج نہیں سپاہ نہیں اور بٹول آئے
 اب کہ طرف بدین نہیں اور بٹول آئے
 بٹول آئے تاج رسول خدا نہیں
 بٹول آئے تاج رسول خدا نہیں
 سے کہ بٹول آئے تاج رسول خدا نہیں

۱۲۱
 ہرگز نہ بخت میں نہ از تو مرا افلا
 چل میں تو را فراقی ز تو نہیں افلا
 کہ میرے کہ بلای تو مجھ سے ہو گا
 نہ صفت ہو تو ہی تم و خدمت کا خلا
 بہم بخت کی خاک و دودا کی چین
 بہم سیال کی برکات و نایا چین

۱۲۲
 ہرگز نہ تو تم کو از بیتہ نہ تھا
 تر از دست جانتے تھے از بیتہ نہ تھا
 طبع از تم بھی کہ تو بیتہ نہ تھا
 سیر از تم بھی کہ تو بیتہ نہ تھا
 تم کہ تو بیتہ نہ تھا تو بیتہ نہ تھا
 اب بے پروا تو کوئی جانب نہ تھا

۱۲۳
 بہت سے یہ وقت نظم کیاں ملان
 ہوشی اور کھٹکے ہیں در عقل فراق
 کہ شاہ کا لیت کہ سے کہاں دن
 بہت سے وہ کیا کہ جانتے جانتے
 وقت تو کیا کہ وقتہ از عقل و فکر
 ایک کہ غور سے غائب ہے کہ

۱۲۴
 ہرگز نہ اس کو جو عاشق نہ
 حیران یہ سہل نہیں شمس
 میں قابل دوزخ ہوں گناہوں کا
 دوزخ نہ کیا کیو نہ اس قابل
 ہرگز نہ اس کو جو عاشق نہ
 ہرگز نہ اس کو جو عاشق نہ

اس جلد سے جلد حقوق نام ممتاز کی عین بی غناس لکھنو محفوظ ہے دی ہما حینا بازارت قصہ طباعت نہ ہو

مختصر فہرست کتب خانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ

معراج الکلام حضرت امجد مرحوم خلف خدائے سخن جناب
دبیر مغفور کے ۱۴ مسکوکہ آراء مثنوی کی ایک کامل جلد کا نام ہے
علاوہ مثنوی کے سوا انجمنی بالقصور درج ہو گا غرض سفید
نخنہ خلد معروف بہ بوستان رشید لکال شعر حضرت رشید قمر
سے ۵ نایاب مثنوی کی جلد ۲۶۸۳ سفید چکنے کا غز پر تہیز
لکھائی و پھپھائی ہر صفحہ میں صرف چار بند چلی لکھے ہیں مرحوم
کی سوا انجمنی بھی درج ہے۔ عہد

مجموعہ رباعیات و سلامائے جدید جناب شہید مرحوم ۱۴
بیجان غم۔ جناب میر وحید صاحب مرحوم کے ۲۰ مثنوی کی
نایاب جلد طبع ہوئی ہے بہت عمدہ سفید کا غز پر۔ عہد
تحفہ العوام مستند باضافہ جدید مسائل و ادعیہ اس مرتبہ یہ
کتاب متطاب بہت عمدہ سفید کا غز پر نہایت صحت و
صفائی کے ساتھ طبع ہوئی ہے شائقین کرام جلد توجہ فرمائیں
قیمت پیر مجلد ۱۴

معراج سخن حضرت عروج اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا منتخب کلام
طبع ہو گیا۔ جناب عروج مرحوم نے اپنی آخری عمر میں
انڈین پریس الہ آباد میں مرتبے طبع کرا کے اکاڈمی
الہ آباد یونیورسٹی میں مقابلۃ ان مجموعہ مرثیہ سے مبلغ
پانچ سو روپیہ کا انعام حاصل کیا کاغذ سفید گندہ طباعت
کتابت دیدہ فریب و لفریب مجلد ۱۴

ہفت سورہ ترجمہ جناب مولانا حافظ فرمان علی صاحب
قبلہ مرحوم۔ ہفت سورہ نہایت ہی سوز و دلچسپی اور عمدہ
تقطیع سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے جلی قلم خوش خط مجلد۔ بیہ
انیس المناقب۔ جناب میر انیس و حضرت نفیس اعلیٰ اللہ
مظاہم کے مقبول مناقب طلب حاجات کا بہترین
ذریعہ۔ ار

لفی طے ہمارے کتب خانے میں ہر علم و فن کی کتابیں و تعویذات و نوحہ جات اور نامور حضرات شعرائے لکھنؤ کے نایاب
قلمی مرثیے جو آج تک نہیں چھپے بکثرت موجود ہیں فہرست طلب فرمائیے۔

اطلس
سید ریاض الحسن موسوی مالک کتب خانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ

یہ سب کتابیں متاز بک ایجنسی نئاس لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں۔